قومی اسمبلی 1974ء

پیش کردہ حوالہ جات

کا

تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر سلطان احمد مبشر

کاروائی قومی اسمبلی 1974ء فہرست حوالہ جات

نمبر شمار	تاریخ	صفحہ نمبر	
1	5/08/1974	84-85	غیر مسلم اقلیت کا فیصلہ Predecided ۔ مسلمان سمجھنے پر پابندی نہیں۔ (اٹارنی جنرل)
2	5/08/1974	109	جماعت انگلستان کا ریزولیوشن (غلط)۔ اخبار کا حوالہ تک نہیں صفحہ 111
3	5/08/1974	127	حوالہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ؓ ”اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم کہو کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی آ سکتے ہیں اور ضرور آ سکتے ہیں“۔ **کل مسلمان جو مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (آئینہ صداقت صفحہ 51/20)** **حوالہ کتاب کے صفحہ 35 پر ہے** **{+6/8 صفحہ 8/8،60 صفحہ 99}**
4	5/08/1974	131	الفضل 29/26 جون / 1922ء **”احمدی چونکہ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے۔ اس لئے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کسی نبی سے بھی انکار کفر ہے اور غیر احمدی بھی کافر ہیں۔**
5	5/08/1974	133	انوارِ خلافت صفحہ 90:۔ **ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدی کو مسلمان نہ سمجھیں۔ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں وہ ہمارے نزدیک خدا تعالیٰ اور ایک نبی کے منکر ہیں۔**
6	5/08/1974	141	چیئرمین/اٹارنی جنرل۔ جن ممبران نے سوال پوچھے ہیں وہ Correct Questions دیں
7	5/08/1974	142	I will not produce books'

8	6/08/1974	10	Review of Religion صفحہ 124 حضرت مصلح موعود کی تحریر ”حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ وہ سلوک جائز رکھا جو نبی کریم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا ان کا جنازہ پڑھنے سے روکا گیا اب باقی کیا رہ گیا جو ہم ان سے کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی اور دوسرے دنیاوی۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے۔ دنیاوی تعلق رشتہ ناطہ ہے تو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے۔ اگر کہو ہمیں ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے اگر یہ کہو کہ غیر احمدی کو سلام کیوں کیا جاتا ہے اس کا جواب ہے۔ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم ﷺ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا“۔ (+8/8 صفحہ 55)
	6/08/1974	26	میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب اس کے بچے کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہوا اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے پھر میں کہتا ہوں کہ بچے کا گناہ نہیں ہوتا اس کے جنازے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچے کا جنازہ کا دعا ہوتی اس کے پسماندگان کے لئے اور اس کے پسماندگان ہمارے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں۔ اس لئے بچے کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے باقی رہا کوئی ایسا شخص جو حضرت صاحب کو سچا مانتا ہے لیکن اس نے بیعت نہیں کی یا اہمیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور اس حالت میں مرگیا اور مرگیا۔ اس کو ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کو کوئی سزا نہ دے لیکن شریعت کا فتوی ظاہری حالات کے مطابق ہوتا ہے اس لئے ہمیں اس کے متعلق بھی یہی کرنا چاہئے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے“ ...... انوارِ خلافت صفحہ 93 کا حوالہ ہے۔
9	6/08/1974	2 44	الفضل 28/ اکتوبر 52ء قادیانی امت پر مسلمانوں کی جانب سے اعتراض کیا گیا کہ قائد اعظم مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے اور تمام امت اسلامیہ نے ان کا جنازہ پڑھا تو جماعت احمدیہ نے یہ جواب دیا کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابو طالب بھی قائد اعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے مگر نہ مسلمانوں نے ان کا جنازہ پڑھا نہ رسول خدا نے۔
10	6/08/1974	50	انوار خلافت صفحہ 90۔
11	6/08/1974	59	(حضرت خلیفۃ ثالث) آئینہ صداقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی کتاب نہیں ہے۔ اٹارنی جنرل نے اسے مرزا غلام احمد صاحب کی کتاب کہا تھا۔

12	6/08/1974	60	کسی حوالہ کی تردید یا تصدیق نہیں کی صفحہ 60۔ آئینہ صداقت صفحہ 35۔ ”تمام اہل اسلام دائرہ اسلام سے خارج ہیں“ انورالصداقت کے نام کی کوئی کتاب نہیں۔
13	6/08/1974	62	نہج المصلیٰ صفحہ 382۔ ”نہج المصلی کتاب میرے لئے اتھارٹی نہیں ہے۔ پھر دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بالکل ترک کرنا پڑے گا۔ حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 27 (+9/8 صفحہ 107، 20/8 صفحہ 3)
14	6/08/1974	64	حقیقۃ الوحی صفحہ 185 ”کفر کی دو قسمیں ہیں ایک آنحضرت سے انکار دوسرے مسیح موعود سے انکار دونوں کا نتیجہ و محاصل ایک ہے“
15	6/08/1974	66	Speaker"s Warning ایک حوالہ------- تلاش کرنے میں 1/2 گھنٹہ لگ جاتا ہے۔
16	6/08/1974	81-82	کیا مسیح ناصری نے اپنے پیروؤں کو یہودیوں سے الگ نہیں کیا“۔ کیا وہ انبیاء جن کے زمانے کا علم ہم تک پہنچا ہے اور ہمیں ان کے ساتھ جماعتیں بھی نظر آتی ہیں انہوں نے اپنی جماعتوں کو غیروں سے الگ نہیں کیا کیا اس شخص کو ماننا پڑے گا کہ logic کیا ہے پس اگر حضرت مسیح موعود نے جو یک نبی اور رسول ہیں اپنی جماعت کو منہاج نبوت کے مطابق کیوں غیروں سے علیحدہ کر دیا ہے تو نئی اور انوکھی بات کون سے ہے........ جس دن تم احمدی ہوئے تو تمہاری قوم تو احمدیت ہوگئی شناخت اور امتیاز کے لئے اگر کوئی پوچھے تو اپنی ذات یا قوم بتا سکتے ہو ورنہ اب تو تمہاری گو د احمدیت ہی ہے پھر احمدیوں کو چھوڑ کر غیر احمدیوں میں کیوں تلاش کرتے ہو۔ ملائکۃ اللہ صفحہ 46-47
17	6/08/1974	82 3	”الفضل“ 26/ جنوری 1916ء ”میری امت کے دو حصے ہوں گے ایک وہ جو مسیحت کا رنگ اختیار کریں گیاور تباہ ہو جائینگے دوسرے وہ جو مہدویت کا رنگ اختیار کریں گے مرزا غلام احمد صاحب“ (+8/8 صفحہ 63)
18	6/08/1974	83	آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 344 جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ وہ ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا احترام کرے نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوئی ہے۔ وہ ایک امت بنائے جو اس کو نبی سمجھتی ہو اور اس کی کتاب کو کتاب الٰہی جانتی ہو۔
19	6/08/1974	84	اربعین ۴ صفحہ 6 ”یہ بھی سمجھیں کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی“ ادھورا حوالہ

20	6/08/1974	85	الفضل 26 جنوری 1915ء مسیح موعود کو احمد نبی اللہ تسلیم نہ کرنا۔ آپ کو امتی قرار دینا۔ امتی سمجھنا گویا آنحضرت ﷺ سید المرسلین اور خاتم النبین بھی ہیں کو امتی قرار دینا امتوں میں داخل کرنا کفر عظیم ہے۔ کفر در کفر ہے۔ خلیفہ ثانی **بناوٹی حوالہ** (7/8+ صفحہ 7-8)
21	6/08/1974	90-91	شریعت نبوت صفحہ 172 ؟ ”شریعیت اسلام میں جو نبی کے معنی ہیں۔ اسکے معنی سے اگر مرزا غلام احمد مجازی نبی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں“ **بناوٹی حوالہ**
22	7/08/1974	4	اسلامی شریعت نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت غلام احمد ہرگز مجازی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔ حقیقت النبوت صفحہ 174
23	7/08/1974	4	اربعین صفحہ 83 بعض حوالے دیئے گئے کہ اس پر بات ہوئی تھی مگر وہ اس کاروائی پر نہیں ملتے مثلاً اربعین صفحہ 83
24	7/08/1974	6	الفضل 29-26 جون 1922ء ”احمدی چونکہ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے۔ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کسی نبی کا انکار بھی کفر ہے اور غیر احمدی بھی کافر ہیں۔ جواب 1974-8-7 صفحہ 6
25	7/08/1974	7-8 4	الفضل 19/ جنوری 1915/29/ جنوری 1915ء مسیح موعود کو ابن نبی اللہ تسلیم نہ کرنا۔ آپ کو امتی قرار دینا۔ امتی گروہ سمجھنا۔۔۔ آنحضرت ﷺ جو سید المرسلین خاتم النبین ہیں۔ امتی قرار دینا۔ امتی میں داخل کرنا کفر عظیم اور کفر در کفر ہے۔ اس دن الفضل چھپا ہی نہیں تھا۔ (6/8+ صفحہ 85)
26	7/08/1974	9	اٹارنی جنرل۔ میں پھر Verify کرلوں گا--------------
27	7/08/1974	9	خطبہ الہامیہ صفحہ 171۔ جو شخص مجھ میں اور نبی ﷺ میں فرق کرتا ہے اس نے مجھے نہ مانا اور نہ پہچانا“
28	7/08/1974	11	الفضل 13 نومبر 1946 (مصلح موعود۔ ذمہ دار افسر کو کہلا بھیجا) پارسی کی طرح ہمیں علیحدہ Treat کیا جائے۔ ادھورا حوالہ۔ جواب خطبے سے واضح ہے۔ (7/8+ صفحہ 17 و 20/8 صفحہ 11)
29	7/08/1974		27/06/1974 "Impact" Irrelevent خود اٹارنی جنرل بھی Satisfy نہیں۔

30	7/08/1974	17	الفضل 13 جنوری 1944/1946ء پارسیوں کی طرح علیحدہ ٹریٹ کیا جائے۔ اصل حوالہ الفضل 13 نومبر 1946ء (+7/8 صفحہ 11 و 20/8 ص 11)
31	7/08/1974	20	مکتوب احمدیہ صفحہ 24-21 ''مسیح علیہ السلام کا چال چلن کیا تھا۔ کھاؤ۔ پیو۔ نہ زاہد۔ نہ عابد۔ نہ حق پرستار، متکبر۔ خدائی کا دعویٰ کرنے والا'' حوالہ نہیں ملا! ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ 7 تین دادیاں اور تین نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا.............
32	7/08/1974	22	ست بچن ----------- آپکو (یعنی حضرت عیسیٰ کو بریکٹ میں یہ ہے یسوع نہیں لکھا ہوا یہاں ---) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی آپکو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی کے وعظ کو جو انجیل کا مغز کہلاتا ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے۔
33	7/08/1974	23	انجام آتھم صفحہ 276-274 آپ کو (عیسیٰ کا ملنا کنجنیوں سے ان کی صحبت بھی شائد اس وجہ سے ہے کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی آپ جاہل عورتوں اور عوام....................................
34	7/08/1974	24 5	ضمیمہ انجام آتھم۔ صفحہ 5۔ ''متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کا آسیب خیال کرتے تھے پھر ---آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ آپ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے مگر ہمارے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔''
35	7/08/1974	28	Record میں غلطیاں ------- اٹارنی جنرل کا اعتراف Quotations are left - حوالے تھے ہی نہیں یا Quotation-Small سے impression اور پڑتا تھا۔
36	7/08/1974	29	ملفوظات احمدیہ جلد 1 صفحہ 31 : ''پرانی خلافت کے جھگڑا چھوڑ دو، اب ایک نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (مرزا غلام احمد) تم میں موجود ہے، اس کو تم چھوڑتے ہو اور ایک مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔''

37	7/08/1974	30	ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 11 ۔مرزا صاحب نے یہ کہا تھا کہ ”حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں“۔
38	7/08/1974	**31**	کربلا هی سیر آنم صد حسین در گریبانم یہ کہا ہے انہوں نے
39	7/08/1974	36	نزول مسیح صفحہ ۹۶۔ ”میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے“۔
40	7/08/1974	41 -42	قائم کلمۃ الفصل / ریویو آف ریلیجنز جلد۔14۔ صفحہ ۳، ۱۲۶۔ حوالہ ہے مرزا غلام احمد صاحب کے بارے میں ۔مرزا بشیر احمد صاحب ۔صاجزادہ بشیر احمد صاحب ۔وہ کہتے ہیں۔ ”معلوم ہوتا ہے (مسیح موعود) یعنی مرزا غلام محمد قادیانی صاحب (کو) وہ بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا کہ کہیں میری تحریروں سے غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر دھوکہ نہ کھائیں۔ اس لئے آپ نے کہیں بطور ازالہ غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھے تھے“ ”وہ لوگ جو اسلام کا دعوی کرتے ہیں“۔ جہاں کہیں بھی ”مسلمان کا لفظ ہو“۔ اس سے مدعی مسلمان اسلامی سمجھا جائے نہ کہ حقیقی مسلمان۔ پس یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے جہاں کہیں بھی غیر احمدیوں کو غیر مسلم کہہ کر پکارا ہے۔ یہاں یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعوی کرتے ہیں۔ وہ آپ حکم الٰہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔ (آج صبح بھی دیکھا گیا کہ اخبار بھی نہیں تھا۔ حوالہ نہیں تھا۔ اور یہاں آ گیا۔ چیک کریں گے۔)
41	7/08/1974	42	دافع البلاء صفحہ 20-13 ـــــ ”یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہونگا“؟؟؟؟؟
42	7/08/1974	43	اعجاز احمدی صفحہ 71 نبی کے لئے چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج گرہن دونوں اب کیا تو انکار کرے گا؟
43	7/08/1974	48 6	نزول مسیح--------- ضمیمہ نزول مسیح کا؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟ کتب ہی نہیں مل رہی تھی۔
44	7/08/1974	49-50	Mr chairman کی وارننگ اور نورانی سے جھڑپ۔ حوالہ کے مطابق اقتباس ہو۔؟؟؟؟؟؟
45	7/08/1974	84	اٹارنی جنزل: اگر مفتی محمود صاحب کہیں کہ میں مسلمان ہوں؟ جواب: مفتی محمود کو مسلمان کہتا ہوں۔ (حضرت خلیفہ ثالث)
46	7/08/1974	110	**does not exist in Injeel or Bible or Quran Shareef** اصل تحریر میں یہ لفظ موجود نہیں۔

47	7/08/1974	112	مکتوباتِ احمد یہ صفحہ 21/24۔ ”مسیح علیہ السلام کا چال چلن کیا تھا کھاؤ۔ پیو نہ زاہد نہ عابد نہ حق پرستار، متکبر خدائی کا دعویٰ کرنے والا“ حوالہ نہیں ملا!
48	8/8/1974	19	لیکن افسوس ہے کہ مولوی صاحب مرحوم کو یہ سمجھ نہ آیا کہ صاحب نبوت ہرگز امتی نہیں ہوسکتا جو شخص کامل طور پر رسول کہلاتا ہے۔ ازالہ اوہام صفحہ 407 حصہ دوم تامہ کا لفظ غائب کتاب؟
49	8/8/1974	22-A	کتاب البریہ صفحہ 78-79۔ ”میں نے اپنے کشف میں دیکھا میں خود خدا ہوں۔“ خدائی کا دعویٰ
50	8/8/1974	23	غلط حوالہ سیرت المہدی صفحہ 82 حصہ اول۔ ”میں نے کچھ احکامات قضا وقدر کے متعلق لکھے ہیں اور ان کے دستخط کروانے کی غرض سے اللہ کے پاس گیا۔ انہوں نے نہایت شفقت سے اپنے پاس پلنگ پر بٹھایا۔ اس وقت میری یہ حالت ہوئی جیسے ایک بیٹا باپ کو سالہا سال کے بعد ملتا ہے۔“ یعنی خدا کے بیٹے؟
51	8/8/1974	24	حوالہ نہیں دیا.......... مجھے اللہ تعالیٰ کہتا ہے (حوالہ) وہ خوبصورت عورت ہے.........“ ”ایک جگہ اخبار الفضل اور کوئی نہیں ہے پتہ نہیں کونسا حوالہ ہے بتادوں گا۔“ (اٹارنی جنرل)
52	8/8/1974	26 7	**Attorney General: Sir, if I may respectfully submit, explanation are different; you may or may not accept, but I would request the honourable members not to supply me loose balls.** **Mr. Chairman: Yes, there also I have said.** یعنی حوالہ جات یہ حوالہ جات یا کتابچوں یا پمفلٹ سے لکھے ہوئے ہیں۔ اس کی بجائے حوالہ جات پیش کرنے کا best طریقہ یہ ہے کہ یہ کتابیں پڑھیں ان کی وہاں سے کتاب اٹھائیں اور وہاں مارک کریں کہ یہ آپ کا لکھا ہوا ہے۔ وہ جو ہمارے question ہیں ان سے نکلتے ہی نہیں ہیں۔
53	8/8/1974	29	...........اور مریم کی وہ شان جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل نکاح کرلیا۔ (کشتی نوح صفحہ 37)
54	8/8/1974	30	”کچھ حوالے نہیں مل رہے۔“ اعتراف اٹارنی جنرل

55	8/8/1974	31	**کیا مرزا صاحب نے مولانا رشید احمد گنگوہی کو اندھا، شیطان، دیو، گمراہ ملعون من المفسد لکھا ہے؟ انجام آتھم صفحہ 282** **اصل صفحہ 252۔** (9/8+ صفحہ 83)
56	8/8/1974	36	نزول مسیح صفحہ 4۔ تذکرہ صفحہ 287 **’’جو شخص میرا مخالف ہے عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے۔** **کوئی حوالہ نہیں۔** (9/8+ صفحہ 90)
57	8/8/1974	39	**نزول مسیح صفحہ 53۔ پھر اس طرح جو مخالف ہے ان کے بارے...... میں کہا کہ میرے مخالف بیابانوں کے خنزیر ہوں گے ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔ (یہاں بھی کچھ نوٹ ہیں)**
58	8/8/1974	41	**آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 547۔ ’’یہ وہ کتابیں ہیں جن کو دیکھ کر مسلمان محبت اور معدت کی آنکھ سے اور اس کے علوم سے نفع اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے مگر وہ لوگ جو کنجریوں کی اولاد ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے مہر لگادی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔ ترجمہ از مفتی محمود ذریت البغایا کا مطلب لفظ نہیں ہیں۔** (9/8+ صفحہ 77-78)
59	8/8/1974	45	انوار الاسلام صفحہ 34 اور 30.. Page may be verifed **’’جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔‘‘** (20/8+ صفحہ 4)
60	8/8/1974	47 8	**تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ 27۔ ’’جو شخص تیری پیروی نہیں کریگا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا وہ خدا اور خدا کے رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہوگا۔‘‘**
61	8/8/1974	55	Review of Religion page no 129 ’’حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں سے متعلق صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو کہ نبی کریم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ......................‘‘

62	8/8/1974	63	’’الفضل‘‘ 26 جنوری 1916ء جواب: پہلا مسیح صرف مسیح تھا اس لئے اس کی امت گمراہ ہوگی موسوی سلسلے کا خاتمہ ہوا۔ اگر میں بھی صرف مسیح ہوتا تو ایسا ہی ہوتا لیکن میں مہدی اور محمد ﷺ کا بروز بھی ہوں لیکن میں مہدی بھی ہوں محمد ﷺ کا بھی ہوں اس لئے امت کے دو حصے ہوں گے ایک وہ جو مسیحت کا رنگ اختیار کریں گے تباہ ہوں گے دوسرے وہ جو مہدیت کا رنگ اختیار کریں گے اور وہ قیامت تک رہیں گے۔ یہ تو حضرت خلیفہ اول کی زبان کی بات ہے۔ لکھنے والے خلفا میں سے نہیں ہیں..................
63	8/8/1974	67	کلمۃ الفصل۔ جس کی معذرت میں نے کی ہے ایک بات تو یہ ہے کہ جو سوال یہاں کیا گیا ہے اس میں مصنف کا نام غلط لکھا ہوا تھا۔ یہ مرزا بشیر الدین محمود احمد جو ہماری جماعت کے دوسرے خلیفہ ہیں ان کی کتاب نہیں ہے جو سوال کیا گیا تھا اس میں بتایا گیا تھا کہ لکھنے والا جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ مرزا بشیر احمد ’’نہ کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد‘‘ جواب: یاد رہے کفر دو قسم کا ہوتا ہے ایک ظاہری کفر ایک باطنی کفر
64	8/8/1974	77	کلمۃ الفصل۔ صفحہ 148 ’’اب جب کہ یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی تو کیوں خواہ مخواہ غیر احمدیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ’’کوشش کی جاتی ہے یہ صفحہ 148 میں فقرہ نہیں ہے۔‘‘ غلط حوالہ۔ Review of Religion
65	8/8/1974	79	کلمۃ الفصل مرزا بشیر احمد صاحب کی کتاب ہے جو خلیفہ ثانی نہیں۔ خلیفہ ثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہیں
66	8/8/1974	99-1009	انوار خلافت صفحہ 62۔ ’’انہوں نے خدا تعالیٰ کی قدر کو نہیں سمجھا اور یہ سمجھ لیا کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے ہوں اس لئے کسی کو کچھ نہیں دے سکتے اسی طرح یہ کہتے ہیں کہ خواہ کتنا ہی زہد میں بڑھ جائے اور پرہیزگاری اور تقویٰ میں کئی نبیوں سے آگے گزر جائے اور معرفت الٰہی کتنی ہی حاصل کر لے تو خدا اسے کبھی نبی نہیں بنائے گا کبھی نبی نہیں بنائے گا اور ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کا بہانہ ہے ورنہ ایک نبی کیا میں کہتا ہوں کہ۔۔۔۔ ہوں گے۔ ہوں گے۔‘‘ انوار خلافت صفحہ 65۔ ’’وہ تو مخالفت سے ڈرتے ہیں لیکن اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اس کہوں گا کہ تو جھوٹا کذاب ہے آپ کے بعد نبی آ سکتے ہیں اور ضرور آ سکتے ہیں۔‘‘
67	8/8/1974	112	وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ جراح کے دوران اکثر اوقات موجود ہی نہیں تھے کی موجودگی نہیں تھی۔

68	9/8/1974	3	اعتراف مولوی ظفر انصاری کہ 13 نومبر 46ء کا الفضل ان کے پاس نہیں تھا۔ جس سے انہوں نے اعتراض کیا تھا۔
69	9/8/1974	4	احمد رضا قصوری: ہمارے ریمارکس کو شامل نہ کیا جائے۔ تا کہ ہم ہی جج ہم ہی Prosecuter بعد کے ریکارڈ سے ثابت نہ ہوں۔
70	9/8/1974	8	اعتراف چوہدری جہانگیر علی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ “انوار خلافت” ہمارے پاس نہیں تھی”
71	9/8/1974	23	خاتم النبین از مولانا ابو العطاء صاحب صفحہ 8۔ خاتم النبین ماننے کے دو نظریئے کے بارے میں
72	9/8/1974	29-30	دافع البلاء صفحہ 231۔ “اگر ان لوگوں نے ایسا نہیں کیا اور یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا” حقیقت الوحی صفحہ 391۔ نبی کا پانے کے لئے میں مخصوص کیا اگیا دوسرے لوگ اس کے مستحق ہیں۔” درثمین۔ صفحہ 288 فارسی۔ من بہ عرفان نہ کمترم نہ کسے دادان جام راہ مرا باتمام
73	9/8/1974	31	تشحیذ الاذہان اگست 1917ء۔ مارچ 1914ء۔ **نبی کریم کے بعد ایک نبی کا ہونا لازم ہے بہت نبی کا ہونا خداوند تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں میں اور حکومت میں رخنہ پیدا کرنا ہے۔”** **پھر اٹارنی جنزل نے حوالہ اس طرح پڑھا: آنخضرت کے بعد صرف ایک نبی کا ہونا لازم ہے بہت انبیاء کا ہونا خداوند تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں میں اور حکومت میں رخنہ پیدا کرنا ہے۔”** (+20/8 صفحہ 8)
74	9/8/1974	34 10	**“ایک غلطی کا ازالہ” اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے، وہ اس خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر اپنا کلام نازل کیا تھا”**

75	9/8/1974	42	الفضل 16 جولائی 1949ء ۔۔۔۔۔ جو انفارمیشن مجھے دی گئی ہے وہ غلط ہو سکتی ہے اس کے مطابق آپ کے خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود صاحب سے منسوب کی گئی ہے کہ وہ اپنے کسی خطبے میں فرماتے ہیں جو الفضل میں شائع ہوا جس کی تاریخ میں نے 16 جولائی بتائی ہے لوگ اور یہاں بریکٹ میں احمدی لکھا ہوا ہے وہاں ہو یا نہ ہو میں نہیں کہہ سکتا۔ (اٹارنی جنرل) ’’لوگ گھبراتے ہیں کہ ان کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے لوگ چڑتے ہیں ان کی عداوت کیوں کی جاتی ہے کہ انہیں دھوکہ کیوں دیا جاتا ہے لیکن اگر دکھ دینے کی یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارا شکار ہیں تو پھر ہمیں گھبرانا نہیں چاہیئے اور نہ کسی قسم کا فکر کرنا چاہیئے بلکہ خوش ہونا چاہیئے کہ دشمن ’یہاں بریکٹ میں غیر احمدی مسلمان لکھا ہے‘ خود میرے لئے لکھا گیا ہے وہاں ہوگا نہیں، یہ مجھے سمجھانے کے لئے، دشمن یہ محسوس کرتے ہیں کہ اگر ہم میں کوئی نئی حرکت پیدا ہوئی تو ہم اس کے مذہب کو کھا جائیں گے۔‘‘ اس دن کوئی خطبہ نہیں چھپا۔ ہاں 25 جولائی کے الفضل میں خطبہ ہے وہاں اسلام اور نبی اکرمؐ مراد ہیں۔ (+10/8 صفحہ 15 و 20/8 ص 13)
76	9/8/1974	43-44 45 11	**الفضل 3/جولائی 1952ء ہم فتح یاب ہوں گے ضرور اور تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہوگے اور اس وقت تمہارا حشر وہی ہوگا جو فتح مکہ پر ابو جہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔‘‘** **بناوٹی حوالہ** (+9/8 صفحہ 108 و 10/8 ص 16 و 28/8 صفحہ 2) **الفضل 16 جنوری 52ء ’’1952ء گزرنے دیجئے جب تک کہ احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کرے کہ اب احمدیت کو مٹایا نہیں جا سکتا۔ وہ مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آ گرے۔‘‘** (+10/8 صفحہ 9) **15 جولائی 52ء ’’ہاں اب آخری وقت آ پہنچا ہے۔ اب تمام علما کے حقوق کے خون کا بدلا لیں گے جن کو شروع سے لیکر آج تک یہ خونی ملاّ ہے۔ پھر عطا اللہ شاہ بخاری۔ مولانا مودودی مولانا احتشام الحق۔ یہ بریکٹ میں ہے۔ اور مفتی شفیع قتل کراتے آئے ان سب کے خون کا بدلہ لیا جائے گا‘‘۔** **SELF EXPLAINATORY- وضاحت الفضل 7 اگست 1952ء** (+10/8 صفحہ 11)
77	9/8/1974	77-78	ذریۃ البغایا۔۔۔ کنجریوں کی اولاد۔ ترجمہ کیا گیا جو آئینہ کمالات اسلام میں نہیں ہے۔
78	9/8/1974	83	رشید گنگوہی وغیرہ کے متعلق جو لفظ یعنی اندھا، شیطان، دیو، گمراہ، سفیہہ، ملعون، من المفسدین کہے گئے (صفحہ 82 پر) وہ نہیں۔ (اصل عربی میں ہے ابن بغایا۔۔۔ مذکورہ ترجمہ بانی سلسلہ کا ترجمہ نہیں ہے۔

79	9/8/1974	85	ازالہ اوھام حصہ دوم۔ **’’ان لوگوں نے چوروں‘ قزاقوں‘ حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کیا اور اس کا نام جہاد رکھا‘‘** (+20/8 صفحہ 23)
80	9/8/1974	87	انجام آتھم 282-281۔ مولوی سعد اللہ کے بارے میں ’’بدکار عورت کا بیٹا۔ بدگو۔ خبیث، منحوس لعین، شیطان، ۔۔۔ یہ الفاظ عربی میں ہیں اردو میں نہیں بلکہ ان کا غلط ترجمہ کیا گیا ہے۔
81	9/8/1974	90	نجم الہدیٰ صفحہ 53 انجام آتھم: **’’میرے مخالف ۔۔۔ بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔‘‘** جواب: یہ تو آنحضرتؐ کے دشمنوں کے متعلق ہے مگر مخالفین اپنے پر چسپاں کرتے ہیں۔ اصل عربی میں ہے۔ خنازیر سے مراد دشمنان اسلام ہے۔ Self Explainatory
82	9/8/1974	101	باؤنڈری کمیشن میں احمدیوں کی تعداد دو لاکھ کی کوئی Figure نہیں آئی۔
83	9/8/1974	103	کل مسلمانوں نے مجھے قبول کرلیا۔ آئینہ کمالات اسلام میں عربی کے الفاظ ہیں ۔۔۔ الذین ہے۔ ترجمہ خود غلط کر کے حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کر دیا۔
84	9/8/1974	104	اعتراف اٹارنی جنرل کہ ایک چیز آتی ہے پھر حوالے نہیں آتے تو دوسرے مضمون کی طرف چلے جاتے ہیں۔
85	9/8/1974	107	حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 27۔ **’’دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کا کرتے ہیں یہ کلی ترک کرنا پڑے گا۔‘‘** (+6/8 صفحہ 62 و 20/8 صفحہ 3)
86	9/8/1974	108 12	**’’ہم فتح یاب ہوں گے اور ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہونگے اور اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔‘‘** یہ ہے ہی نہیں۔ الفضل 3 جولائی 52ء۔ **بناوٹی حوالہ**
87	9/8/1974	109 111	الفضل 22 اگست 1944ء یہ اس نظم کا حصہ ہے (قاضی اکمل صاحب کی) جو مسیح موعود کے حضور میں پڑھی گئی خوش خط قطعے کی صورت میں پیش کی گئی حضرت اپنے ساتھ اندر لے گئے اس وقت کسی نے اس شعر پر اعتراض نہ کیا۔ (+20/8 صفحہ 35,38,43,44)

88	9/8/1974	114	22اگست 1944۔ بدر 25 اکتوبر 1906ء جس وقت بدر میں نظم چھپی۔ باقی تفصیل اس میں نہیں ہے۔ کہ یہ نظم حضور کو پیش کی گئی اور حضور اسے اندر لے کر گئے۔
89	9/8/1974	116	مولانا شاہ احمد نورانی کی صریحاً غلط بیانی کہ احمدیوں نے غیر احمدیوں کے فتاوی والی کتابیں شائع ہیں۔ اناللہ وناالیہ راجعون
90	10/8/1974	11	الفضل 15/ جولائی 52ء: خونی ملاّ یہ ایڈیٹر کا ایڈیٹوریل نوٹ ہے جماعت کی طرف سے یا خلیفہ وقت کی طرف سے نہیں۔ اس کی تصیح 7اگست 52ء کے الفضل میں کردی گئی تھی۔ جو سوالات اس سے قبل تحقیقاتی عدالت 1953ء (منیر انکوائری) میں ہو چکے تھے وہ بھی پیش کئے گئے حالانکہ حضرت خلیفہ ثانی اس کا جواب دے چکے تھے۔
91	10/8/1974	15	الفضل: 16/ جولائی 1954ء۔ (خلیفہ ثانی)۔ دشمن محسوس کرتا ہے کہ اسکے مذہب کو کھا جائیں گے۔ 16 جولائی 1954 میں حضرت خلیفہ ثانی کا کوئی خطبہ یا مضمون چھپا ہی نہیں اٹارنی جنرل: ''تاریخ میں کوئی فرق ہو گیا ہو۔ بعض دفعہ پرنٹنگ میں غلطی ہو جاتی ہے'' (+9/8 صفحہ 42 و 20/8 صفحہ 3)
92	10/8/1974	16	الفضل 3/ جولائی 1952: **''ہم فتح یاب ہوں گے اور ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہونگے اور اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابو جہل اور اس کی پارٹی کا ہوا''** 3/ جولائی کے الفضل میں کوئی عبارت نہیں۔ (+9/8 صفحہ 108)
93	10/8/1974	16 13	اٹارنی جنرل صاحب بجائے صحیح حوالہ دینے حضرت صاحب کو کہتے ہیں کہ آگے پیچھے کے دنوں کہ اخبار، حتی کے دو چار آگے پیچھے سال دیکھ لیں وغیرہ۔ چہ عجب!! یعنی ریکارڈ بھی ہم لے لیں، تلاش بھی ہم کریں اور جواب بھی ہم ہی دیں۔ چہ دلاور است دزدے کہ چراغ بکف دارد اور حضرت خلیفہ ثالث فرماتے ہیں کہ پانچ دس صفحے آگے پیچھے بھی چیک کر لیں گے۔ سبحان اللہ (+20/8 صفحہ 2)
94	10/8/1974	18	''میرے دشمن عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی؟'' نزول مسیح صفحہ 4 تذکرہ صفحہ 227

95	10/8/1974	21	کلمۃ الفصل صفحہ 126: **“اگر ایک شخص سراج الدین نامی مسلمان سے عیسائی ہو جائے تو اسے پھر بھی سراج الدین ہی کہیں گے حالانکہ عیسائی ہو جانے کی وجہ سے وہ اب سراج الدین نہیں رہا بلکہ کچھ اور بن گیا لیکن عرف عام کی وجہ سے اسی نام سے پکارا جائے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو جو بھی اس بات کا خیال آیا کہ کہیں میری تحریروں سے غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر لوگ دھوکہ نہ کھائیں اس لئے کہیں کہیں بطور ازالہ کے غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ لکھ دیئے گئے ہیں کہ وہ لوگ جو اسلام کا دعوی کرتے ہیں تا جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو اس سے مدعی اسلام سمجھا جائے نہ کہ حقیقی مسلمان”**
96	10/8/1974	43	رسالہ درود شریف ضمیمہ صفحہ 144: جس کتاب کے متعلق کہا جا رہا ہے یہ اس میں نہیں ہے آل احمد ہے ہی نہیں۔ اور نہ ہی ہم پڑھتے ہیں (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث) (+20/8 صفحہ 12)
97	10/8/1974	46	الفضل جلد 5 شمارہ 69-70۔ تاریخ تو میرے پاس لکھی ہوئی نہیں ہے (اٹارنی جنرل)۔ کیا مسیح ناصری نے اپنے پیروں کو یہودیوں سے الگ نہیں کیا کیا وہ انبیاء جن کی سوانح کا علم ہم تک پہنچا ہمیں اسکے ساتھ جماعتیں بھی نظر آتی ہیں انہوں نے اپنی جماعتوں کو غیروں سے الگ نہیں کیا۔ ہر شخص کو ماننا پڑے گا بیشک کیا ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب جو نبی اور رسول ہیں اپنی جماعت کو منہاج النبوت کے مطابق غیروں سے علیحدہ کر دیا تو نئی انوکھی بات کونسی ہے۔
98	10/8/1974	47 14	**“جس دن تم احمدی ہوئے تو تمہاری قوم تو احمدیت ہوگئی شناخت اور امتیاز کے لئے اگر کوئی پوچھے تو اپنی ذات یا قوم بتا سکتے ہو ورنہ اب تو تمہاری گود احمدیت ہی ہے پھر احمدیوں کو چھوڑ کر غیر احمدیوں میں کیوں تلاش کرتے ہو”۔ ملائکۃ اللہ صفحہ 46-47۔** “ملائکہ اللہ” صفحہ 47-48 پہلے اٹارنی جنرل صفحہ 46-47 بتایا اب 47-48
99	10/8/1974	51-52-54	**Some basic facts regarding religious beliefs and views of kadianis as revealed by Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad, son and second successor of Mirza Ghulam Ahmad Kadani in his of the late days. Ahmad the Messenger صفحہ 5اور8۔** **جو فوٹوسٹیٹ دی گئی وہ بھی غلط** (+20/8 صفحہ 122)

100	20/8/1974	2	الفضل 3 جولائی 1952ء ’’**ہم فتح یاب ہوں گے اور تم ابوجہل کی طرح پیش ہوگے۔**‘‘ اس دن کے الفضل میں معناً یا لفظاً ایسا کوئی فقرہ نہیں ملا۔ اٹارنی جنرل: بجائے Specify کرنے، سال آگے پیچھے کرنے کو کہتے ہیں بعض دفعہ ’’سال کی غلطی ہوجاتی ہے اس تاریخ کا یا قریب سال کا .... بعض دفعہ ہوجاتا ہے جہاں 1952,1951 ہوسکتا ہے بعض دفعہ 13 کی جگہ 23 ہوجاتا ہے۔‘‘ حضور نے فرمایا 10,5 دن آگے یا پیچھے بھی ہم دیکھ لیں گے۔ (+10/8 صفحہ 16)
101	20/8/1974	3	ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 27: تمہیں دوسرے فرقوں کو ترک کرنا پڑے گا۔ جواب وہیں موجود۔۔۔۔۔۔ ’’امامکم من کم‘‘
102	20/8/1974	4	انوارالاسلام صفحہ 30: ’’ولدالحرام بننے کا شوق ہے، اس قسم کا فقرہ مسلمانوں کو یہ کہا گیا/ہماری فتح کا جو قائل نہیں ہوگا۔‘‘ جواب وہیں موجود
103	20/8/1974	6	تشحیذالاذہان مارچ 1914ء بیعت نہ کرنے والا جہنمی Self Explainatory
104	20/8/1974	8	تشحیذالاذہان اگست 1917ء صفحہ 57-58۔ صرف ایک ہی نبی ہوگا۔ یہ فقرہ کہیں نہیں لکھا گیا اصل حوالہ اپنی وضاحت کررہا ہے۔ (+9/8 صفحہ 31)
105	20/8/1974	11 15	الفضل 13 نومبر 1946ء: پارسیوں کی طرح علیحدہ۔ Self Explanatory: دہلی کا سفر اور اس کی غرض ساری بات حضور نے اپنے خطبے میں بیان فرمادی تھی۔ اگر یہ خطبہ سارا پڑھ لیا جاتا تو سوال آنا ہی نہیں تھے۔
106	20/8/1974	13	الفضل 16 جولائی 1949ء۔ مضمون کہ دشمن کو کھا جائیں گے۔ اس دن کے الفضل میں ایسا کوئی مضمون نہیں ہے۔ وعدہ تھا کہ آگے پیچھے دیکھ لیں گے چنانچہ 25/جولائی کی الفضل میں ہے اور اس میں سارا مضمون بیان کرتا ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب کو کھا جانے والا مذہب ہے۔ (+9/8 صفحہ 42 و 10/8 ص 15)

107	20/8/1974	23	ازالہ اوھام حصہ دوم۔ **’’ان لوگوں نے چوروں‘ قزاقوں‘ حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کیا اور اس کا نام جہاد رکھا‘‘** ’’غدر‘‘ چوروں، قزاقوں۔ ’’یہ لفظ نہیں ہیں‘‘۔
108	20/8/1974	32 -33	سیرت الابدال صفحہ 193۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو سیرت الابدال کتاب ہے اس کے صرف 16 صفحے ہیں تو ان سولہ صفحوں میں سے وہ کونسا ایک سو ترانوے صفحہ تلاش کیا گیا ہے جس پر اعتراض کیا گیا ہے کتاب کے سارے صفحے ہی کسی Volume میں نہیں ہیں۔ کئی کتابیں جو اکٹھی چھپی ہیں (روحانی خزائن) اس Volume میں بھی یہ کتاب صفحہ 144 پر ختم ہو جاتی ہے۔ اور پوری سیرت الابدال میں اعتراض والا حوالہ موجود نہیں۔ یہ جلد ۲۰ ہے اس میں بھی نہیں ہے۔ (+23/8 ص 32)
109	20/8/1974	35	**محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شاں میں (شعر قاضی اکمل صاحب)** **جواب: اس سے پہلے یہ شعر بھی موجود ہے۔ ’’غلام احمد مختار ہو کر یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہاں میں‘‘** **البدر 25 اکتوبر ص 6** خود اکمل صاحب کی تردید۔ الفضل 13 اگست 1944ء
111	20/8/1974	-38 44-45	حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی موجودگی میں یہ شعر نہیں پڑھے گئے۔ اس روایت کو کسی نے درج نہیں کیا۔
112	20/8/1974	62	پھر مبہم حوالہ خطبہ الہامیہ صفحہ 178 یا 201؟۔ آنحضرت کے وقت چاند کی حالت پہلی شب کی تھی مگر مرزا صاحب کے وقت چودھویں رات کا بدر، بدر کامل ہو گیا۔ (+20/8 صفحہ 69)

114	20/8/1974	69	خطبہ الہامیہ۔۔۔آنخضرتؐ ہلال/بدر اپنے آپ کو۔ اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا۔ حضرت خلیفہ ثالث نے فرمایا خطبہ الہامیہ کے متعلق کہا گیا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلال اور خود کو بدر کہا ہے۔ میں نے دو تین صفحے آگے پیچھے دیکھے ہیں کہیں ایسا فقرہ نہیں ہے۔ اٹارنی جنرل: ہمیں مل گیا ہے مرزا بشیر الدین صاحب نے ذکر کیا ہے الفضل 1 جنوری 1916ء میں اسی کے متعلق انہوں نے بھی کہا ہے کہ آپ نے ہلال و بدر کی مثال سے یہ دقیق مسئلہ کمال خوبی کے ساتھ ہر کس و ناکس کے اچھی طرح ذہن نشین کر دیا کہ چودھویں کا چاند مسیح موعود ہی تو ہے جو چاند رات کے وقت تھا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس اسکا پہلی حالت سے بڑھ چڑھ کر شاندار ہونا محل اعتراض کیونکر ہو سکتا ہے۔ ذکر اسلام کا ہے آنخضرت یا مسیح موعودؑ کا نہیں جواب صفحہ 271 پر صفحہ 75 کی بجائے۔ وہاں موجود نہیں
115	20/8/1974	89	نہج المصلین ؟؟ خلیفہ ثانی دنیا کے معاملات میں ہم دوسروں کے ساتھ ہیں لیکن دین کے معاملے میں فرق ہے۔ الفضل 13 جنوری 1944ء۔ کوئی قابل اعتراض نہیں ہے۔
116	20/8/1974	89	مکتوبات احمدیہ صفحہ 24۔۔ **"مسیح علیہ السلام کا چال چلن کیا تھا۔ کھاؤ۔ پیو۔ نہ زاہد۔ نہ عابد۔ نہ حق پرستار، متکبر۔ خدائی کا دعویٰ کرنے والا"** کوئی عبارت نہیں ملی
117	20/8/1974	120-121 17	رسالہ درود شریف کی فوٹو کاپی دی گئی۔ چھپا وہ بھی غلط، صفحہ بھی غلط۔ مضمون وہ بھی غلط۔ ہمارے پاس اس رسالہ کے کئی ایڈیشن ہیں وہ سارے ہم نے دیکھے ہیں اس میں کہیں یہ عبارت نہیں ہے جو ہمیں پڑھ کر اس فوٹوسٹیٹ کاپی سے سنائی گئی ایک اندرونی شہادت ہوتی ہے اس کے خلاف ہے اس میں یہ ہے کہ حافظ محمد صاحب کے پیچھے حضرت مسیح موعود کے نماز پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لیکن وہاں ہے کہ پڑھی ہے۔ اور کوئی ثبوت سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر سے نہیں ملتا۔ حافظ محمد صاحب ایک نامعلوم شخصیت ہے جس کا تاریخ احمدیت میں کوئی ذکر نہیں ملتا۔
118	20/8/1974	122	Ahmad--Message of later day جواب: سیرت مسیح موعود کے نام سے اصل کتاب ہے جس میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ ترجمہ ابوالہاشم بنگالی صاحب نے کیا ہے۔ (+21/8 صفحہ 22)
119	20/8/1974	126	یہ سمجھ نہیں آیا کہ یہ کتاب موجود تھی تو فوٹوسٹیٹ کاپی یہاں پیش کی گئی۔ **اعتراف اٹارنی جنرل**: کہ اس وقت ان کے پاس کتاب موجود نہیں تھی۔

120	21/8/1974	5	الفضل یکم جنوری 1916: 1916 میں حضرت خلیفہ ثانی نے جو تفسیر کی ہے یا خود مطلب بیان کیا ہے خطبہ الہامیہ کی اس عبارت کا وہ اس سے مختلف ہے یا اس کے مطابق ہے جو میں نے کل یہاں بیان کیا تو اس اخبار میں حضرت خلیفہ ثانی کا کوئی بیان نہیں کوئی خطبہ یا تحریر نہیں ہے۔
121	21/8/1974	6	اٹارنی جنرل کا اعتراف کہ ان کے پاس حوالے نہیں ہیں۔
122	21/8/1974	13	حوالے الفضل کے۔۔۔۔!!5 اپریل 1957, سترہ مئی 1957, بارہ اپریل 1957، سترہ جون 1957 سترہ جون 1947 ’’آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے رب کہ میرے ملک کو تو سمجھ دے اول تو یہ ہے کہ اول ملک بٹے نہیں اگر ملک بٹے تو مل جانے کے راستے کھلے رہیں۔ اصل 1947 ہے (+24/8 ص 35-34)
123	21/8/1974	22	ترجمہ ابوالہاشم بنگالی میں۔ اصل میں ہے ہی نہیں
124	21/8/1974	30-68	ممبران کے ’’انہاک‘‘ کا تذکرہ
125	21/8/1974	80-81	حوالہ کہ ہندوستان دارالحرب نہیں ہے۔ صفحہ 80۔ حضور نے اصل حوالہ پڑھانے پر اصرار فرمایا حضور نے جب حوالہ پوچھا تو اٹارنی جنرل نے کہا کوئی نہیں میں اس واسطے کہہ رہا ہوں کہ میں نے ان کو حوالے بند کرادیئے ہیں۔
126	22/8/1974	23 18	مسیح موعودؑ کی نظم۔ اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور جدال۔۔۔۔ چار شعر پڑھے حضور نے فرمایا اگلے دو اشعار بھی پڑھ لیں۔ جن سے مطلب واضح ہوتا ہے۔ **اٹارنی جنرل: میرے پاس نہیں ہیں۔ حضور نے پڑھ کر سنائے جو یہ تھے** **کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر** **فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ عیسیٰ مسیح کردے گا جنگوں کا التواء**
127	22/8/1974	38	خصوصی کمیٹی کا کورم (جو صرف 40 ممبران پر مشتمل تھا) پورا کرنے میں دو گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ جناب چیئرمین:
128	22/8/1974	48	تریاق القلوب ضمیمہ 2 صفحہ 307-310 خط بنام لیفٹیننٹ گورنر ’’گورنمنٹ عالیہ کے حضور میں ایک عاجزانہ درخواست ہے............... الخ‘‘ (+28/8 صفحہ 59)

129	22/8/1974	59	حضور نے سارا حوالہ پڑھوایا۔ جواب آخر پر کہ بے وجہ ہماری آبرو ریزی پر دلیری نہ کر سکے
130	23/8/1974	26	مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے کہا ہے ''تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کاغذات حاصل کر لئے اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس **ظلی نبوت نے مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو بہ پہلو کھڑا کیا''** Review of Religion no 3 جلد 14 جہاں سے آپ حوالہ پڑھ رہے ہیں وہ لکھنے والے مرزا بشیر احمد قادیانی ہیں۔ اٹارنی جنرل: دراصل وہ اوپر سوال غلط ہو گیا کہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کا نہیں لیکن ہونا ایسا چاہئے تھا یہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کا ہونا چاہئے تھا ان کا ہوگا۔ اٹارنی جنرل نے دو دفعہ یہ حوالہ پڑھا جن میں الفاظ کا ہیر پھیر تھا۔
132	23/8/1974	32	سیرت الابدال۔ 16-17 صفحات کی کتاب میں 193 صفحہ نہیں ملا (20/8+ صفحہ 32-33)
133	23/8/1974	34	چشمۂ معرفت صفحہ 91۔ ادھورا حوالہ **''یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کرے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اسکو عطا کرے۔ چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ظہور میں نہیں آیا۔ ممکن نہیں خدا کی پیش گوئی میں کچھ تعطیل ہو۔ اس لئے اس آیت میں ان سے ان متقدمین کا امتحان ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا۔ اس عالمگیر غلبہ کے لئے نہی امر کا پایا جانا ضروری ہے جو پہلے زمانے میں نہیں پائے گئے۔''**
134		42 19	**''میں سمجھتا تھا کہ میں نبی نہیں ہوں لیکن خدا تعالیٰ کی وحی نے مجھے اس خیال پر نہ رہنے دیا.........''** i- ادھورا حوالہ پیش کیا گیا حالانکہ اس کا جواب دو صفحے قبل موجود ہے۔ ii- اٹارنی جنرل نے اصل حوالہ پیش ہی نہیں کیا۔ کہا نوٹ ہوا ہے۔ اصل نہیں ہے
135	23/8/1974	43	حوالہ الفضل 3 جنوری 40ء اصل حوالہ اٹارنی جنرل کے پاس نہیں تھا جب حضور نے اصرار کیا کہ کتاب بتائیں تو اٹارنی جنرل نے جواب دیا کہ ''میرے پاس ہوتا تو میں پہلے ہی بتا دیتا الفضل کا ذکر نہ کرتا۔'' (24/8+ صفحہ 52)
136	23/8/1974	43	براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 54 اور یہ الہامات اگر میری طرف سے اس موقع پر ظاہر ہوتے جب کہ علماء مخالف ہو گئے تھے.................. خدا کی قدرت کو انہوں نے قبول کر لیا۔ حوالہ موجود نہیں۔

137	23/8/1974	47	خود اٹارنی جنزل کا اعتراف کہ بعض Page غلط ہے (سوال کرنے والے نے کہا ہے) اور یہ کہ کبھی Page صحیح ہوتا ہے اور کتاب غلط ہوتی ہے۔ پتہ نہیں لگتا اس لئے میرے لئے بڑی مشکل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ آپ کے لئے بھی difficulty اتنی بڑی کتابوں میں trace out کرنا پڑتا ہے۔
138	23/8/1974	48	بغیر حوالہ **”کیا مرزا صاحب نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں یہ لکھ کر دیا کہ وہ آئندہ اپنے مخالفین کے خلاف ایسے الہامات شائع نہیں کریں گے جس سے اس ان کے مخالفین کی موت اور تباہی کا ذکر ہو یا ان کی کوئی بدکلامی سمجھی جائے“ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے پوچھنے پر بھی حوالہ نہیں بتایا گیا۔**
139	23/8/1974	64	”حوالہ شاید پھر غلط ہو I am very sorry mirza sahib کیونکہ ہمیں جو حوالہ دیا گیا ہے یہ بھی کسی اور کتاب سے ہے“ (اعتراف اٹارنی جنزل) حوالہ؟؟ :چشمۂ معرفت صفحہ 39 ”ایسی بات غلط ہے کہ زبان ایک ہو اور وحی “
140	23/8/1974	67	خط مسیح موعود 17 اگست 1841ء مطبوعہ مباحثہ راولپنڈی صفحہ 145 اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعیت لائے یا بعض احکام شریعیت ثابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔
141	23/8/1974	68	عمادۃ البشرہ“ صفحہ 34۔ اصل حضور نے تصیح کی ”حمامۃ البشریٰ“
142	23/8/1974	68 20	روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۲ **”کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم، صاحب فضل نے ہمارے نبی ﷺ کا بغیر کسی استشناء کے خاتم النبین نام رکھا۔ ہمارے نبی نے اہل طلب کے لئے اسکی تفسیر اپنے قول ”لا نبی بعدی“ میں واضح طور پر فرمائی۔ اور اگر ہم اپنے نبی کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہونے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اگر ہمارے رسول کے بعد نبی کیوں کر آ سکتا ہے دراہاں کہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرما دیا“** روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۱۷۔ آنحضرت ﷺ **نے بار بار فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا..................**

143	23/8/1974	69	روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ۴۱۲ ب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں“ روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ۴۰۱ ”نبی کے لفظ سے اس زمانے کے لئے صرف یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور نہیں کہ کوئی دوسری شریعت لاوے کیونکہ شریعت آنحضرت ﷺ پر ختم ہے۔ صفحہ کے بعد روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ۳۲۷ تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ کے وہ نعمتیں کیونکر پا سکتے ہو۔ لہذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین۔۔۔۔ کے مرتبہ پر پہچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً فوقتاً آتے رہیں گے۔ جن سے تم وہ نصیحتیں پاؤ۔۔۔ اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ کروگے اگر اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے۔ روحانی خزائن جلد۲۱ صفحہ۳۰۶ ”یہ تمام بدقسمتی اس دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیا گیا۔ نبی کے معانی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ ہی یہ ضروری ہے۔“
144	23/8/1974	70 21	روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ۹۹۔۱۰۰ روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ۴۰۶۔۴۰۷ روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ۳۸۱ روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ۱۰۰ روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ۲۱۰ روحانی خزائن جلد۲۱ صفحہ۱۱۷۔۱۱۸ روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ۲۳۱ روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ۲۲ فتاویٰ احمدیہ جلد اول ۱۴۹ حضرت صاحب کا کہنا کہ یہ بانی سلسلہ کا نہیں روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ۴۷۷ انبیاء گرچہ.............. روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ۳۷۶۔۳۸۲ روحانی خزائن جلد۲۲: صفحہ۱۵۴ تدریجاً نبوت کا دعویٰ، نبوت رسالت، احمدِ مختار
145	23/8/1974	71	”حوالے مجھے تو ملتے نہیں“ اعتراف اٹارنی جنرل

146	24/8/1974	1	(اٹارنی جنزل)'' کچھ الفضل کے حوالے میں نے ذکر کیے پرسوں۔ ان کی ریکارڈ میں ہمیں ضرورت ہوگی۔ اگر ان کے پاس ان کی اور جتل کا پی نہیں تو ان میں سے Extract ہمیں دے دیں۔ وہ اکھنڈ بھارت کے بارے میں۔۔۔ اپریل، مئی اور جون 1947ء کے ہیں کیونکہ ہمارے پاس جو باقی جگہ نوٹ کئے ہیں یا فوٹوسٹیٹ ہیں وہ ٹھیک نہیں ہیں''
147	24/8/1974	3	شعر کا مطلب'' آنچہ داد.............. میر بعد اہتمام......... انبیاء من ز کسے ''تیسرا شعر پڑھ دیتا ہوں مطلب واضح ہو جائے گا''۔ لیک رب غنی مدنی............... سارا لکھنے کے بعد آپ فرماتے ہیں لیکن میں رب غنی کی طرف سے بطور آئینہ کے ہوں اس مدینہ کے چاند کی صورت دنیا کو دکھانے کے لئے (محمد ﷺ)'' (حضرت خلیفہ ثالث)
148	24/8/1974	26	مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ کا نام معلوم نہیں
149	24/8/1974	27	حوالہ کوئی نہیں۔ محمدی بیگم کی سٹوری بنائی گئی۔ انگریزی میں ایک قصہ لکھایا گیا۔ ''محمدی بیگم کو بار بار احمدی بیگم کہا۔ ایک خلاصہ بنا کر پوچھا گیا کہ اس کو Verify کریں۔ حضور نے پوچھا کہ کیا اس قصہ کا کوئی حوالہ ہے۔ تو اٹارنی جنزل نے کہا کہ یہ دس گیارہ کتابوں سے لے لیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ نام دے دیں۔ بغیر صفحے کے۔ بیچ میں سے خود نکال لیں گے۔ اٹارنی جنزل نے کہا کہ میں معلوم کرلوں گا۔''
150	24/8/1974	31	حوالہ کوئی بھی نہیں خلاصہ / حضور کا کہنا کہ کتب کے نام دیں۔ اٹارنی جنزل: میں معلوم کرلوں
151	24/8/1974	32	غلط کہ مرزا سلطان احمد صاحب احمدی نہیں ہوئے
152	24/8/1974	34-35	''اس سے قبل 1957ء کہا تھا مگر اب صحیح تاریخیں یہ ہیں۔'' الفضل 5 اپریل 1947۔ 12 اپریل 1947۔ بلا تاریخ جون 47۔ بلا تاریخ مئی 1847 اگست 1947۔ 28 دسمبر 1947 ''اکھنڈ بھارت خود چیک کریں اور فائل کر دیں''۔ (اپنے خلاف ثبوت بھی ہم نے ہی مہیا کرنا تھا۔)
153	24/8/1974	220	کتاب ''مباحثہ راولپنڈی'' سے سوالات کئے گئے مگر اٹارنی جنزل مانگ رہے ہیں کہ یہ ہمارے پاس نہیں ہیں۔ Submit کروا دیں۔
154	24/8/1974	52	الفضل 3 جنوری 1940ء۔۔۔۔۔۔ اس میں ہم نے تلاش کیا۔ اس میں کوئی حوالہ نہیں ملا۔ (+23/8 صفحہ 43)

155	24/8/1974	53	فتاویٰ احمدیہ جلد اول صفحہ 149-148 ’’مسیح موعود کو نہ ماننے والے کافر ہیں یا نہیں ’’حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا کہ مولویوں سے جا کر پوچھو۔ جو ان کے نزدیک ہے مسیح اور مہدی آنے والا ہے، اس کو جو نہ مانے اس کا کیا حال ہے۔ پس میں وہی مہدی اور مسیح ہوں جو آنے والا تھا‘‘ اس میں حضور نے کافر نہیں کہا۔ جواب تو علماء نے دینا تھا۔ (حضرت خلیفہ ثالث) صفحہ نمبر 149-148 پر حوالہ نہیں بلکہ 310 پر موجود ہے۔
156	24/8/1974	54-56	براہین احمدیہ حصہ پنجم نصرت الحق صفحہ 54۔ تحفہ گولڑویہ صفحہ 40۔ نبی کے معجزات کی تعداد تین ہزار۔ اپنے معجزات کی تعداد............ حوالہ نہیں ملا
157	24/8/1974	58	**جس وقت بغداد پر انگریز کا قبضہ ہوا پھر کہا یہ 11 نومبر 1918ء کی بات ہے۔ عراق مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکلا، اسوقت قادیان کی جماعت نے چراغاں کیا تھا........ بلا تاریخ حوالہ** (+24/8 صفحہ 67)
158	24/8/1974	67/66	11/ نومبر 1918 کے الفضل میں کوئی حوالہ نہیں ملا کہ چراغاں ہوا تھا؟
159	24/8/1974	78 79	نامکمل حوالہ۔ ازالہ اوھام قدیم نسخہ **سورہ حج کی آیت میں سے لفظ من قبلک نکال دیا گیا۔** روحانی خزائن۔ ازالہ اوھام شائع کردہ الشرکتہ الاسلامیہ 1958ء آئینہ کمالات اسلام شائع کردہ صدر انجمن احمدیہ 1970 چیئرمین نے واضح کیا کہ گواہ نے تحریف لفظی کے انکار کیا ہے۔ ظفر انصاری کے اصرار پر چیئرمین نے پوچھا کہ کتاب ہے۔ تو ظفر انصاری نے کہا کہ کتاب موجود نہیں۔ صرف فوٹو سٹیٹ ہے۔
160	24/8/1974	87 23	حضرت مصلح موعود کی طرف منسوب کردہ ترجمہ انگریزی تحریف معنوی: (حضور نے کوئی انگریزی ترجمہ نہیں کیا)
161	24/8/1974	100	نامعلوم شاعر کی نظم ’’خدا نے لیا سب انبیاء سے کہ جب تم کو دوں میں کتاب اور حکمت .... الفضل جلد 11 نمبر 26/67 فروری 1924ء شاعر کا نام بھی معلوم نہیں تھا۔
162	24/8/1974	101	الفضل 21/ ستمبر 1915ء اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا کہ جب کبھی تم کو کتاب اور حکمت دوں..... پھر تمہارے پاس (مسلسل) گویا رسول ﷺ کو تابع بنا دیا گیا۔ جواب: ’’یہ جو آپ پڑھا رہے ہیں۔ یہ بے عزتی ہے۔ اس میں مفہوم تو کوئی نہیں اور مجھے بڑا دکھ ہو رہا ہے آپ کے نئے معنی سن کر۔‘‘ (حضرت خلیفہ ثالث)

163	24/8/1974	123	الفضل قادیان جلد 12 نمبر 4 شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے۔ رسول کریم ﷺ شریعی نبی ہیں۔ اوراس کے یہ معنی ہیں۔ آپ پہلے قرآن نہیں لائے۔ ورنہ قرآن آپ بھی لائے اگر نہ لاتے تو خدا تعالیٰ نے کیوں کہا کہ اسے قرآن دیکر کھڑا کیا گیا ہے۔ اب یہ آ گے ہے۔ پھر یہ یاد رکھنا چاہئے جب کوئی نبی آجائے تو پہلے بنی کا علم بھی اس کے ذریعے ملتا ہے۔ اوریعنی یہی وجہ ہے۔ اب کوئی قرآن نہیں سوائے قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا۔ اورکوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے۔ اورکوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔ اس طرح رسول کریم ﷺ کا وجود اس ذریعہ سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے۔ اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہوکر کچھ دیکھ سکے۔ تو اسے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا۔ تو وہ ۔۔۔۔ ’’۔۔۔۔۔‘‘ والا قرآن نہیں ہوگا۔ یعنی ہدائت دینے والا قرآن نہیں ہوگا بلکہ ’’یہ۔۔۔‘‘ والا قرآن ہوگا۔ یعنی گمراہ کرنے والا ہوگا۔ ادھورا حوالہ
164	24/8/1974	124 125	ظفر احمد انصاری۔ حوالے اصل کی بجائے ادھر ادھر سے اور دوسری مخالفانہ کتب سے دے رہے تھے۔ حوالہ خطبہ جمعہ حضرت مصلح موعودؓ از الفضل مگر پڑھ رہے ہیں الیاس برنی کی کتاب سے (حضور نے Point out کیا)
166	24/8/1974	133	’’مکاشفاتِ مرزا‘‘ مصنفہ منظور الٰہی سے حوالہ دیا گیا مگر یہ کتاب بھی ان کے پاس موجود نہیں تھی۔ منظور الٰہی کے بارہ میں ظفر انصاری نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ شخص احمدی ہے یا نہیں
167	24/8/1974	134 24	زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے عرب نازاں ہے گر ارض حرم ہے **تو ارض قادیان فخر عجم ہے۔** یہ دوسرا شعر ہی درثمین میں موجود نہیں ہے۔

قومی اسمبلی 1974 ء

پیش کردہ حوالہ جات
کا
تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر سلطان احمد مبشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قومی اسمبلی 1974ء

پیش کردہ حوالہ جات کا تحقیقی جائزہ

(ڈاکٹر سلطان احمد مبشر)

1974ء کے فسادات کے بعد وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے پہلے سے طے شدہ منصوبہ کے تحت یہ اعلان کیا کہ ”قادیانی مسئلہ قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا تاکہ اس دیرینہ مسئلہ کا کوئی حل نکلے۔“ اپوزیشن اور حکومتی قراردادوں کے بعد اس معاملہ کو قومی اسمبلی میں پیش کیا جانا منظور کیا گیا اور اس مقصد کے لئے یہ طے کیا گیا کہ جماعت احمدیہ اپنا موقف پیش کرے اور براہِ راست سوالات کی بجائے ممبران کی طرف سے اٹارنی جنرل آف پاکستان اپنے طریقِ کار کے مطابق حضرت امام جماعت احمدیہ سے سوالات کریں۔

ان سوالات کی تیاری کے لئے علماء کی ایک ٹیم کام کر رہی تھی جیسا کہ حکومتِ پاکستان کے جاری کردہ سرکلرز اور مخالفینِ احمدیت کی اپنی شائع کردہ کتب سے واضح ہوتا ہے۔ ان سوالات کو مرتب کر کے اٹارنی جنرل صاحب کو دیا جاتا تھا جو ”اپنی ذہانت اور قابلیت“ کے ساتھ وکیلانہ طرز پر ایک کڑی کو دوسری کڑی سے ملانے کی کوشش کر کے سوالات جاری رکھتے۔

یہ بات ایک عام ذہن رکھنے والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب کسی گواہ پر جرح کی جاتی ہے تو اس کے لئے وکیل اس طرح سے تیاری کرتے ہیں کہ گواہی میں کوئی شک نہ رہے۔ دنیا بھر کے قانونی، اخلاقی اور آئینی مسلمہ اُصول کے مطابق استغاثہ کا کام ہوتا ہے کہ وہ تمام تر شہادت صحیح احوال کے ساتھ سامنے لائے اور اگر کوئی معمولی سا سقم بھی رہ جائے تو فائدہ مدعا علیہ کو دیا جاتا ہے۔ یہاں جب کہ ایک نہایت اہم ایشو اٹھایا جا رہا تھا جس نے مذہب، دنیا اور پاکستان کی تاریخ میں ایک گہرا نقش چھوڑنا تھا، ضروری تھا کہ پوری احتیاط کے ساتھ اس معاملہ کو پیش کیا جاتا۔ جماعتِ احمدیہ کے حوالے سے اگر کوئی سوال اٹھایا جانا تھا تو ضروری تھا کہ اس کی بنیاد مضبوط ہوتی۔ اٹارنی

جنرل تو وکیل اور وفاق کا نمائندہ ہوتا ہے۔ انہیں اس نقطۂ نظر سے خصوصی تیاری کرنا چاہئے تھی۔ ’’ایک انتہائی حساس اور اہم نوے سالہ مسئلہ حل کیا جانا مقصود تھا‘‘ اور اس کی بنیاد جماعتِ احمدیہ کے عقائد پر رکھی جا رہی تھی۔ جماعت احمدیہ کے عقائد لامحالہ حضرت بانی جماعت احمدیہ اور ان کے خلفاء کی تحریرات سے ہی واضح ہوتے ہیں۔ یہ تحریرات پیش کر کے ان کا مکمل حوالہ دیا جاتا تا کسی احمدی کو اس سے انکار کی گنجائش نہ رہتی۔ مکمل حوالہ سے مراد یہ ہے کہ کتاب کا نام، اس کا مصنف، صحیح صفحہ نمبر، صحیح ایڈیشن، سن اشاعت، ناشر اور پرنٹنگ پریس کا ذکر ہوتا اور پھر صحیح عبارت، اس کے سیاق وسباق کے مطابق دی جاتی۔

یہ حقیقت بھی ناظرین کے سامنے رہنی چاہئے کہ یہ معاملہ کسی تھرڈ کلاس شخص کے متعلق نہیں تھا اور نہ ہی کسی ادنیٰ درجے کی عدالت میں زیرِ کارروائی تھا بلکہ یہ معاملہ ایک کلمہ گو گروہ کے متعلق تھا اور ملک کے اعلیٰ ترین فورم میں اٹھایا جا رہا تھا اور اسے پیش کرنے کے لئے حکومتِ وقت کے سب سے اعلیٰ قانونی ماہر ’’اٹارنی جنرل‘‘ مقرر تھے اور ان کی مدد جماعتِ احمدیہ کے مخالف مشہور علماء کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ قومی اسمبلی کی لائبریری اور عملہ بھی معاونت کے لئے مستعد تھا۔

جب ہم حکومت پاکستان کے جاری کردہ سرکلرز کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں تو اس افسوسناک امر کا ادراک ہوتا ہے کہ یہ کارروائی سراسر ڈھونگ تھی اور اس میں جو حوالے پیش کئے گئے وہ شہادت کے ادنیٰ معیار کو بھی پورا نہیں کرتے۔ **جو حوالے پیش کئے گئے ان کو ہم مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔**

☆ فرضی حوالے پیش کئے گئے یعنی ایسے حوالے پیش کئے گئے جن کا نام ونشان بھی موجود نہیں تھا۔
☆ حوالوں کی عبارت قطع برید کے بعد پیش کی گئی۔
☆ بجائے اصل ماخذ کے دوسری کتب سے حوالے پیش کئے گئے۔ حالانکہ اکثر کتب قومی اسمبلی میں موجود تھیں۔
☆ ایسے افراد یا رسائل کے حوالے پیش کئے گئے جو کسی طور پر بھی جماعتِ احمدیہ کے لئے اتھارٹی نہیں تھے۔
☆ کتابوں یا رسائل کے نام غلط لئے گئے۔
☆ رسائل یا اخبار کے حوالے پیش کرتے ہوئے تاریخیں اور سن غلط بتائے گئے۔
☆ اگر کتب یا رسائل کے نام درست تھے تو غلط صفحات دیئے گئے۔
☆ کسی ایک کتاب یا رسالہ کا نام لے کر بغیر کسی معین صفحہ کے عمومی طور پر ایک تحریر کی تصدیق کرنے کا کہا گیا۔
☆ گمنام افراد کی تحریریں پیش کی گئیں۔

☆ دیگر مصنفین کی بعض تحریریں پیش کر کے اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا خلفاء احمدیت کی طرف منسوب کر دیا گیا۔

☆ اگر خوش قسمتی سے درست حوالہ دے بھی دیا گیا تو اس سے استدلال بالکل غلط کیا گیا۔

☆ بہت سے حوالے سیاق وسباق سے ہٹ کر پیش کئے گئے۔ ایسی تحریروں کو اوّل تا آخر پڑھ لیا جاتا تو اس سے صحیح صورت حال واضح ہو جاتی۔

☆ تحریرات پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود یا خلفاء کی اسی موضوع پر دیگر تحریرات سے جان بوجھ کر صرفِ نظر کیا گیا۔ جن سے جماعت احمدیہ کے عقائد مکمل طور پر واضح ہوتے ہیں اور حق کُھل کر سامنے آ جاتا ہے۔

☆ حوالہ جات پر اُٹھنے والے مزعومہ اعتراضات کی حامل ایسی ہی تحریریں اگر غیر احمدی اکابرین میں سے کسی کی پیش کی گئیں تو ان کو یہ کہہ کر ردّ کر دیا گیا کہ وہ ہمارا آپس کا معاملہ ہے۔

☆ ایسے حوالے بھی پیش کئے گئے جن کی وضاحت اور جوابات پر جماعت کا لٹریچر کثرت کے ساتھ موجود ہے۔

☆ ایسی تحریرات پیش کی گئیں جن کا جواب خود خلیفہ وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اس سے قبل منیر انکوائری کمیشن میں دے چکے تھے یا جن کی تردید یا وضاحت سلسلہ کے اخبارات یا لٹریچر میں کی جا چکی تھی۔ ناممکن ہے کہ سوالات کرنے والوں کی نظر سے وہ تردیدیں یا وضاحتیں نہ گزری ہوں۔

☆ یہ بھی ریکارڈ پر ہے کہ اگر ایک عبارت کو دو دفعہ پڑھنا پڑ گیا تو دونوں عبارتوں میں فرق آ گیا۔

یہاں ناظرین کو اس امر سے بھی مطلع کرنا ضروری ہے کہ یہ عجیب قسم کی اسمبلی تھی جہاں بجائے اس کے کہ، خود مخالفین، جماعت کی کتب مہیا کرتے اور ان سے اعتراض ڈھونڈتے، جماعت احمدیہ سے ہی مطالبہ کیا گیا کہ وہ جماعتی کتب خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا سیٹ اسمبلی کو مہیا کریں چنانچہ اس حکم کی بھی تعمیل کر دی گئی۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ فاضل اٹارنی جنرل نے بارہا اس امر کا تقاضا کیا کہ اگر متعلقہ تحریر یا رسالہ یا اخبار نہ ملِے تو جماعت کا فرض ہے کہ اس کو تلاش کر کے اسمبلی کی خدمت میں پیش کرے تا اسمبلی کو سہولت رہے اور اعتراض کو سچ ثابت کیا جائے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ چونکہ پیغامِ حق پہنچانا چاہتے تھے اس لئے اس امر کی بھی حضور نے حامی بھر لی کہ اپنی طرف سے مکمل کوشش کی جائے گی کہ ایسی عبارت یا اس سے ملتی جلتی عبارت تلاش کر لی جائے اور اگر متعلقہ اخبار یا رسالہ میں نہ ملِے تو اس کے اگلے پچھلے شماروں یا صفحات میں دیکھ لی جائے گی۔ جماعت احمدیہ کا لٹریچر نوے سال پر محیط تھا اور کسی بھی شخص کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ اسے اس عرصہ میں چھپنے والی ہر

کتاب، ہر رسالہ، ہر پمفلٹ، ہر مکتوب کی ساری عبارت یاد ہوگی۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بھی وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ میں قرآن کریم کا حافظ ہوں، سلسلہ کی کتب کا نہیں۔ اس کے باوجود کوشش کی گئی کہ حوالہ اگر مِل جائے خواہ وہ کسی اور صفحے کا یا کسی اور شمارے کا ہی ہو، پیش کر دیا جائے اور فاضل ممبران تک حق کی بات پہنچا دی جائے۔ حوالوں کے ضمن میں حضور نے واضح فرما دیا تھا کہ جو الفاظ سنائے جائیں۔ میں ان کا جواب Context دیکھے بغیر نہیں دے سکتا۔ کیونکہ یہ بات قطعی طور پر ثابت شدہ تھی کہ مخالفین احمدیت کا وطیرہ ہے کہ عبارت میں ایک دو سطریں سیاق وسباق کے بغیر پیش کر کے اشتعال پھیلاتے ہیں۔

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ غلط حوالے اور غلط عبارتیں پیش کرنے کا سلسلہ پہلے روز سے ہی شروع ہو گیا تھا اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ساتھ ساتھ ان کی نشان دہی کر رہے تھے مگر اٹارنی جنرل صاحب اور ان کی معاون علماء کی ٹیم پر حیرت ہے کہ باوجود روزانہ کی خفت اٹھانے کے، کوئی سبق حاصل نہیں کیا اور آخری دن تک تواتر کے ساتھ یہ سلسلہ جاری رکھا۔ اس دوران میں خود جناب اٹارنی جنرل صاحب کو بھی اس امر کا احساس ہوتا رہا کہ اُن کے پیش کردہ حوالہ جات غلط ثابت ہو رہے ہیں اور باوجود تلاش بسیار کے کتب اور حوالے ملتے ہی نہیں تھے جس کا اقرار جا بجا سرکلرز میں ملتا ہے۔

اور پھر صرف اسی پہ بس نہیں بلکہ اس وقت کے سپیکر قومی اسمبلی جناب صاحبزادہ فاروق علی صاحب جو سپیشل کمیٹی کے چیئرمین تھے، اٹارنی جنرل صاحب اور ممبران اسمبلی کو بار بار توجہ دلاتے رہے کہ حوالے درست طریق پر پیش کئے جائیں اور متعلقہ کتب یا رسائل ”گواہ“ کو پیش کی جانی چاہیئے۔ جماعت کی کتب جو قومی اسمبلی میں جماعت نے ہی پیش کی تھیں، موجود تھیں۔ اُن میں سے محنت کر کے ریفرنس نکالنے چاہئیں۔ بار بار کی تنبیہ بھی کام نہ آئی تو انہیں کہنا پڑا کہ چند منٹ لگتے ہیں، کتب کو دیکھنے میں۔ مگر فاضل ممبران کے کیا کہنے کہ وہ اتنی سی محنت بھی نہ کر سکے۔ سپیکر صاحب کی رولنگز بھی ہم قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ آفرین ہے جناب اٹارنی جنرل صاحب اور اُن کی فاضل ٹیم پر کہ انہوں نے ان تیرہ دنوں میں مسلسل اور تواتر کے ساتھ غلط حوالے پیش کئے اور اس پر ذرا بھی شرمائے نہیں۔

یہ بھی اس اسمبلی کا ہی کارنامہ ہے کہ سنے سنائے اعتراضات بھی کئے گئے۔ سرکلرز سے اس بات کا ثبوت بھی ملتا ہے کہ ایک رکن اسمبلی نے ایسی کتاب سے اعتراض جڑ دیا جو اس کے پاس تھی ہی نہیں۔ اور پھر بعض موقعوں پر اس بات پر بھی بہت بغلیں بجائی گئیں کہ ہمارے پاس تو کتاب موجود ہی نہیں تھی، خود مرزا صاحب نے یہ کتاب اسمبلی میں پیش کر دی ہے۔

تاریخ مذہب کے اس انوکھے ”مقدمہ“ میں سرکار کے سب سے بڑے وکیل بھی ”گواہ“ سے یہ استدعا کرتے نظر آتے ہیں کہ فلاں فلاں کتاب، رسائل یا حوالے جن سے اعتراض کئے گئے ہیں، ہمارے پاس موجود نہیں۔ ازراہ کرم انہیں ہمارے ریکارڈ کے لئے پیش کر دیا جائے تا ہم آپ کے خلاف اسے استعمال کرسکیں۔

بنے ہیں اہل ہوس مدعی بھی منصف بھی
کسے وکیل کریں کس سے منصفی چاہیں

”انصاف کا خون کرنے“ کا محاورہ شاید ایسے ہی موقع کے لئے ایجاد کیا گیا ہوگا۔ بہرحال ایک نظر میں یہ ریکارڈ دیکھنے سے یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہو جاتی ہے کہ یہ سارا ڈرامہ محض دنیا کو ایک دھوکا دینے کے لئے سیٹ کیا گیا تھا۔ اس حقیقت کو جاننے کے باوجود، مقدس امام ہمامؒ اپنے بڑھاپے، بیماری، بے پناہ مصروفیت، موسم کی ناسازی اور سب سے بڑھ کر جماعت احمدیہ پر گزرنے والے سخت مصائب کے باوصف اخیر تک قوم کے سیاسی، مذہبی، قانونی اور حکومتی سربرآوراحباب تک پیغام حق پہنچانے کی سعی بلیغ فرماتے رہے۔

اللهم صل على محمدو آل محمد وبارك وسلم. اللهم اغفر له وارحمه ونور مرقده وادخله في جنة النعيم وارفع درجاته في اعلى عليين.

حق یہ ہے کہ یہ خدائی تصرف تھا تا دنیا کے سامنے اس اسمبلی کے ”مجاہدانہ“ کارنامے کی قلعی کھولی جاسکے اور اُن کی علمیت کا پردہ چاک ہو اور احمدیت کا آفتابِ صداقت پوری روشنی کے ساتھ چمکے۔ رب ذوالجلال نے مخالفین کی بصارتوں، سماعتوں اور عقلوں پر اس طرح پردہ ڈال دیا کہ اپنی خفیہ ”شان دار“ تیاریوں، چالاکیوں اور عیاریوں کے باوجود اپنی حماقتوں کے ایسے نشان بن گئے جن کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے پاک مسیحؑ کو پہلے سے اطلاع دے رکھی تھی کہ **انی مھین من اراد اھانتک۔**

ہم نے اپنے اس مضمون کو اس طرح ترتیب دیا ہے کہ ہمارا تبصرہ کم سے کم ہو اور روزانہ جاری کردہ حکومتی سرکلرز میں سے ہی قارئین کی خدمت میں مواد پیش کر دیا جائے۔ فیصلہ ناظرین خود کریں کہ جس مواد کی بناء پر قومی اسمبلی کے ”فیصلہ“ کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے، کیا وہ ”قانونِ شہادت“ کے ادنیٰ سے ادنیٰ معیار پر بھی پورا اُترتا ہے؟ اور ان حقائق کی موجودگی میں اسے قانونی، آئینی، شرعی، اخلاقی، دینی اور اسلامی پہناوا کس طرح پہنایا جاسکتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کیا خاتم الانبیاء، خاتم الاولیاء خاتم الاصفیاء سید ولد آدم، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشنودی اس کو حاصل ہوسکتی ہے؟؟

دوستو اک نظر خدا کے لئے
سید الخلق مصطفیٰ کے لئے

سرکلرز میں پیش کردہ حوالہ جات کا حقیقت پسندانہ جائزہ

سرکلر کارروائی 5 اگست 1974ء صفحہ 109

جماعت احمدیہ انگلستان کا ریزولیوشن کا حوالہ دیا گیا لیکن اس کی کوئی مصدقہ نقل پیش نہیں کی گئی۔ اور نہ ہی اس کے مندرجات سے آگاہ کیا گیا بلکہ ایک عمومی سوال کیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جب اس کی نقل مانگی تو اٹارنی جنرل نے کہا کہ یہ اخباروں میں آیا ہے اس کو آپ Verify کرلیں۔ اور جب حضور نے پوچھا کہ یہ کس اخبار میں آیا ہے اس کا نام دیں تو کمال سادگی سے اٹارنی جنرل صاحب نے فرمایا کہ ”نہیں مجھے Direct ملا ہے کہ یہ ریزولیوشن پاس ہوا تھا“۔ (کاروائی صفحہ 109 تا 112)

سرکلر کارروائی 5 اگست 1974ء صفحہ 127

بغیر حوالہ کے سوال کیا گیا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے کہا ہے کہ

”اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم کہو کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی آسکتے اور ضرور آسکتے ہیں“

اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا محض تحریر پیش کی گئی اور پھر خود 8 اگست کو ”انوار خلافت“ صفحہ 65 سے حوالہ پڑھا جو یُوں تھا۔

”وہ تو مخالفت سے ڈرتے ہیں لیکن اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا کذاب ہے آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔“ (سرکلر کارروائی 8 اگست صفحہ 100)

دونوں تحریروں میں فرق خود ملاحظہ کیا جا سکتا ہے جبکہ اصل حوالہ کچھ اس طرح ہے۔

”ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا خواہ وہ آپ کے فیض سے ہی کیوں نہ نبی بنے آپ کی حد تک ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ان لوگوں کا یہ کہنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے کیوں کہ نبوت تو خدا تعالیٰ کی رحمت ہے جو وہ اپنے بندوں پر نازل کیا کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ رسول ہیں جو سارے جہان کیلئے رحمت ہو کر آئے تھے لیکن آپ کے آنے پر کہا جاتا ہے کہ اب خدا تعالیٰ نے وہ سارے فیض بند کر دیئے ہیں جو آپ سے پہلے اپنے بندوں پر کیا کرتا تھا۔ آپ سے پہلے تو نبی پر نبی بھیجتا تھا جو اُس کی طرف گرتا اُسے اُٹھاتا تھا جو اُس کی طرف جھکتا اسے پکڑتا تھا جو اُس کے آگے گڑگڑاتا اُسے چپ کراتا تھا اور جو اُس کی پوری پوری اطاعت اور فرمانبرداری کرتا اُسے نبی بناتا تھا لیکن (نعوذ باللہ) اب ایسا بخیل ہو گیا ہے کہ خواہ کوئی کتنا ہی روئے چلائے اور کتنے ہی اعمال صالحہ کرے اُس نے کہہ دیا ہے کہ اب میں کسی کو منہ نہیں لگاؤں گا اور اگر لگاؤں گا تو ادنیٰ درجہ پر رکھوں گا۔ پورا نبی کبھی نہیں بناؤں گا۔۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر یہ ایک ایسا زبردست حملہ ہے جو ابھی تک کسی عیسائی یا آریہ نے بھی نہیں کیا کیونکہ وہ درحقیقت آپ سے دشمنی رکھتے ہیں اور آپ کو رحمت نہیں بلکہ زحمت سمجھتے ہیں لیکن یہ آپ کو رحمت سمجھ کر پھر یہ درجہ دیتے ہیں اور وہ جو دوسروں کے درجہ کو بڑھانے آیا تھا اس کے درجہ کو گھٹاتے ہیں۔ مگر ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہتک کو ایک منٹ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی کہیں گے تو لوگ ہماری مخالفت کرینگے۔ اور ہمیں دکھ دیں گے میں کہتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی نہ کہنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک ہے جس کو ہم کسی مخالفت کی وجہ سے برداشت نہیں کر سکتے وہ تو مخالفت سے ڈراتے ہیں لیکن اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اُسے کہوں گا تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہی ایسی ہے کہ آپ کے ذریعے سے نبوت حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ نے رحمۃ للعالمین ہو کر رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں اس لئے اب ایک انسان ایسا نبی ہو سکتا ہے جو کئی پہلے انبیاء سے بھی بڑا ہو مگر اس صورت میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو۔‘‘

(’’انوار خلافت‘‘ صفحہ 63-65 مطبوعہ اکتوبر 1916ء)

سرکلر کارروائی 5 اگست 1974ء صفحہ 127

حضرت مصلح موعود کے مندرجہ ذیل الفاظ پڑھے گئے

’’کل مسلمان جو مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سُنا وہ بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘

’’آئینہ صداقت‘‘ صفحہ نمبر 20 کا حوالہ دیا گیا جب کہ اصل صفحہ 35 تھا اور باب اوّل۔ اس طرح یہ کہنے کی کوشش کی گئی کہ احمدی دوسرے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ یہاں بھی سیاق وسباق سے ہٹ کر یہ فقرہ غلط استدلال کے لیے استعمال کیا گیا۔ اسی ریفرنس سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ سے تحقیقاتی عدالت 1953ء میں سوال کیا گیا تھا اور حضور اس کا شافی جواب دے چکے تھے۔ پھر اس سوال کو دہرانے کا مقصد کیا تھا؟ اٹارنی جنرل صاحب ہی بتا سکتے ہیں۔

جب 1953ء کی تحقیقاتی عدالت میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے یہ سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی پر غور کرنے کے بعد اس دیانتدارانہ نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ یہ دعاوی غلط ہیں تو کیا ایسا شخص مسلمان رہے گا؟ تو اس پر حضور نے جواب دیا کہ ہاں عمومی طور پر اس کو مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔

اسی کارروائی کے دوران جب جماعتِ اسلامی کے وکیل چوہدری نذیر احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے سوال کیا:

> ’’کیا آپ اب بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں جو آپ نے کتاب ’’آئینہ صداقت‘‘ کے پہلے باب میں صفحہ 35 پر ظاہر کیا تھا۔ یعنی یہ کہ تمام وہ مسلمان جنہوں نے مرزا غلام احمد صاحب کی بیعت نہیں کی خواہ انہوں نے مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج۔‘‘

اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

> ’’یہ بات خود اس بیان سے ظاہر ہے کہ میں ان لوگوں کو جو میرے ذہن میں ہیں مسلمان سمجھتا ہوں۔ پس جب میں کافر کا لفظ استعمال کرتا ہوں تو میرے ذہن میں دوسری قسم کے کافر ہوتے ہیں جن کی میں پہلے ہی وضاحت کر چکا ہوں یعنی وہ جو ملت سے خارج نہیں۔ جب میں کہتا ہوں کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو میرے ذہن میں وہ نظریہ ہوتا ہے جس کا اظہار کتاب

مفردات راغب کے صفحہ ۲۴۰ پر کیا گیا ہے۔ جہاں اسلام کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک دون الایمان اور دوسرے فوق الایمان۔ دون الایمان میں وہ مسلمان شامل ہیں جن کے اسلام کا درجہ ایمان سے کم ہے۔ فوق الایمان میں ایسے مسلمانوں کا ذکر ہے جو ایمان میں اس درجہ ممتاز ہوتے ہیں کہ وہ معمولی ایمان سے بلند تر ہوتے ہیں۔ اس لئے میں نے جب یہ کہا تھا کہ بعض لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو میرے ذہن میں وہ مسلمان تھے جو فوق الایمان کی تعریف کے ماتحت آتے ہیں۔ مشکوٰۃ میں بھی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ظالم کی مدد کرتا ہے اور اس کی حمایت کرتا ہے وہ اسلام سے خارج ہے۔''

(''تحقیقاتی عدالت میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا بیان''، ناشر صیغہ نشر و اشاعت ربوہ۔ صفحہ 19-20)

سرکلر کارروائی 5 اگست 1974ء صفحہ 131

''الفضل'' 26/29 جون 1922ء سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے یہ الفاظ پیش کئے گئے۔

''احمدی چونکہ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے اس لیے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کسی نبی سے بھی انکار کفر ہے غیر احمدی بھی کافر ہیں۔''

یہاں ''الفضل'' کا **حوالہ بغیر صفحہ** کے دیا گیا۔

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے اُس بیان کا حصہ ہے جو ''الفضل'' کے رپورٹر نے خلاصۃً بیان ہے۔ یہ بیان حضور نے سینئر سب جج ضلع گورداسپور کی کچہری میں 16 جون 1922ء کو دیا تھا۔ سیاق و سباق اس تحریر کا یہ ہے:۔

> ''اس کی وجہ کہ غیر احمدی کیوں کافر ہیں۔ قرآن کریم نے بیان کی ہے۔ وہ اصل جو قرآن کریم نے بتایا ہے۔ اس سب کا انکار یا اس کے کسی ایک حصہ کے نہ ماننے سے کافر ہو جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا انکار کفر ہے۔ سب نبیوں کا یا نبیوں میں سے ایک کا انکار کفر ہے۔ کتب الٰہی کا انکار کفر ہے۔ ملائکہ کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ وغیرہ۔ ہم چونکہ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے۔ اس لئے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے غیر احمدی کافر ہیں۔ میرا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے۔ ہماری جماعت کا بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے۔ رسالت محمد ﷺ پر ایمان ہے۔ خدا تعالیٰ کے تمام نبیوں پر ہمیں ایمان

ہے۔ قرآن کریم کو میں اور ہماری جماعت خدا تعالیٰ کا کلام یقین کرتے ہیں۔ تمام آسمانی کتابوں پر ہمیں ایمان ہے۔ قرآن کریم کو میں اور ہماری جماعت خدا تعالیٰ کا کلام یقین کرتے ہیں۔ تمام آسمانی کتابوں پر ہمیں ایمان ہے تمام احکام اسلام کے پابند ہیں۔ اور تمام احکام شریعت کو واجب العمل سمجھتے ہیں۔ اور جماعت کو ان پر عمل کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔ اور عمل کرنے کی حتی الوسع کوشش کرتے ہیں۔ فرشتوں پر ہمیں ایمان ہے۔ ہاں ہمیں مرنے کے بعد جی اٹھنے پر ایمان ہے۔ قضاء قدر پر ایمان ہے۔ نماز پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ حج کرتے ہیں۔ بلکہ میں نے خود حج کیا ہے۔ زکوۃ دیتے ہیں۔ ان مسائل اور احکام پر عمل ضروری سمجھتے ہیں۔ اور ان سے ذرا جدائی کو تباہی اور ہلاکت سمجھتے ہیں۔ قرآن کریم کے بعد کسی نئی شریعت کو نہ مانتے ہیں۔ نہ جائز رکھتے ہیں کہ کوئی نئی شریعت قرآن کریم کے بعد آئے۔ حضرت مرزا صاحب نئی شریعت نہیں لائے تھے آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں کوئی بھی نیا حکم دوں تو میں کافر ہو جاؤں۔''

(''الفضل'' 26/29 جون 1922ء صفحہ 7-6)

سرکلر کارروائی 5 اگست 1974ء صفحہ 132

حوالوں کے ضمن میں اٹارنی جنرل صاحب نے خود فرمایا کہ

''اگر آپ کے پاس نہیں تو میں Produce کردوں گا۔'' مگر اس کی نوبت کم ہی آئی۔

سرکلر کارروائی 5 اگست 1974ء صفحہ 142-141

اس امر کے باوجود کہ چیئرمین صاحب نے یہ کہا کہ کتب جن سے حوالے دیئے جا رہے ہیں وہ اٹارنی جنرل کے قریب کر دی جائیں۔ جناب مولانا شاہ احمد نورانی صاحب نے بھی کہا جن کتب سے حوالے دیئے جا رہے ہیں، وہ ہمارے پاس موجود ہیں مگر اٹارنی جنرل صاحب نے کہا کہ وہ کتب میں Produce نہیں کروں گا۔ وفد کے پاس اپنی کتب موجود ہیں۔ اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ وہ اصل حوالہ جات کتب سے پیش کرنا ہی نہیں چاہتے تھے اور ساری کارروائی کی بنیاد فرضی اور خیالی چیزوں پر رکھنا چاہتے تھے۔

سرکلر کارروائی 6 اگست 1974ء صفحہ 10

”ریویو آف ریلیجنز“ کے صفحہ 124 کے ریفرنس سے حضرت مصلح موعود سے منسوب ایک تحریر پیش کی گئی۔ ریویو آف ریلیجنز ایک ماہوار رسالہ تھا۔ **اسکی جلد یا مہینہ کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا۔** صرف اس قدر کہا گیا کہ مرزا بشیر الدین محمود کی تحریر ہے اور ”ریویو آف ریلیجنز“ کا صرف صفحہ 124 دیا گیا کسی سال یا مہینہ کی نشاندہی نہیں کی گئی۔ یعنی وفد تمام سالوں کے ریویو کا صفحہ 124 تلاش کرتا رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ **یہ تحریر حضرت مصلح موعود کی نہیں ہے بلکہ** حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی ہے۔ اور یہ ریویو آف ریلیجنز جلد 14 کے صفحہ 169 پر معمولی تصرف کے ساتھ موجود ہے۔

> ”حضرت مسیح موعودؑ نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔
>
> غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا انکے جنازے پڑھنے سے روکا گیا اب باقی کیا رہ گیا ہے۔ جو ہم انکے ساتھ مل کر سکتے ہیں دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لیئے حرام قرار دے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریمؐ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔“

(”ریویو آف ریلیجنز“ جلد 14 صفحہ 169-170)

سرکلر کارروائی 6 اگست 1974ء صفحہ 26

بغیر حوالہ کے حضرت مصلح موعود کا یہ اقتباس پڑھ کر سنایا گیا۔

”میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب اس کے بچے کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہوا اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے پھر میں

کہتا ہوں کہ بچے کا گناہ نہیں ہوتا اس کے جنازے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچے کا جنازہ کا دعا ہوتی اس کے پسماندگان کے لئے اور اس کے پسماندگان ہمارے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں اس لئے بچے کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ باقی رہا کوئی ایسا شخص جو حضرت صاحب کو سچا مانتا ہے لیکن اس نے بیعت نہیں کی یا اہمیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور اس حالت میں مر گیا اور مر گیا۔ اس کو ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کو کوئی سزا نہ دے لیکن شریعت کا فتوی ظاہری حالات کے مطابق ہوتا ہے اس لئے ہمیں اس کے متعلق بھی یہی کرنا چاہئے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے“......

اس اقتباس کا بھی کوئی حوالہ نہیں دیا گیا لیکن یہ تحریر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ذہن میں مستحضر تھی کیونکہ تحقیقاتی عدالت 1953ء میں ”انوار خلافت“ صفحہ 93 کے حوالہ سے یہ سوال حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے کیا گیا تھا چنانچہ حضور نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا جواب پڑھ کر سنایا جو یہ تھا:

> جواب: ”ہاں لیکن یہ بات میں نے اس لیے کہی تھی کہ غیر احمدی علما نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ احمدیوں کے بچوں کو بھی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ احمدی عورتوں اور بچوں کی لاشیں قبروں سے اُکھاڑ کر باہر پھینکی گئیں۔ چونکہ اُن کا فتویٰ اب تک قائم ہے اس لیے میرا فتویٰ بھی قائم ہے البتہ اب ہمیں بانی سلسلہ کا ایک فتویٰ ملا ہے جس کے مطابق ممکن ہے کہ غور و خوض کے بعد پہلے فتویٰ میں ترمیم کر دی جائے“

پھر 15 جنوری 1954ء کو مولانا مرتضیٰ احمد میکش نے سوال کیا کہ عام مسلمان تو احمدیوں کا اس لیے جنازہ نہیں پڑھتے کہ وہ احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ آپ بتایئے کہ احمدی جو غیر احمدیوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے اس کی اس کے علاوہ اور کیا وجہ ہے جس کا آپ قبل ازیں اظہار کر چکے ہیں کہ آپ نے جوابی کارروائی کے طور پر یہ طریق اختیار کیا ہے؟

> جواب: ”بڑا سبب تو جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں یہ ہے کہ ہم غیر احمدیوں کا جنازہ اس لئے نہیں پڑھتے کہ وہ احمدیوں کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اپنے دعویٰ کے دس سال بعد تک نہ صرف مرزا غلام احمد صاحب نے احمدیوں کو اجازت دے رکھی تھی کہ وہ غیر احمدیوں کے جنازے پڑھیں بلکہ خود بھی ایسی نماز جنازہ میں شریک ہوتے رہے۔ اور دوسرا سبب جو اصل میں پہلے سبب کا حصہ ہی ہے، یہ ہے کہ ایک متفقہ اور مسلّمہ حدیث کے مطابق جو شخص دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔“

(''تحقیقاتی عدالت میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا بیان۔'' ناشر صیغہ نشر و اشاعت ربوہ صفحہ 22و39)

سرکلر کارروائی 6 اگست 1974ء صفحہ 44

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے قائداعظم کا جنازہ نہ پڑھنے کی وضاحت اٹارنی جنرل صاحب نے ''الفضل'' ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۲ء کے حوالے سے یہ کی کہ

''قادیانی امت پر مسلمان کی جانب سے اعتراض کیا گیا کہ قائداعظم مسلمانوں کے محسن تھے اور تمام اُمت اسلامیہ نے اُن کا جنازہ پڑھا تو جماعت احمدیہ نے جواب دیا کہ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابو طالب بھی قائداعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے مگر نہ مسلمانوں نے اُن کا جنازہ پڑھا نہ رسول خدا نے۔''

اس حوالہ میں **حسب سابق صفحہ نمبر نہیں دیا گیا**۔ حق یہ ہے کہ ''الفضل'' کے مذکورہ آرٹیکل جو ''شذرات'' میں شائع ہوا، **حضرت چوہدری صاحب کے جنازہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کا دُور تک ذکر نہیں** ہے اور نہ ہی اس کی کوئی وضاحت دی گئی ہے۔ چنانچہ اصل آرٹیکل ملاحظہ ہو۔ ''الفضل'' لکھتا ہے۔

''قائداعظم کو کافر اعظم کہنے والوں سے

ہمیں یہ ہرگز نہیں بھولنا چاہیئے کہ ہمارے ملک میں اس وقت بھی ایسے دشمن موجود ہیں جو نہرو اور پٹیل کے قصیدے پڑھتے ہیں (آزاد ۹ مارچ ۱۹۵۱ء، ۱۸ دسمبر ۱۹۵۰ء) مگر معمار پاکستان حضرت قائداعظم کو کافر اعظم سمجھتے ہیں۔ ملک و ملت کے یہی غدار تھے۔ جن کی اخلاق سوز حرکات کو دیکھ کر شہید ملت بھی آب دیدہ ہو گئے تھے۔ اور انہیں قائداعظم کی برسی پر مسلمانوں کو خبردار کرتے ہوئے کہنا پڑا تھا۔ ''آج بھی پاکستان میں کچھ لوگ ایسے موجود ہیں۔ جو باوجود یہ جاننے کے کہ پاکستان قائداعظم کی کوششوں اور حوصلہ کا نتیجہ ہے قائداعظم کی شان میں گستاخی کرتے اور زبان طعن دراز کرتے ہیں'' (آزاد ۲۳ مئی ۱۹۵۰ء)۔ شہید ملت کے اس زبردست انتباہ کے باوجود اس بدبخت گروہ کی حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ کہ جب انہیں ان خیالات سے تائب ہونے کی نصیحت کی جاتی ہے۔ تو الٹا اپنی صفائی بیان کرتے ہوئے کہہ دیتا ہے کہ جناب! ہم نے قائداعظم کا جنازہ پڑھ دیا تھا۔ لہٰذا ہماری وفاداری رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ اور اب ہمیں کھلی چھٹی ہے کہ جو چاہیں قائداعظم کے متعلق کہیں۔

مگر کیا جنازہ پڑھنا اور بعد میں گند اچھالنا، اتہامات عائد کرنا اور بُرا بھلا کہتے رہنا بھی محبت کی علامت ہے؟

اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت ابو طالب بھی قائداعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسول خداؐ نے۔ لیکن دنیا کے پردے پر ایسا بد بخت کون ہوسکتا ہے جو یہ کہہ سکے کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ اور حضورؐ کے عالی مرتبہ صحابہؓ کو حضرت ابوطالب سے محبت والفت نہ تھی۔ اور وہ بھی نعوذ باللہ احسان فراموشی کے مرتکب ہوئے تھے۔'' (''الفضل'' 27 اکتوبر 1952ء صفحہ 4)

اب بتایئے یہ ذکر کن کا ہورہا ہے۔ یہاں چوہدری صاحب کا کوئی ذکر بھی ہے؟

سرکلر کارروائی 6 اگست 1974ء صفحہ 59

اٹارنی جنرل صاحب نے سوال کرتے ہوئے کہا کہ ''مرزا غلام احمد نے ''آئینہ صداقت'' میں، ساتھ ہی انہوں نے پوچھا کہ، یہ ان کی تصنیف ہے؟''۔ حضرت خلیفہ ثالث نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کسی کتاب کا نام ''آئینہ صداقت'' نہیں ہے، تو پھر اٹارنی جنرل صاحب نے بے یقینی کے عالم میں کہا کہ پھر مرزا بشیر الدین کی ہوگی۔ یہ **عجیب غیر ذمہ داری** ہے کہ آپ خود ایک کتاب کا حوالہ پیش کررہے ہیں اور اس کے مصنف کا نام تک آپ کو معلوم نہیں اور کبھی ایک نام لیتے ہیں اور کبھی دوسرا نام لیتے ہیں اور یقین سے کہہ نہیں سکتے کہ کس کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اس طرح سے تو کوئی سنجیدہ کارروائی یا بحث نہیں ہوسکتی اور نہ اس قسم کے انداز کو کوئی قابلِ توجہ سمجھ سکتا ہے۔

سرکلر کارروائی 6 اگست 1974ء صفحہ 60

''انوار الصداقت'' صفحہ 93 کا حوالہ دیا گیا کہ

''سارے اہل اسلام کافر ہیں۔''

''انوار الصداقت'' نام کی کوئی کتاب حضرت مسیح موعودؑ یا خلفاء میں سے **کسی کی نہیں ہے** اور نہ ہی معروف ہے۔

سرکلر کارروائی 6 اگست 1974ء صفحہ 62

کتاب ''نہجل معلا'' کا حوالہ دے کر حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر پر اعتراض کیا گیا۔ خود انہیں بھی علم نہیں تھا کہ کس کی کتاب ہے۔ اور یقیناً کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی تحریر کردہ کتب میں اس نام کی کوئی کتاب نہیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کی لکھی ہوئی ہے تو اٹارنی جنرل صاحب نے اس کے جواب میں مصنف کا نام بتانے کی بجائے کہا ''سوال کرنے والے نے کہا ہے کہ مرزا صاحب نے یہ کہا ہے اور یہ کتاب جو ہے۔۔۔'' اس کے بعد اور بات شروع ہوگئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے واضح فرمایا کہ یہ کتاب (جس کے مصنف کا نام بھی بتایا نہیں جا رہا تھا) ہمارے لیے اتھارٹی نہیں ہو سکتی۔ حق یہ ہے کہ **''نہجل معلا'' نام کی کوئی کتاب جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں ہے ہی نہیں۔**

سرکلر کارروائی 6 اگست 1974ء صفحہ 62

''تحفہ گولڑویہ'' حاشیہ صفحہ 27 کی یہ تحریر پیش کی گئی کہ

''پھر دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بالکل ترک کرنا پڑے گا۔''

یہاں **سیاق وسباق سے ہٹ کر** ایک فقرہ قابلِ اعتراض بنایا گیا۔ وہاں سوال تو ہے ہی نہیں کس کو مسلمان سمجھا جائے اور کس کو نہیں۔ بلکہ حدیث نبوی کے مطابق کہ امامکم منکم کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ حضرت مسیح موعود کے متبعین کو کسی مکفر، مکذب یا متردد کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ اصل الفاظ یہ ہیں:

> ''چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنے جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلّی ترک کرنا پڑیگا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو''۔

(''تحفہ گولڑویہ'' حاشیہ صفحہ 27)

سرکلر کارروائی 6 اگست 1974ء صفحہ 64

''حقیقۃ الوحی'' صفحہ 185 کے حوالہ سے یہ اعتراض کیا گیا کہ ''مرزا غلام احمد نے اپنی کسی تحریر میں یہ کہا ہے کہ

''کفر کی دو قسمیں ہیں ایک آنحضرت سے انکار دوسرے مسیح موعود سے انکار دونوں کا نتیجہ و ماحصل ایک ہے''۔

یہاں پر اٹارنی جنرل صاحب صحیح الفاظ پڑھنے کی بجائے کوئی اور الفاظ پڑھ رہے تھے۔ وہ نہ صرف یہ کہ صحیح

عبارت نہیں پڑھ رہے تھے بلکہ **ایک نامکمل عبارت** پڑھ رہے تھے۔ اصل عبارت کو پڑھنے سے بات واضح ہو جاتی ہے۔ ’’حقیقۃ الوحی‘‘ کا متعلقہ حوالہ پیش ہے۔

’’اتمام حجت کا علم محض خدا تعالیٰ کو ہے ہاں عقل اس بات کو چاہتی ہے کہ چونکہ لوگ مختلف استعداد اور مختلف فہم پر مجبول ہیں اسلئے اتمام حجت بھی صرف ایک ہی طرز سے نہیں ہوگا۔ پس جو لوگ بوجہ علمی استعداد کے خدا کی براہین اور نشانوں اور دین کی خوبیوں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور شناخت کر سکتے ہیں وہ اگر خدا کے رسول سے انکار کریں تو وہ کفر کے اول درجہ پر ہونگے اور جو لوگ اس قدر فہم اور علم نہیں رکھتے مگر خدا کے نزدیک اُن پر بھی اُن کے فہم کے مطابق حجت پوری ہو چکی ہے اُن سے بھی رسول کے انکار کا مواخذہ ہوگا مگر بہ نسبت پہلے منکرین کے کم۔ بہر حال کسی کے کفر اور اس پر اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے یہ اُس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جس پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھہر چکا ہے وہ مواخذہ کے لائق ہوگا۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے۔

(اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ **(دوم)** دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اُسکو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کے کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اسلئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے، کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لایق ہوگا اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جسکی بنا ظاہر پر ہے) اُسکا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اُسکو باتباع شریعت

کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت **لایکلّف اللہ نفساً الّا وُسعَھا** قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ہم اُسکی نسبت نجات کا حکم دیں۔ اسکا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اس میں دخل نہیں۔''

(''حقیقۃ الوحی'' صفحہ 179-180 اشاعت 20 اپریل 1907ء)

سرکلر کارروائی 6 اگست 1974ء صفحہ 66-67

جناب چیئر مین صاحب نے اس امر کو محسوس کیا کہ حوالہ جات صحیح طریق سے پیش نہیں ہو رہے اور اکثر تو **حوالے ہی غلط ہیں۔ کبھی کتاب نہیں ملتی اور کبھی صفحہ نمبر۔ اور پھر مطلوبہ عبارت بھی نہیں ملتی۔** چنانچہ انہوں نے جو کچھ کہا اسے من وعن درج کیا جاتا ہے:

''ایک چیز میں معزز ممبر صاحبان کے خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جن ممبر صاحبان نے سوالات دیئے ہیں ساتھ حوالہ جات دیئے ہیں۔ تمام کتابیں ہم اس طرف لگوا دیں گے (لائبریرین کو مخاطب کرتے ہوئے) آپ تمام کتابیں ادھر لگوائیں کیوں کہ اٹارنی جنرل اور گواہ کے درمیان کراس کرنا پڑتا ہے۔

Adduss the members so that to your convenience books may be kept ready.

یہ ساتھ والی Rows ہیں۔ ان لوگوں نے مخصوص حوالہ جات دیئے ہیں۔ باقاعدہ Flage کریں۔ اگر witness کسی چیز سے انکار کریں تو فوراً کتابیں اُن کے سامنے پیش کریں۔ یہ طریقہ کار بلکہ غلط ہے کہ ایک حوالہ کو تلاش کرنے میں آدھا گھنٹہ لگتا ہے۔ میں کل سے کہہ رہا ہوں کہ کتابیں اسطرح رکھیں یعنی چار پانچ کرسیاں ساتھ رکھ دیں۔ جن ممبر صاحبان نے حوالہ جات تلاش کرنے ہیں ان کرسیوں پر بیٹھ کر تلاش کر سکتے ہیں اور وہ حضرات جنہوں نے حوالہ جات دینے ہیں، ادھر آ کر بیٹھیں لہٰذا وہ کتابیں Ready ہونی چاہئیں تا کہ اٹارنی جنرل کو کوئی تکلیف نہ ہو اور ٹائم ضائع نہ ہو۔

مولانا مفتی محمود: جناب والا ان کا یہ ہے کہ جلد مختلف ہوتے ہیں ہم صفحہ اور لکھتے ہیں اور کتاب ہمارے پاس دوسری آجاتی ہے۔

جناب چیئر مین: حوالہ جات شروع ہو چکے ہیں جنرل ایگزامینیشن ختم ہو چکا ہے۔ تقریباً زیادہ بات حوالہ جات کی

شروع ہو چکی ہے۔ دو تین حوالہ جات نہیں ملے یہ شام کی sitting ہونگی (بائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے) ادھر چار پانچ کرسیاں رکھ دیں اور جتنے انہوں نے حوالہ جات دیئے ہیں اُن کو Flage کر دیں۔ یہ دو تین ایڈیشن ہیں۔ آپ اپنے حوالہ جات کو فلیگ کر کے رکھ دیں۔ گواہ اگر کہیں تو اُن کو یہ کہیں کہ آپ کی یہ کتاب ہے۔ ممبر صاحبان نہیں آئیں گے۔ اسمبلی کے سٹاف کا کوئی آدمی کتاب کو پیش کرے گا۔‘‘ (رجسٹر کارروائی 6-08-1974 صفحہ 66-67)

سرکلر کارروائی 6 اگست 1974ء صفحہ 81-82

حضرت مصلح موعود کی کتاب صفحہ نمبر 46-47 سے یہ تحریر پیش کی گئی۔

’’کیا مسیح ناصری نے اپنے پیروؤں کو یہودیوں سے الگ نہیں کیا‘‘۔ کیا وہ انبیاء جن کے زمانے کا علم ہم تک پہنچا ہے اور ہمیں ان کے ساتھ جماعتیں بھی نظر آتی ہیں انہوں نے اپنی جماعتوں کو غیروں سے الگ نہیں کیا کیا اس شخص کو ماننا پڑے گا کہ logic کیا ہے پس اگر حضرت مرزا صاحب نے جو ایک نبی اور رسول ہیں اپنی جماعت کو منہاج نبوت کے مطابق کیوں غیروں سے علیحدہ کر دیا ہے تو نئی اور انوکھی بات کون سی ہے......... جس دن کہ تم احمدی ہوئے تو تمہاری قوم تو احمدیت ہوگئی شناخت اور امتیاز کے لئے اگر کوئی پوچھے تو اپنی ذات یا قوم بتا سکتے ہو ورنہ اب تو تمہاری گوداحمدیت ہی ہے پھر احمدیوں کو چھوڑ کر غیر احمدیوں میں کیوں تلاش کرتے ہو۔‘‘ (’’ملائکۃ اللہ‘‘ صفحہ 46-47)

’’ملائکۃ اللہ‘‘ میں ’’کیا مسیح ناصری۔۔۔۔ انوکھی بات کون سی ہے‘‘ والی **تحریر موجود ہی نہیں** ہے۔ دوسری تحریر میں نامکمل عبارت پیش کی گئی۔ اصل عبارت اس طرح ہے۔

> ’’جس دن سے کہ تم احمدی ہوئے تمہاری قوم تو احمدیت ہوگئی۔ شناخت اور امتیاز کے لئے اگر کوئی پوچھے۔ تو اپنی ذات یا قوم بتا سکتے ہو۔ ورنہ اب تو تمہاری قوم۔ تمہاری گوت۔ تمہاری ذات احمدی ہی ہے۔ پھر احمدیوں کو چھوڑ کر غیر احمدیوں میں کیوں قوم تلاش کرتے ہو۔ مومن کا تو یہ کام ہوتا ہے۔ کہ جب حق آجائے۔ تو باطل کو چھوڑ دیتا ہے۔‘‘

(’’ملائکۃ اللہ‘‘ صفحہ نمبر 46-47)

سرکلر کارروائی 6 اگست 1974ء صفحہ 82

حضرت مسیح موعود سے منسوب ''الفضل'' 26 جنوری 1916ء کا حوالہ پیش کیا گیا۔

''میری امت کے دو حصے ہوں گے ایک وہ جو مسیحیت کا رنگ اختیار کریں گیاور تباہ ہو جائینگے دوسرے وہ جو مہدویت کا رنگ اختیار کریں گے۔ مرزا غلام احمد صاحب''

اس حوالہ میں گزشتہ طریق کے عین مطابق **صفحہ نمبر کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔** یہ تحریر **ہرگز حضرت مسیح موعودؑ کی نہیں** اور لکھنے والے بھی نہ مسیح موعودؑ ہیں اور نہ ہی دوسرے خلفاء میں سے کوئی اور۔ بلکہ یہ جلسہ سالانہ کے موقع کی ایک تقریر ہے۔ اصل الفاظ ملاحظہ ہوں:

> ''حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لودھیانہ میں اشتہار لکھا کر کہ میں مسیح موعود اور مثیل مسیح ہوں۔ تو مجھے یہ خطرہ پیدا ہوا کہ جب پہلا مسیح آیا تھا تو موسوی سلسلہ کا خاتمہ ہوا تھا۔ اب محمدی مسیح آ گیا ہے تو گویا محمدی سلسلہ کا خاتمہ ہوگا۔ میں نے یہ بات حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کر دی۔ آپ اس کو سن کر ہنسے اور فرمایا کہ پہلا مسیح صرف مسیح تھا۔ اِس لئے اسکی اُمت گمراہ ہوگئی اور موسوی سلسلہ کا خاتمہ ہوا۔ اگر میں بھی صرف مسیح ہوتا تو ایسا ہی ہوتا۔ لیکن میں مہدی اور محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) کا بروز بھی ہوں اِس لئے میری اُمت کے دو حصے ہوں گے۔ ایک وہ جو مسیحیت کا رنگ اختیار کرینگے اور یہ تباہ ہو جائینگے۔ دوسرے وہ جو مہدویت کا رنگ اختیار کرینگے۔ اور یہ قیامت تک رہینگے۔''

(اخبار ''الفضل'' قادیان 26 جنوری 1916ء صفحہ 10)

یہاں بھی حضرت مسیح موعود کی طرف جو بات منسوب کی گئی ہے اس میں بھی آپ نے اپنے آپ کو حضرت محمد ﷺ کا بروز ہی فرمایا ہے۔ نیز سیاق وسباق میں غیر مبایعین کا ذکر کیا گیا ہے

سرکلر کارروائی 6 اگست 1974ء صفحہ 82-83

''آئینہ کمالات اسلام'' صفحہ نمبر 344 کے حوالہ سے تحریر پیش کی گئی۔

''جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ وہ ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا احترام کرے نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوئی ہے۔ وہ ایک امت بنائے جو اس کو نبی سمجھتی ہو اور اس کی کتاب کو کتاب الٰہی جانتی ہو۔''

اس کے جواب میں فوراً حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ جو شخص کی ضمیر کس طرف جاتی ہے؟ اشارہ واضح تھا مگر اٹارنی جنرل صاحب کو سمجھ نہیں آئی ۔ بہرحال حوالہ مکمل کر کے انہوں نے پوچھا یہ refrence آنحضرتؐ کی طرف ہے یا ان کے اپنے سے مراد ہے؟

اصل حوالہ ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ کا پیش ہے جہاں سے یہ عبارت پیش کی گئی۔

’’یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ دجال اول نبوت کا دعویٰ کریگا پھر خدائی کا۔ اگر اس کے یہ معنی لئے جائیں کہ چند روز نبوت کا دعویٰ کر کے پھر خدا بننے کا دعویٰ کریگا تو یہ معنی صریح باطل ہیں کیونکہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کریگا اس دعویٰ میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سناوے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک امت بناوے جو اس کو نبی سمجھتی اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے۔ اب سمجھنا چاہئے کہ ایسا دعویٰ کرنیوالا اسی امت کے روبرو خدائی کا دعویٰ کیونکر کر سکتا ہے کیونکہ وہ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ تو بڑا مفتری ہے پہلے تو خدائے تعالیٰ کا اقرار کرتا تھا اور خدا تعالیٰ کا کلام ہم کو سناتا تھا اور اب اس سے انکار ہے اور اب آپ خدا بنتا ہے۔ پھر جب اول دفعہ تیرے ہی اقرار سے تیرا جھوٹ ثابت ہو گیا تو دوسرا دعویٰ کیونکر سچا سمجھا جائے جس نے پہلے خدائے تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کر لیا اور اپنے تئیں بندہ قرار دے دیا اور بہت سا الہام اپنے لوگوں میں شائع کر دیا کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے وہ کیونکر ان تمام اقرارات سے انحراف کر کے خدا ٹھہر سکتا ہے اور ایسے کذاب کو کون قبول کر سکتا ہے سو یہ معنے جو ہمارے علماء لیتے ہیں بالکل فاسد ہیں۔ صحیح معنے یہی ہیں کہ نبوت کے دعویٰ سے مراد دخل در امورِ نبوت اور خدائی کے دعویٰ سے مراد دخل در امورِ خدائی ہے جیسا کہ آجکل عیسائیوں سے یہ حرکات ظہور میں آ رہی ہیں۔ ایک فرقہ ان میں سے انجیل کو ایسا توڑ مروڑ رہا ہے کہ گویا وہ نبی ہے اور اس پر آیتیں نازل ہو رہی ہیں۔ اور ایک فرقہ خدائی کے کاموں میں اس قدر دخل دے رہا ہے کہ گویا وہ خدائی کو اپنے قبضہ میں کرنا چاہتا ہے۔ غرض یہ دجالیت عیسائیوں کی اس زمانہ میں کمال درجہ تک پہنچ گئی ہے اور اس کے قائم کرنے کیلئے پانی کی طرح اُنہوں نے اپنے مالوں کو بہا دیا ہے اور کرڑوڑہا مخلوقات پر بد اثر ڈالا ہے۔‘‘

(''آئینہ کمالات اسلام'' مطبوعہ جولائی 1924ء صفحہ نمبر 344۔345)

اس ساری عبارت کو پڑھنے کے بعد یہ ظاہر ہوتا ہے کوئی خاص تیاری نہیں کی گئی تھی اور **ایک حوالہ کو بغیر سیاق وسباق** ملاحظہ کرنے کے اٹارنی جنرل صاحب یہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا اس کی ضمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتی ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اس گستاخی کا تصور تو کوئی عام مسلمان بھی نہیں کرسکتا۔

سرکلر کارروائی 6 اگست 1974ء صفحہ 84

''اربعین نمبر 4'' صفحہ 6 میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر پیش کی گئی۔

''یہ بھی تو سمجھیں کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی''

اسی حوالے سے چند سطر آگے حضور فرماتے ہیں جس سے اس حوالہ کی بخوبی وضاحت ہوجاتی ہے:

> ''ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو، جھوٹی گواہی نہ دو، زنا نہ کرو، خون نہ کرو اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے''۔

(''اربعین نمبر 4'' صفحہ 7-6 باراوّل 15 دسمبر 1900ء)

سرکلر کارروائی 6 اگست 1974ء صفحہ 85

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف منسوب مندرجہ ذیل تحریر کے بارہ میں پہلے کہا گیا کہ یہ '' الفضل'' 26 جنوری 1915ء سے ہے۔ پھر کہا کہ یہ 29 جنوری 1915 کا ہے۔

''مسیح موعود کو احمد نبی اللہ تسلیم نہ کرنا۔ آپ کو امتی قرار دینا۔ امتی سمجھنا گویا آنحضرت ﷺ سید المرسلین اور خاتم النبیین بھی ہیں کو امتی قرار دینا امتوں میں داخل کرنا کفر عظیم ہے۔ کفر در کفر ہے۔''

اگلے ہی لمحے اسی عبارت کو اٹارنی جنرل صاحب نے اس طرح پڑھا

”آپ کو امتی قرار دینا گویا آنحضرت (مرزا صاحب) کو جو سید المرسلین خاتم النبین ہیں، کو امتی قرار دینا، امتوں میں داخل کرنا کفر عظیم ہے کفر در کفر ہے۔“

۷ اگست کو حضرت خلیفہ ثالث نے دوبارہ یہ حوالہ پڑھوایا تو اس تحریر کا پہلا جملہ ”مسیح موعود کو احمد نبی اللہ تسلیم نہ کرنا“، ”مسیح موعود کو ابن نبی اللہ“ بن چکا تھا۔ (صفحہ نمبر 7)

قارئین کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ عرض ہے کہ **یہ سراسر بناوٹی حوالہ ہے اور اسے ”ایجاد“ کیا گیا ہے۔ 29 جنوری کو ”الفضل“ شائع ہی نہیں ہوا** کیونکہ تب ”الفضل“ ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا تھا۔ جیسا کہ فوٹو سٹیٹ سے ظاہر ہے۔

۲۸ جنوری ۱۹۱۵ء جلد نمبر ۲ نمبر ۹۷
۳۱ جنوری ۱۹۱۵ء جلد نمبر ۲ نمبر ۹۸

جب حضور نے ایوان کو بتایا کہ اس روز ”الفضل“ شائع ہی نہیں ہوا تھا تو اٹارنی جنرل صاحب نے کمال سادگی سے فرمایا کہ ۱۹ جنوری میں یا کسی اور اخبار میں چھپا ہو۔ اب یہ کس قدر دیدہ دلیری ہے کہ اخبار چھپا ہی نہیں تو پھر اس پر اٹارنی جنرل صاحب نے تکرار کی کہ ضرور حوالہ تلاش کیا جائے۔ حضرت خلیفہ ثالث نے فرمایا کہ کہیں پر بھی نہیں چھپا۔ اٹارنی جنرل صاحب شرمندہ ہونے کی بجائے پھر بھی ڈٹے رہے کہ شاید کسی جگہ misprint ہو تو حضور کو کہنا پڑا کہ یہ سارا فائل ۱۹۱۵ء کا پڑا ہے، نکال دیں۔ مگر یہ حوالہ ہوتا تو ملتا۔

قارئین کی خاطر ہم نے ۱۹ جنوری اور ۲۶ جنوری ۱۹۱۵ء کے ”الفضل“ بھی نکلوائے۔ وہاں پر یہ تحریر یا اس سے ملتی جلتی کوئی بھی تحریر تلاش کے باوجود ہماری نظر سے نہیں گزر سکی۔

سرکلر کارروائی 6 اگست 1974ء صفحہ 90-91، سرکلر کارروائی 7 اگست 1974ء صفحہ 4

”شریعت نبوت“ صفحہ نمبر 172 سے یہ حوالہ پیش کیا گیا

”شریعت اسلام میں جو نبی کے معنی ہیں۔ اسکے معنی سے اگر مرزا غلام احمد مجازی نبی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔“

”شریعت نبوت“ نام کی کوئی کتاب جماعت میں نہیں چھپی۔ اگلے دن یہی حوالہ ”حقیقت النبوت“ کے صفحہ نمبر 174 کی طرف منسوب کرتے ہوئے عبارت اس طرح کر دی گئی

”اسلامی شریعت نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت غلام ہرگز مجازی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔“

یعنی آج اس حوالہ کی کتاب، صفحہ اور عبارت سب نیا جنم لے چکے تھے۔ بہر حال اس بحث سے مقصد یہ تھا کہ چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی نبی لکھا گیا ہے اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ اس سے مراد صرف یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود بناوٹی نہیں بلکہ اصلی نبی تھے۔ ہر نبی شریعت نہیں لاتا جیسے حضرت سلیمانؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت ایوبؑ وغیرہ یہ سب حقیقی نبی تھی۔ انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود بھی حقیقی نبی تھے۔ بہرحال ''حقیقت النبوت'' کا متعلقہ حوالہ پیش ہے جو خود اپنی وضاحت کر رہا ہے۔

> ''یاد رکھنا چاہیئے کہ نبی ایک اسلامی اصطلاح ہے پس اگر کسی کی نبوت شریعت اسلام کی تاریخ کی رو سے ثابت ہو جائے تو وہ شریعت اسلام کے مطابق نبی ہوگا خواہ لغت یا عوام کے نزدیک حقیقی نبی نہ ہو۔ اگر ایک شخص شریعت اسلام کی اصطلاح کے مطابق نبی ہو اور کسی اور اصطلاح کے رُو سے مجازی نبی۔ تو اس سے اسکے نبی ہونے میں شک نہیں ہوسکتا کیونکہ نبی اصل میں ایک اسلامی عہدہ ہے۔ اسلئے اسلامی اصطلاح کا لحاظ رکھنا ضروری ہوگا۔
>
> حقیقی اور مجازی کی اس تشریح کو سمجھنے کے بعد حضرت صاحب کے اس فقرہ کو لو۔
>
> کہ میں مجازی طور پر نبی ہوں اور حقیقی طور پر نبی نہیں ہوں۔ اور شریعت اسلام کو دیکھو کہ وہ نبی کسے کہتی ہے اور چونکہ شریعت اسلام قرآن کریم ہی ہے اسے جب ہم دیکھتے ہیں تو اس میں نبی کی تعریف یہی معلوم ہوتی ہے کہ جس شخص پر کثرت سے اظہار غیب ہو اور انذاری اور تبشیری رنگ اس کی پیشگوئیوں میں پایا جائے۔ اب یہ دونوں باتیں حضرت مسیح موعود میں پائی جاتی ہیں۔ اور تیسری یہ بات بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکا نام نبی رکھا۔ پس شریعت اسلام نبی کے جو معنے کرتی ہے، اسکے معنے سے حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔ ہاں حضرت مسیح موعود نے لوگوں کو اپنی نبوت کی قسم سمجھانے کیلئے اصطلاحی طور پر نبوت کی جو حقیقت قرار دی ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ وہ شریعت جدیدہ لائے۔ اس اصطلاح کے رُو سے حضرت مسیح موعود ہرگز حقیقی نبی نہیں ہیں بلکہ مجازی نبی ہیں۔ یعنی کوئی جدید شریعت نہیں لائے۔''

(''حقیقۃ النبوت حصہ اوّل'' از حضرت مصلح موعود ۔ اشاعت 1925ء۔ صفحہ 173-174)

سرکلر کارروائی 7 اگست 1974ء صفحہ 9

اپنے پیش کیئے گئے حوالوں پر اٹارنی جنرل صاحب کو اعتبار نہیں تھا۔ ایک دن پہلے پیش کیئے گئے حوالوں کی بابت جب حضور نے استفسار کیا کہ ان کو پڑھ دیں تا میں جواب دے سکوں تو کہنے لگے کہ ”میں یہ verify پھر کرلوں گا۔“

سرکلر کارروائی 7 اگست 1974ء صفحہ 9

صفحہ نمبر 171 کا حوالہ پیش کیا۔ اصل عبارت عربی میں ہے جو یہ ہے ومن فرق بيني وبين المصطفىٰ فما عرفني ومارىٰ پیش کر کے یہ ترجمہ کیا کہ **جو شخص مجھ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق کرتا ہے، اُس نے مجھے نہ مانا اور نہ پہچانا۔** یہاں رای کا لفظ ہے یعنی دیکھا (نہ کہ مانا) اور اب اصل عبارت ملاحظہ ہو جو زور زور سے کہہ رہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سید ولد آدم، سید الانبیاء ہیں۔

ومن فرق بيني وبين المصطفىٰ. فماعرفني ومارأىٰ. وان نبينا صلى الله عليه وسلم كان اٰدم خاتمة الدنياو منتهى الايام . ...وخلق في السماء نجومهاو اقمار ها وشموسها اعنى النفوس المستعدة من الطاهرين المنورين . خلق بعد هذا اٰدم الذى اسمه محمدواحمد وهو سيدولد اٰ دم واتقى واسعدو امام الخليقة .

اور جو شخص مجھ میں اور مصطفےٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔ اور بیشک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا کے خاتمہ کے آدم اور زمانہ کے دنوں کے منتہیٰ تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور آسمان میں ستارے اور چاندوں اور سورجوں یعنی پاکوں کے نفوس مستعدہ کو ظہور میں لانے کے بعد اس نے اُس آدم کو وجود کا خلعت پہنایا جس کا نام محمد اور احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ آدم کی اولاد کا سردار اور خلقت کا امام اور سب سے زیادہ اتقی اور سعید ہے (”خطبہ الہامیہ“۔ ایڈیشن اوّل۔ سن 1319ھ۔ صفحہ 172-171)

اس تحریر سے یہ مطلب نکالنا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود کو آنحضرت ﷺ کے ہم پلہ قرار دیا ہے پرلے درجہ کی شقاوت ہے۔ اردو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شعر ہے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

سرکلر کارروائی 7 اگست 1974ء صفحہ 11، 17

"الفضل" 13 نومبر 1946ء کا حوالہ حضرت مصلح موعود کے ایک خطبہ سے یہ پیش کیا گیا کہ

"میں نے نمائندہ کی معرفت ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسی عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں۔ جس پر اس افسر نے کہا وہ تو اقلیتی مذہبی فرقے ہیں اس پر میں نے کہا پارسی عیسائی مذہبی فرقے ہیں جسطرح ان کے حقوق کو علیحدہ تسلیم کیا گیا ہے اسطرح ہمارے بھی کئے جائیں۔ تم ایک پارسی پیش کرتے ہو۔ میں اسکے مقابلہ میں دو احمدی پیش کرتا جاونگا۔"

کارروائی کے صفحہ نمبر 16 پر یہ حوالہ 13 جنوری 1946ء کا بنا۔ پھر صفحہ نمبر 17 پر اسے 13 جنوری 1944ء کا ظاہر کیا گیا۔

یہ حوالہ "الفضل" 13 نومبر 1946ء سے لیا گیا ہے اور یہ حضرت مصلح موعود کا خطبہ جمعہ فرمودہ 18 اکتوبر 1943ء کا حصہ ہے۔ اگر اس خطبہ کو پڑھ لیا جاتا تو یہ سوال آنا ہی نہیں تھا۔ اس کا عنوان ہے "دہلی کا سفر اور اسکی غرض"۔

سیاق وسباق سے ہٹ کر اس میں دو جملے یہ ثابت کرنے کے لئے یہ پیش کئے گئے کہ پارسیوں کی طرح احمدی بھی علیحدہ Treatment چاہتے ہیں اور اس طرح انہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کیا اور اس کے نتیجہ میں گورداسپور کا ضلع جس میں قادیان بھی واقع تھا۔ ہندوستان کے ہاتھ چلا گیا۔

اصل خطبہ کو پڑھ لینے سے تمام بات کھل جاتی ہے اور ایک ادھورا حوالہ پیش کر کے جو تاثر پیدا کرنے کی بھونڈی کوشش کی گئی وہ زائل ہو جاتا ہے۔ اصل معاملہ یہ تھا جب یہ بحث چلی کہ کونسے علاقے پاکستان میں آئیں گے تو اس وقت ضلع گورداسپور میں مسلم اور غیر مسلم تناسب ۵۱ اور ۴۹ کا تھا اور اس اکیاون فیصدی میں احمدی بھی شامل تھے، ہندوؤں اور پاکستان مخالفین نے یہ چال چلی کہ احمدیوں کو غیر مسلم ثابت کیا جائے تو یہ تناسب خود بخود الٹ جاتا ہے۔ اس فتنہ سے نپٹنے کے لئے مسلم لیگ کے مشورہ سے یہ پلان تیار کیا گیا اور سوال اٹھایا گیا تم پارسیوں کو علیحدہ حق دیتے ہو اور ہمیں کیوں نہیں دیتے۔ مسلم لیگ نے کہا کہ اس سے ہمیں فائدہ پہنچے گا۔

حضور نے دہلی کے اس سفر کی ایک اور غرض بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا:

> "میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ ممکن ہے برطانوی حکومت اس غلطی میں مبتلا ہو کہ اگر مسلم لیگ کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو مسلمان قوم بحیثیت مجموعی ہمارے خلاف نہیں ہوگی۔ بلکہ ایسے مسلمان

جو لیگ میں شامل نہیں اور ایسی جماعتیں جو لیگ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتیں، ان کو ملا کر وہ ایک منظّم حکومت ہندوستان میں قائم کر سکے گی۔ اس خیال کے آنے پر میں نے مزید سوچا اور فیصلہ کیا کہ ایسے لوگ جو لیگ میں شامل نہیں یا ایسے لوگ جنہیں تعصب کی وجہ سے لیگ والے اپنے اندر شامل کرنا پسند نہیں کرتے۔ جیسے احمدی کہ ان کو تعصب کی وجہ سے لیگ میں شامل کرنا پسند نہیں کیا جاتا۔ ان دونوں قسم کے لوگوں کو چاہیئے کہ آپس میں مل جائیں اور مل کر گورنمنٹ پر یہ واضح کر دیں کہ خواہ ہم لیگ میں نہیں۔ لیکن اگر لیگ کے ساتھ حکومت کا ٹکراؤ ہوا۔ تو ہم اس کو **مسلمان قوم کے ساتھ ٹکراؤ** سمجھیں گے اور جو جنگ ہوگی، اس میں ہم بھی لیگ کے ساتھ شامل ہوں گے۔ یہ سوچ کر میں نے چاہا کہ ایسے لوگ جو اثر رکھنے والے ہوں۔ خواہ اپنی ذاتی حیثیت کی وجہ سے اور خواہ قومی حیثیت کی وجہ سے، ان کو جمع کیا جائے۔ دوسرے میں نے مناسب سمجھا کہ کانگرس پر بھی اس حقیقت کو واضح کر دیا جائے کہ وہ اس غلطی میں مبتلا نہ رہے کہ مسلمانوں کو پھاڑ پھاڑ کر وہ ہندوستان پر حکومت کر سکے گی۔ اسی طرح نیشنلسٹ خیالات رکھنے والوں پر بھی یہ واضح کر دیا جائے کہ وہ کانگرس کے ایسے حصوں کو سنبھال کر رکھیں اور ان کے جوشوں کو دبائیں جن کا یہ خیال ہو کہ وہ مسلمانوں کو دبا کر یا ان کو آپس میں پھاڑ پھاڑ کر حکومت کر سکتے ہیں۔‘‘

(’’الفضل‘‘ 13 نومبر 1946ء کالم نمبر 1 تا 3)

سرکلر کارروائی 7 اگست 1974ء صفحہ 12

"Impact International" نامی رسالہ کے شمارہ ۱۴ تا ۲۷ جون ۱۹۷۴ کا ایک طویل اقتباس جناب اٹارنی جنرل صاحب نے پڑھا جس کے مصنف کا ان کو علم تھا اور نہ ہی اس رسالہ کی حیثیت کے بارہ میں علم تھا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ اس تحریر کا ہم سے کیا تعلق ہے؟ تو انھوں نے کمال سادگی سے فرمایا کہ nothing i don't say you have anything۔

چنانچہ سرکلر سے متعلقہ مکالمہ درج کیا جاتا ہے:

Mirza Nasir Ahmad:Who is the Writer?

Attorney General:I really do not know .

Mirza Nasir Ahmad: What is the Standing of this publication?

Attorney General: May be nothing at all sir.

Mirza Nasir Ahmad: Have we anything to do with this:

Attorney General:Nothing you have anything to do with it. I do not say you have anything to do, or it is your publication or it is authoritative pronouncment of Ahmadis.

یہ ایک مضحکہ خیز صورتحال ہے کہ ایک مخالفانہ تحریر کو جس کے مصنف کا بھی پتہ نہیں، ایک غیر معیاری جریدہ سے اٹھا کر اس کے حوالے سے سوال جڑ دیا جائے۔ بہر حال چونکہ اس کا تعلق باؤنڈری کمیشن سے تھا۔ ان اعتراضات کا جواب علیحدہ پیش کیا جا رہا ہے۔

سرکلر کارروائی 7 اگست 1974ء صفحہ 20 تا 24

یسوع مسیح کے بارہ میں الزامی جوابات کو پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ حضرت عیسی کی نعوذ باللہ توہین کی گئی ہے۔ اس کا جواب بھی علیحدہ دیا جا رہا ہے۔

سرکلر کارروائی 7 اگست 1974ء صفحہ 28

7 اگست کی کارروائی میں خود اٹارنی جنرل صاحب نے یہ نشان دہی فرمائی کہ جو ریکارڈ مرتب کیا جا رہا ہے، **اس میں بہت سی اغلاط ہیں**۔ اور اس کی مثالیں بھی انہوں نے پیش کی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرکلرز مرتب کرنے والوں سے بہت سی فاش اغلاط اس ریکارڈ میں سرزد ہوئیں۔

سرکلر کارروائی 7 اگست 1974ء صفحہ 29 تا 36

حضرت علیؓ، حضرت امام حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ کے حوالے اٹارنی جنرل نے وہی سوالات کئے جو مخالف علماء کی طرف سے کئے جاتے ہیں کہ بعض تحریرات میں حضرت مسیح موعودؑ نے ان بزرگوں کی توہین کی ہے اور یہ نام نہاد الزام کو ثابت کرنے کے لئے وہ بعض تحریروں کے حوالے توڑ مروڑ کر یا سیاق و سباق سے بالکل علیحدہ پیش کرتے ہیں

۔ان الزامات سے متعلق ہم کوئی جواب نہیں لکھتے کہ اس بارہ میں علیحدہ آرٹیکل شامل کیا جارہا ہے۔

سرکلر کارروائی 7 اگست 1974ء صفحہ 43

''اعجاز احمدی''۔ صفحہ 71۔ سے یہ اعتراض کیا گیا کہ

''نبی کے لئے چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج گرہن دونوں۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔''

یہاں بھی مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ جیسے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو حضرت نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں پیش کیا ہے۔

اصل اشعار عربی یہ ہیں۔

له خسف القمر المنير وان لی　　غسا القمران المشرقان اتنکر

اُسکے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کریگا۔

اس کے بعد اشعار ہیں۔

اذا القوم قالو ا یدعی الوحی عامدا　　عجبت فانی ظل بدر ینور

جب قوم نے کہا کہ یہ تو عمداً وحی کا دعوی کرتا ہے، میں نے تعجب کیا کہ میں تو رسول اللہ ﷺ کا ظل ہوں۔

و انی لظل ان یخالف اصله　　فما فيه فی وجھی یلوح و یزھر

اور سایہ کیونکر اپنے اصل سے مخالف ہوسکتا ہے پس وہ رروشنی جو اس میں ہے وہ مجھ میں چمک رہی ہے۔

(''اعجاز احمدی''۔ صفحہ 71)

اب اس میں کہاں تقابل ہے؟

سرکلر کارروائی 7 اگست 1974ء صفحہ 49-50

7 اگست کی شام کو ایک بار پھر سوالات اٹھانے والی ٹیم کو ان حوالہ جات کو پیش کرنے میں دشواری پیش آنے لگی جن کو وہ خود بطور دلیل پیش کر رہے تھے۔ وہ جو حوالہ جات تیار کر کے آئے تھے وہ وقت پر مل نہیں رہے تھے۔ سپیکر صاحب نے ایک مرتبہ پھر ہدایت دی کہ جو حوالہ اٹارنی جنرل صاحب پڑھ رہے ہوں اس کے متعلقہ صفحہ پر متعلقہ عبارت کو Underline کر کے ان کے آگے رکھا جائے۔ اغلباً خفت کو کم کرنے کے لیے مولانا شاہ احمد نورانی

صاحب نے یہ مہمل سی وضاحت پیش کی:۔

”میرے خیال میں تھوڑی سی Misunderstanding ہوئی ہے۔آپ اس پر غور فرمالیں کہ انہوں نے جو یہاں کتابیں رکھی ہوئی ہیں یہ وہ ہیں جو ربوہ کی چھپی ہوئی ہیں اوران پر نشان لگا ہوا ہے۔جن کتابوں میں سے حوالے دیئے گئے ہیں وہ ان کی اپنی ذاتی ہیں۔“

اب یہ عجیب وضاحت تھی۔سوال کرنے والے جن کتابوں سے حوالے پیش کرر ہے تھے وہ انہوں نے خودتو شائع نہیں کی تھیں ۔وہ بھی تو جماعت کی شائع کی ہوئی تھیں۔اور وہ ان کو بھی کارروائی کے دوران پیش کر سکتے تھے۔اب سپیکر صاحب نے جواب دیا

The books are available for the last two days

(یعنی دودن سے یہ کتابیں یہاں پر دستیاب ہیں۔اورظاہر ہے کہ جب دودن سے یہ کتب وہاں پر موجود تھیں۔جس کتاب کی جس جگہ سے حوالہ پیش کرنا مقصود تھا،اس پر نشان لگا کر پیش کرنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔)

اس پر نورانی صاحب فرمانے لگے”چھاپے خانے کا فرق ہوتا ہے“۔اب اگرایک ایڈیشن کا حوالہ دیا جائے گا اوردوسرے ایڈیشن کی کتاب ڈھونڈ کراس صفحہ پر حوالہ ڈھونڈا جائے گا تو پھر شرمندگی تو اُٹھانا ہی پڑے گی۔اس لئے حوالہ دیتے وقت یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ حوالہ کس ایڈیشن سے نوٹ کیا گیا ہے اور سامنے کون سا ایڈیشن پڑا ہے۔اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا حوالہ دیتے ہوئے تو یہ مشکل ہونی ہی نہیں چاہئے تھی کیونکہ جب”روحانی خزائن“ کے نام سے کتب کا مجموعہ شائع ہوا تو اس میں پہلے ایڈیشن کے صفحات بھی ایک طرف لکھے ہوئے ہیں۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ مختلف ایڈیشن کا معاملہ نہیں تھا،حوالے ہی غلط پیش کئے جا رہے تھے۔سپیکر صاحب کی جھنجلاہٹ جاری تھی وہ کہنے لگے۔

You should check it up

یعنی آپ کو چاہیئے کہ اسے چیک کریں۔

اس مرحلہ پر سپیکر نے اعلان کیا کہ اب تک کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ہم چھ بجے دوبارہ کارروائی شروع کریں گے۔جب حضورانوراراکینِ وفد کے ہمراہ ہال سے تشریف لے گئے تو سپیکر نے اراکینِ اسمبلی کو رکنے کا کہا اور ایک بار پھر حوالہ جات کو نہ ملنے کے مسئلہ پر بات شروع کی۔ابھی انہوں نے جملہ مکمل نہیں کیا تھا کہ اٹارنی جنرل صاحب نے کہا۔

’’ایڈیشن جو پڑے ہیں اس میں اور حوالہ جات ہیں اور وہاں کچھ اور ہیں۔ ان میں نہیں ہیں۔‘‘

جیسا کہ پہلے وضاحت کی جا چکی ہے یہ بالکل بودا عذر تھا۔ اب سپیکر صاحب کا پیمانہ صبر لبریز ہو رہا تھا۔ انہوں نے کہا:

“It takes about ten fifteen minutes to dig out a reference.”

(یعنی ایک حوالہ تلاش کرنے میں تقریباً دس پندرہ منٹ لگتے ہیں۔)

اور پھر کہا:

"Now after the adjournment those members who have given references in thier questions should arrange the referenced books properly. اگر حوالہ جات پوچھنے ہیں۔ The change of edition is no excuse"

(یعنی اب وقفہ کے بعد وہ ممبران جنہوں نے اپنے سوالات میں حوالے دیئے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ جس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے اس کا انتظام کر کے رکھیں۔ ایڈیشن کی تبدیلی کوئی عذر نہیں ہے۔)

’’اگر آپ نے اپنا کام دکھانا ہے تو وہ حوالہ جات تلاش کر کے دیں۔ یہ نہیں کہ تلاش کرنے میں آدھا گھنٹہ لگ جائے۔ or you say یہ Reference نہیں ہے۔ یہ غلط دیا ہے۔ کتاب نہیں ہے۔ یہ Exist نہیں کرتی۔‘‘ (سرکلر کارروائی 7 اگست 1974ء صفحہ 49-50)

سرکلر کارروائی 7 اگست 1974ء صفحہ نمبر 110

’’انجام آتھم‘‘ حاشیہ ص ۷ سے یسوع مسیح کے بارہ میں حوالہ پڑھتے ہوئے اٹارنی جنرل نے کہا کہ بریکٹ میں مسیح علیہ السلام does not exist in Injeel or Bible or in Quran Shareef

جبکہ اس حوالے میں کوئی بریکٹ نہیں اور **یہ الفاظ ہیں ہی نہیں**۔ یہ الفاظ اس شخص نے لکھے تھے جس نے اٹارنی جنرل کو سوال بنا کر پیش کیا تھا۔

سرکلر کارروائی 7 اگست 1974ء صفحہ 112

سرکلر کے صفحہ ۱۱۲ پر مکتوب احمدیہ ص 21/24 کا حوالہ دیا گیا ہے۔ **اس نام کی کوئی کتاب ہی نہیں۔**

سرکلر کارروائی 8 اگست 1974ء صفحہ 22A

''کتاب البریہ'' صفحہ ۷۸۔۷۹ میں مذکور حضرت مسیح موعودؑ کے ایک کشف کا ذکر کیا گیا جس میں حضور نے دیکھا کہ

''میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں''

اس سے یہ مطلب اخذ کیا گیا کہ خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ بھی پوری عبارت میں سے ایک فقرہ اٹھا کر غلط تاثر دینے کی کوشش کی گئی۔ کشف کی عبارت اس طرح ہے:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف میں تحریر فرماتے ہیں:۔

> ''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہو گیا ہوں۔ یا اس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبا لیا ہو اور اسے اپنے اندر بالکل مخفی کر لیا ہو یہاں تک کہ اس کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہ گیا ہو۔ اس اثناء میں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کر لیا۔ یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اس کے اعضاء اور میری آنکھ اس کی آنکھ اور میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان بن گئی تھی۔ میرے رب نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ اس کی قدرت اور قوت مجھ میں جوش مارتی اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگائے گئے اور سلطانِ جبروت نے میرے نفس کو پیس ڈالا۔ سو نہ تو میں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔۔۔۔''

اب اس میں خدائی کا دعویٰ تو بہر حال نہیں کیا گیا۔ کیونکہ خواب اور کشف تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ اور علم تعبیر الرؤیاء کی رو سے کشف میں خدا بننے کی تعبیر یہ ہوتی ہے کہ خواب دیکھنے والا شخص راستی پر قائم ہے۔

اس کشف کو حضور نے پہلے میں بیان فرمایا تھا اور اسی کے حوالہ سے ''کتاب البریہ'' میں ذکر فرمایا ہے۔ ''آئینہ کمالات اسلام'' میں کشف کے ساتھ ہی حضور نے خود یہ امر تجویز فرمایا ہے کہ اس کشف سے وہ عقیدہ مراد نہیں جو وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں کا مذہب ہے اور نہ وہ مطلب نکلتا ہے جو حلولی عقائد رکھنے والوں کا مذہب ہے۔ ان اعتراض کرنے والوں کو ''صحیح بخاری کتاب الرقاق باب التواضع'' کی وہ حدیث یاد نہ رہی جس میں یہ ذکر ہوا ہے جب بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے تو میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

سرکلر کارروائی 8 اگست 1974ء صفحہ 24

مندرجہ ذیل حوالہ اٹارنی جنرل صاحب نے پڑھا

''مجھے اللہ تعالیٰ کہتا ہے (حوالہ) وہ خوبصورت عورت ہے''۔

مگر ساتھ ہی کہا کہ ''ایک جگہ اخبار ''الفضل'' اور کوئی نہیں ہے، پتا نہیں کون سا حوالہ ہے، بتا دوں گا۔''

بہرحال حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا ''نہ ہمارے علم میں کوئی چیز ہے، نہ ہمارے بزرگوں کے علم میں ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ **کس نے یہ حوالہ بنایا''**

حد ہے کہ ایک مؤقر اسمبلی میں ایک نہایت اہم معاملہ زیر فیصلہ ہے اور انہی سوال و جواب کی بناء پر بظاہر فیصلہ کرنا ہے۔ مگر حوالہ کہاں کا ہے، کون سی اخبار کا ہے، اُس اخبار کا نام کیا ہے۔ اُسکا ہے بھی نہیں؟؟۔ اور فقرہ کیا ہے اور اس پر اعتراض کیا کرنا ہے؟ خود اٹارنی جنرل صاحب کے علم میں بھی نہیں۔ ایک بے معنی فقرہ ہے، اور سوال کیا جا رہا ہے۔ یاللعجب ۔۔۔۔!!

سرکلر کارروائی 8 اگست 1974ء صفحہ 26

8 اگست کو جماعتی وفد کے اسمبلی سے جانے کے بعد جب **بعض** ممبران نے غلط حوالوں اور عبارتوں پر اپنی گت بنتے دیکھ کر واویلا کیا کہ مرزا صاحب Explaination شروع کر دیتے ہیں۔ تو اٹارنی جنرل صاحب کو کہنا پڑا

" Sir, if I may respectfully submit, explanations are different;

you may or may not accept, but I would request the honourable members not to supply me loose balls."

اور چونکہ چیئر مین صاحب دیکھ چکے تھے کہ بار بار غلط حوالے پیش کئے جا رہے ہیں۔ تو انہوں نے اپنے تاثرات بلکہ بے بسی کا اظہار اس طرح کیا۔

" Yes, there also I have said.

یعنی حوالہ جات یہ حوالہ جات یا کتابچوں یا پمفلٹ سے لکھے ہوئے ہیں۔ اس کی بجائے حوالہ جات پیش کرنے کا best طریقہ یہ ہے کہ یہ کتابیں پڑھیں۔ ان کی وہاں سے کتاب اٹھائیں اور وہاں مارک کریں کہ یہ آپ کا لکھا ہوا ہے۔ وہ جو ہمارے question ہیں ان سے نکلتے ہی نہیں ہیں۔'' اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہی گھسے پٹے اعتراضات مخالفین نے اپنے سائل سے نقل کر کے دے دیئے تھے اور اصل مأخذ یا کتب کو دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی تھی ورنہ چیئر مین صاحب کو ایسا کہنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ اگر وہ ایسا کر لیتے تو حقائق اُن کے سامنے واضح ہو جاتے۔ لیکن شاید وہ ایسا کرنا ہی نہیں چاہتے تھے کیونکہ اُنہیں تو دماغ، کان، آنکھیں بند کر کے صرف اعتراض کرنا تھا اور بس۔

ضمناً یہ بھی عرض کر دیں کہ اسی بحث میں ایک فاضل رکن نے جو سوالات مرتب کرنے والی ٹیم کے سر کردہ رکن تھے (مولانا ظفر احمد انصاری صاحب) یہ لاجواب تجویز دی کہ ''صرف کوئی فقرہ کہہ کر یہ پوچھ لیا جائے کہ یہ ''الفضل'' میں ہے یا نہیں''۔ اب قارئین خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ روزنامہ ''الفضل'' جو سال میں سینکڑوں مرتبہ چھپتا تھا اور جو ساٹھ پینسٹھ سال سے چھپ رہا تھا، اُس میں سے کسی کو یاد ہو گا کہ یہ فقرہ ہے یا نہیں۔۔۔! ظاہر ہے کہ نہ تو تحقیق کی گئی اور نہ ہی حوالے ڈھونڈنے کی کوشش!!

اس کی تائید جناب مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب نے بھی کی کہ ''جو سوال بڑا اہم ہو، جس کا ریکارڈ پر آنا ضروری ہو، اُس میں اتنا ہی پوچھا جائے کہ یہ مرزا صاحب نے یا مرزا محمود نے کہا ہے یا نہیں۔ ان کو تقریر کا خواہ مخواہ موقع دینا اور تبادلہ خیال اُن کا آدھ گھنٹہ سنیں۔ ہم اُن کی تقریریں سننے کے لیئے یہاں نہیں بیٹھے رہتے۔ اس لئے سوالات کی طرز یہ ہونی چاہیئے کہ یہ لکھا ہے یا نہیں۔ اور یہ بات درست ہے یا نہیں۔ اس سے آگے ضرورت نہیں ہے۔''

جناب چیئر مین نے ان کی اس بات سے اتفاق کیا اور کمال ادب سے کہا ''ٹھیک ہے''

سرکلر کارروائی 8 اگست 1974ء صفحہ 30

اسی دن ایک مرتبہ پھر اٹارنی جنرل صاحب نے اعتراف کیا کہ انہیں **حوالے نہیں مل** رہے۔ (صفحہ 30)

سرکلر کارروائی 8 اگست 1974ء صفحہ 39

"میرے مخالف بیابانوں کے خنزیر ہوں گے۔ اُن کی عورتیں کُتیوں سے بڑھ گئیں۔"

اٹارنی جنرل صاحب نے **سیاق وسباق کے بغیر** عبارت **مسلمانوں** کی طرف **منسوب** کر دی حالانکہ اس کے مخاطب **مسلمان** نہیں تھے وہ عیسائی ہیں جو اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے۔

سرکلر کارروائی 8 اگست 1974ء صفحہ 41-40

پھر "آئینہ کمالات اسلام" صفحہ ۵۴۷ عربی کا حوالہ پیش کیا گیا جس کا ترجمہ مولانا مفتی محمود نے یہ کیا

"یہ وہ کتابیں ہیں جن کو دیکھ کر مسلمان محبت اور مؤدت کی آنکھ سے اور اس کے علوم سے نفع اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے مگر وہ لوگ جو کنجریوں کی اولاد ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے مہر لگا دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔ ترجمہ"

پورا حوالہ اس طرح ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔

> **" تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبة والمودة وینتفع من معارفھاو یقبلنی ویصدق دعوتی. الاذریة البغایا الذین ختم الله علی قلوبھم فھم لا یقبلون."**

("آئینہ کمالاتِ اسلام" صفحہ 548-547)

"آئینہ کمالاتِ اسلام" میں **اردو کا ترجمہ موجود نہیں ہے۔** محض مسلمانوں کو اشتعال دینے کے لیے ذریۃ البغایا کا غلط مفہوم پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں بھی علم ہی نہیں تھا کہ ذریۃ البغایا ایک عربی کا محاورہ ہے اور یہ سرکش لوگوں کے لیئے استعمال ہوتا ہے مگر اپنے ذہنوں کے گند نکالتے ہوئے یہ معنے کئے گئے کہ "کنجریوں کی اولاد"۔ بہر حال مخالفین کے لئے سخت کلامی اور گالیاں دینے کے بارہ میں علیحدہ باب میں جواب دیا جا رہا ہے۔

سرکلر کارروائی 8 اگست 1974ء صفحہ 45

’’انوارالاسلام‘‘ کا حوالہ دیتے ہوئے **معین صفحہ نمبر** دینے کی بجائے کہا ’’صفحہ 30 or 34 ‘‘

Page may verify.......!

اوراس میں یہ اعتراض اٹھایا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے۔

’’جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا، صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔‘‘ اس طرح حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں کو گالی دی ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ کتاب کا نام ’’انوار اسلام‘‘ ہے نہ کہ ’’انوارالاسلام‘‘۔ یہاں بھی سیاق وسباق سے بالکل اعراض کرتے ہوئے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ اس میں بھی مسلمان مراد ہیں حالانکہ ساری کتاب کو اور مضمون کو پڑھنے کے بعد واضح ہوتا ہے یہاں تذکرہ عیسائی مناد عبداللہ آتھم اور اسکے حواری عیسائی مبلغین اور دشمنانِ اسلام کا ہو رہا ہے۔ اصل تحریر اس طرح ہے۔

> ’’اب اس سے زیادہ صاف اور کون فیصلہ ہوگا کہ ہم دو کلموں کے مول میں خود امرتسر میں جا کر دو ہزار روپیہ دیتے ہیں۔ مسٹر عبداللہ آتھم اگر درحقیقت مجھے کاذب سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ ایک ذرہ بھی اس نے اسلامی عظمت کی طرف رجوع نہیں کیا تو وہ ضرور بلاتوقف عبارت مذکورہ بالا کے موافق اقرار کر دے گا کیونکہ اب تو وہ اپنے تجربہ سے جان چکا کہ میں جھوٹا ہوں اور مسیح کی حفاظت کو اس نے مشاہدہ کر لیا پھر اس مقابلہ سے اس کو کیا خوف ہے کیا پہلے پندرہ مہینوں میں مسیح کی حفاظت کو اس نے مشاہدہ کر لیا پھر **اس مقابلہ سے اس کو کیا خوف ہے۔** کیا پہلے پندرہ مہینوں میں مسیح زندہ تھا اور مسٹر عبداللہ آتھم کی حفاظت کر سکتا تھا اور اب مر گیا ہے اس لئے نہیں کر سکتا جبکہ عیسائیوں نے اپنے اشتہار میں یہ کہہ کے اعلان دیا ہے کہ خداوند مسیح نے مسٹر عبداللہ آتھم کی جان بچائی تو پھر اَب بھی خداوند مسیح جان بچائے گا۔ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اَب مسیح کے خداوند قادر ہونے کی نسبت مسٹر عبداللہ آتھم کو کچھ شک اور تردد پیدا ہو جائے اور پہلے وہ شک نہ ہو بلکہ اب تو بہت یقین چاہیئے کیونکہ اس کی خداوندی اور قدرت کا تجربہ ہو چکا اور نیز ہمارے جھوٹ کا تجربہ۔ لیکن یاد رکھو کہ مسٹر عبداللہ آتھم اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ یہ سب باتیں جھوٹ ہیں کہ اس کو مسیح نے بچایا جو خود مر چکا۔ وہ کس کو بچا سکتا ہے اور جو مر گیا وہ قادر کیونکر اور خداوند کیسا بلکہ سچ تو یہ

ہے کہ سچے اور کامل خدا کے خوف نے اس کو بچایا اگر اب نادان عیسائیوں کی تحریک سے بیباک ہو جائے گا۔ تو پھر اس کامل خدا کی طرف سے بیباکی کا مزہ چکھے گا۔ غرض اب ہم نے فیصلہ کی صاف صاف راہ بتا دی اور جھوٹے سچے کے لئے ایک معیار پیش کر دیا۔ اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم اور حیا کام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا **اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔** پس حلال زادہ بننے کے لئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے اور عیسائیوں کو غالب اور فتحیاب قرار دیتا ہے تو میری اس حجّت کو واقع طور پر رفع کرے جو میں نے پیش کی ہے۔ پس اس پر کھانا پینا حرام ہے اگر وہ اس اشتہار کو پڑھے اور مسٹر عبداللہ آتھم کے پاس نہ جائے اور اگر خداوند تعالیٰ کے خوف سے نہیں تو اس گندے لقب کے خوف سے بہت زور لگا دے کہ تا وہ کلمات مذکورہ کا اقرار کر دے اور تین ہزار روپیہ لے لے اور یہ کارروائی کر دکھاوئے پھر اگر عبداللہ آتھم میعاد قرار دادہ سے بچ جائے تو بے شک تمام دنیا میں مشہور کر دے کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی ورنہ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے اور ظلم اور ناانصافی کی راہوں سے پیار کرتا رہے۔ اگر کسی کو ایسا ہی اسلام سے بغض اور عیسائیت کی طرف میل ہے اور بہت صورت عیسائیوں کو فتحیاب بنانا چاہتا ہے تو اب اس راہ کے سوا اور تمام راہیں بند ہیں نہ ہم کسی کو ولد الحرام کہتے نہ حرام زادہ نام رکھتے بلکہ جو شخص ایسے سیدھے اور صاف فیصلہ کو چھوڑ کر زبان درازی سے باز نہیں رہے گا وہ آپ یہ تمام نام اختیار کرے گا۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بے شک اسلام کی فتح ہوئی اور دین محمدیؐ ہی غالب رہا اور عیسائی ذلیل ہوئے اور جو شخص اس فتح کو نہیں ماننا چاہے کہ وہ اس طریق اور فیصلہ کی راہ سے ہم کو ملزم کرے اور اس فیصلہ کی راہ سے ہم کو جھوٹا اور مغلوب قرار دے ورنہ بجز اس کے کیا کہیں کہ یک د وخطا سویم مادر بخطا''

(''انوارِ اسلام'' صفحہ 31-32)

سرکلر کارروائی 8 اگست 1974ء صفحہ 79&67

’’کلمۃ الفصل‘‘ کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو بار بار وضاحت کرنا پڑی کہ یہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جو جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ تھے، **کی تحریر نہیں** ہے۔ سوال کرنے والے نے اسے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی طرف منسوب کیا تھا۔ درحقیقت یہ کتاب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی ہے۔

سرکلر کارروائی 8 اگست 1974ء صفحہ 99-100

حضرت مصلح موعود کی تقریر جلسہ سالانہ 1915ء ’’انوار خلافت‘‘ میں سے صفحہ 62 اور صفحہ 65 کی یہ تحریریں پیش کی گئیں۔

’’انہوں نے خدا تعالیٰ کی قدر کو نہیں سمجھا اور یہ سمجھ لیا کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے اس لئے کسی کو کچھ نہیں دے سکتے اسی طرح یہ کہتے ہیں کہ خواہ کتنا ہی زہد میں بڑھ جائے اور پرہیزگاری اور تقویٰ میں کئی نبیوں سے آگے گزر جائیں اور معرفت الٰہی کتنی ہی حاصل کرلے تو خدا اسے کبھی نبی نہیں بنائے گا کبھی نبی نہیں بنائے گا اور ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کا بہانہ ہے ورنہ ایک نبی کیا میں کہتا ہوں کہ۔۔۔۔ ہوں گے۔ ہوں گے۔‘‘

’’وہ تو مخالفت سے ڈرتے ہیں لیکن اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا کہ تو جھوٹا کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔‘‘

یہاں بھی **سیاق وسباق سے ہٹ کر** دو فقرے نکال کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور بھی نبی آسکتے ہیں۔ حضرت خلیفہ ثالث نے فرمایا کہ یہاں امکان کی بات ہو رہی ہے۔ باقی ہمارے عقیدے کے مطابق وہ امتی نبی امت محمدیہ میں آسکتا ہے جس کی بشارت خود حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہو۔

ہر دو تحریرات کو جو دراصل جماعت احمدیہ غیر مبائعین کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد کی گئیں۔ سیاق وسباق اس طرح ہے۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اپنے متعلق لکھتے ہیں کہ:۔

’’خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کیلئے کہ میں اُس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر

نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں۔ تو اُن کی بھی اُن سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا۔ اور شیطان کا مع اپنی ذریت پر آخری حملہ تھا۔ اس لیے خدا نے شیطان کو شکست دینے کیلئے ہزار ہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے‘‘ (’’چشمہ معرفت‘‘ صفحہ 317)

لیکن کتنے تعجب کی بات ہے کہ ایک ایسا انسان جس پر اتنے نشانات اُترے کہ اُن سے ہزاروں نبیوں کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے، وہ خود نبی نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے یہ سب باتیں اپنے پاس سے بنالی ہیں اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی قدر کو نہیں سمجھا۔

خدا تعالیٰ کافروں کی نسبت قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ما قدرو الله حق قدره۔ یعنی اُنہوں نے خدا تعالیٰ کی قدر کو نہیں سمجھا۔ اور یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے۔ اسی لیے کسی کو کچھ نہیں دے سکتا۔ اسی طرح یہ کہتے ہیں خواہ کتنا ہی زہد اور اتقا میں بڑھ جائے۔ پرہیز گاری اور تقویٰ میں کئی نبیوں سے آگے گذر جائے۔ معرفت الٰہی کتنی ہی حاصل کر لے۔ لیکن خدا اُس کو کبھی نبی نہیں بنائے گا۔ اور کبھی نہیں بنائے گا۔ اُن کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے۔ اور ایک ایسا انسان جو اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے جو حضرت یحییٰ اور یوحنا وغیرہ انبیاء کا تھا۔ وہ نبی بن سکتا ہے۔ وہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق کہتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اب بھی نبی بن سکتا ہے۔ دنیا میں جب اور گمراہی اور بے دینی پھیل سکتی ہے تو نبی کیوں نہیں آ سکتا۔ جس جس وقت ضلالت اور گمراہی پھیلتی رہی ہے اور لوگ خدا تعالیٰ کو بھلا دیتے رہے ہیں اور فسق و فجور میں پھنس جاتے رہے ہیں۔ اُسی وقت نبی آتا رہا ہے۔ اسی طرح اب بھی جب ایسا ہوگا کہ دنیا خدا تعالیٰ کو چھوڑ دے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھلا دے گی اور گند اور پلیدیوں میں مبتلا ہو جائے گی۔ اُس وقت نبی آئے گا اور ضرور آئے گا۔ لیکن وہ کوئی اور شریعت نہیں لائے گا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کو پھیلائے گا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی نبی آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور شریعت لائے۔ کیونکہ آپؐ کی شریعت قیامت تک کے لیے ہے۔ اس لئے جو نبی بھی آئے گا۔ اسی کے اندر آئے گا اور اسی کو آ کر پھیلائے گا۔‘‘

(’’انوار خلافت‘‘ صفحہ 62-63)

پھر فرماتے ہیں۔:

’’ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا خواہ وہ آپ کے فیض سے ہی کیوں نہ نبی بنے، آپ کی ہتک ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ان لوگوں کا یہ کہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے کیوں کہ نبوت تو خدا تعالیٰ کی رحمت ہے جو وہ اپنے بندوں پر نازل کیا کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ رسول ہیں جو سارے جہان کیلئے رحمت ہو کر آئے تھے۔ لیکن آپ کے آنے پر کہا جاتا ہے کہ اَب خدا تعالیٰ نے وہ سارے فیض بند کر دیئے ہیں۔ جو آپ سے پہلے اپنے بندوں پر کیا کرتا تھا۔‘‘ (’’انوار خلافت‘‘ صفحہ 63-64)

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر یہ ایک ایسا زبردست حملہ ہے کہ جو ابھی تک کسی عیسائی یا آریہ نے بھی نہیں کیا۔ کیونکہ وہ درحقیقت آپ سے دشمنی رکھتے ہیں اور آپ کو رحمت نہیں بلکہ زحمت سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ آپ کو رحمت سمجھ کر پھر یہ درجہ دیتے ہیں۔ اور وہ جو دوسروں کے درجہ کو بڑھانے آیا تھا، اُس کے درجہ کو گھٹاتے ہیں۔ مگر ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہتک کو ایک منٹ کیلئے بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی کہیں گے تو لوگ ہماری مخالفت کریں گے اور ہمیں دکھ دیں گے۔ میں کہتا ہوں۔ حضرت مرزا صاحب کو نبی نہ کہنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک ہے۔ جس کو ہم کسی مخالفت کی وجہ سے برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ تو مخالفت سے ڈراتے ہیں لیکن اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو میں اُسے کہوں گا۔ تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آ سکتے ہیں اور ضرور آ سکتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہی ایسی ہے کہ آپ کے ذریعہ سے نبوت حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ نے رحمت اللعالمین ہو کر رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں اس لیے اب ایک انسان ایسا نبی ہو سکتا ہے جو کئی پہلے انبیاء سے بھی بڑا ہو مگر اس صورت میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو۔‘‘

(’’انوار خلافت‘‘ صفحہ 64-65)

سرکلر کارروائی 9 اگست 1974ء صفحہ 3 و 8

یہ امر کہ حوالے بجائے اصل کتابوں یا رسائل سے پیش کرنے کے، محض مخالفانہ کتابوں سے اُچک کر کئے جارہے تھے اور یہ دیکھنے کی بھی زحمت نہیں کی گئی کہ اصل حوالے موجود بھی ہیں کہ نہیں یا یہ کہ جو الفاظ اعتراض کے طور پر پیش کئے جارہے ہیں، اُن کا پس منظر کیا ہے؟ اس حقیقت کا اعتراف جابجا خود ممبران اسمبلی کی طرف سے ریکارڈ پر موجود ہے مثلاً 9 اگست کو ظفر انصاری صاحب نے کہا کہ ''کل ایک اخبار کا حوالہ ہم میں سے کسی صاحب نے دیا تھا۔ 13 نومبر 1946 کا اور وہ اخبار ہمارے پاس نہیں تھا۔ ''الفضل'' لیکن وہ لے آئے۔ انہوں نے پڑھا اس کو۔'' صفحہ 3 پھر چوہدری جہانگیر علی نے کہا کہ ''میرے سوالوں کے ''انوار خلافت'' کے کچھ حوالہ جات دستیاب نہیں تھے۔ اٹارنی جنرل صاحب نے بھی اعتراض فرمایا تھا کہ حوالہ جات دستیاب نہیں ہیں۔''

حقیقت یہی تھی کہ مخالفین وہی لغو اعتراضات مخالفانہ کتابوں سے لکھ لکھ کر کر رہے تھے اور دوسرے طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی شان دیکھئے کہ اعتراض کا جواب دینے کے لیے اور حق کو ثابت کرنے کے لیے جو بھی کتاب یا حوالہ (جس پر اعتراض کیا گیا) مل سکا، اُسے پیش کر دیا۔

شہادت گہ مِحبت میں قدم رکھا ہے ہم نے مُسکرا کے
ہمارے سینے کُھلے ہوئے ہیں، کہاں ہیں تیر آزمانے کا

سرکلر کارروائی 9 اگست 1974ء صفحہ 31

اٹارنی جنرل صاحب نے ''تشحیذ الاذہان'' اگست 1917ء کا حوالہ دیا مضمون نگار کے متعلق حضور نے دریافت کیا کہ کون ہیں تو حسب معمول اٹارنی جنرل صاحب نے فرمایا ''یہ میں نہیں جانتا''۔ اس رسالہ کا کوئی صفحہ نمبر بھی نہیں بتایا۔ آپ نے مندرجہ ذیل عبارت پڑھی۔

''نبی کریم کے بعد ایک نبی کا ہونا لازم ہے۔ بہت نبی کا ہونا خداوند تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکومت میں رخنہ پیدا کرنا ہے۔''

اگلے ہی لمحے یہ عبارت اس طرح پڑھی

''آنخضرت کے بعد صرف ایک نبی کا ہونا لازم ہے۔ بہت انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت سے مصلحتوں اور حکومت میں رخنہ پیدا کرنا ہے۔''

اب ملاحظہ کیجئے کہ یہ ایک فقرہ ہے جسے ڈھونڈنا ہے۔ رسالہ کے 62 صفحات ہیں۔ بہر حال حضور نے یہ

حوالہ بھی نہایت محنت سے نکلوالیا۔

اس مضمون کے **لکھنے والے نہ تو حضرت مسیح موعودؑ ہیں اور نہ ہی آپ کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ**۔ بلکہ جماعت کے کوئی معروف عالم دین بھی نہیں۔ اصل حوالہ مع سیاق وسباق یہ ہے۔

’’یوں تو آنحضرت صلعم کی بروزی بعثتیں بہت ہیں اور قیامت تک ہوتی رہیں گی لیکن وہ بروزی بعثت جو آنحضرت صلعم کی فرض منصبی کی تکمیل کے لئے ہے یعنی تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے وہ بروزی بعثت نبویہ علیٰ درجہ الاتم پہلی بعثت کے کھلے کھلے طور پر بلکلی ہمرنگ ہے، اور اس طرز کی بعثت صرف ایک ہی ہے کیونکہ خاتم الانبیاء کی خاتم المخلوقات سے تکمیل مشابہت کے لئے لازمی ہے کہ یہ بعثت چھٹے ہزار کے آخر میں ہو۔ اور چھٹے ہزار کا آخر صرف ایک ہی دفعہ دنیا میں آسکتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس طرف کی بعثت صرف ایک ہی ہے اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔‘‘ (’’تشحیذ الاذہان‘‘ اگست 1917ء صفحہ 11)

’’جو لوگ بار بار کہتے ہیں کہ اسلام میں ایک ہی نبی کیوں ہوا بہت سے نبی ہونے چاہئیں انکو چاہئے کہ ختم نبوت کے اس امتیازی نشان کو ذہن میں لاویں آنحضرت صلعم خدا کی مہر ہیں خدا نے اپنی مہر کے ذریعہ جس کسی کے نبی ہونیکی تصدیق کی وہی نبی ثابت ہوسکتا ہے باقی رہا یہ اعتراض کہ کیوں خدا کی مہر نے صرف ایک ہی کو نبی قرار دیا سو یہ اعتراض ہم پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت پر ہے اگر ہماری حکومت خدا پر ہوتی یا اسکی مہر پر ہوتی۔ تو بلاشبہ یہ سوال ہم پر پڑسکتا تھا خدا اپنی مہر کے ذریعہ بہت سے انبیاء ہونے کی پیشگوئی فرماتا تو ہمیں اسکے ماننے سے بھی کوئی چارہ نہ تھا۔ اب جبکہ خدائی مہر صرف ایک ہی نبی قرار دیتی ہے تو ہم کون ہیں جو کہیں کہ صرف ایک ہی نبی کیوں ہوا؟ حضرت مسیح موعود نے بھی اس سوال کا یہی جواب دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حوالہ نمبر ۱۳۷۰۔ بدر ۶۔ جون ۱۹۰۷ء

سلسلہ مکالمات الٰہیہ ہمیشہ جاری ہے لیکن نبی وہی ہے جس کو خدا کی مہر نبی قرار دے

ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ نبی ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں فرمایا کہ تمام اکابر اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ اس امت مرحومہ کے درمیان سلسلہ مکالمات الٰہیہ کا ہمیشہ جاری ہے اس معنی سے ہم نبی ہیں ورنہ ہم اپنے آپکو امتی کیوں کہتے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جو فیضان کسی کو پہنچ سکتا ہے وہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کی پیروی سے پہنچ سکتا ہے اسکے سوائے اور کوئی ذریعہ نہیں۔‘‘

(’’تشحیذ الاذہان‘‘ اگست 1917ء صفحہ 57-58)

سرکلر کارروائی 9 اگست 1974ء صفحہ 34

کتاب ’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ کا حوالہ بغیر کسی صفحہ نمبر کے پڑھا۔:

’’اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے، وہ اس خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔‘‘

اور اس سے یہ مطلب نکالنے کی کوشش کی گئی کہ عبارت میں مذکور انبیاء سے علیحدہ نبی ہو کر (مرزا صاحب) اپنے کلام کا ذکر کر رہے ہیں۔ حالانکہ بات یہ ہے یہاں حضور نے منبع وحی Source کی بات کی ہے۔ کیفیت وحی کی نہیں اور تینوں سے علیحدہ ہو کر تو ذکر ہی نہیں فرما رہے۔

سرکلر کارروائی 9 اگست 1974ء صفحہ 42

’’الفضل‘‘ 16 جولائی 1949ء کے حوالے سے سوال پوچھتے ہوئے اٹارنی جنرل اس بات پر پوری طرح مطمئن نہیں تھے کہ یہ کس کا خطاب ہے؟ بہر حال انہوں نے فرمایا:۔

’’جو انفارمیشن مجھے دی گئی ہے وہ غلط ہو سکتی ہے اس کے مطابق آپ کے خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود صاحب سے منسوب کی گئی ہے کہ وہ اپنے کسی خطبے میں فرماتے ہیں جو ’’الفضل‘‘ میں شائع ہوا جس کی تاریخ میں نے 16 جولائی بتائی ہے لوگ اور یہاں بریکٹ میں احمدی لکھا ہوا ہے وہاں ہو یا نہ ہو میں نہیں کہہ سکتا۔ (اٹارنی جنرل)

’’لوگ گھبراتے ہیں کہ ان کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے لوگ چڑتے ہیں ان کی عداوت کیوں کی جاتی ہے کہ انہیں دھوکہ کیوں دیا جاتا ہے لیکن اگر دکھ دینے کی یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارا شکار ہیں تو پھر ہمیں گھبرانا نہیں چاہیئے اور نہ کسی قسم کا فکر کرنا چاہیئے بلکہ ہمیں خوش ہونا چاہیئے کہ دشمن ’یہاں بریکٹ میں غیر احمدی مسلمان لکھا ہے‘ خود میرے لئے لکھا گیا

ہے وہاں ہوگا نہیں، یہ مجھے سمجھانے کے لئے، کہ وہاں دشمن لکھا ہوا ہے' کہ دشمن یہ محسوس کرتے ہیں کہ اگر ہم میں کوئی نئی حرکت پیدا ہوئی تو ہم اس کے مذہب کو کھا جائیں گے۔''

یہاں دشمن سے مراد غیر احمدی مسلمان اور مذہب سے مراد اسلام لے کر اشتعال دینے کی کوشش کی گئی کہ گویا جماعت احمدیہ ایک علیحدہ مذہب اور اسلام کو کھا جانا چاہتی ہے۔

اگلے روز 74-08-10 (سرکلر صفحہ 15) کو یہ حوالہ 16 جولائی 1954ء کا بن گیا۔ بہر حال حقیقت یہ ہے کہ 16 جولائی 1949 کے ''الفضل'' میں **حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا کوئی خطبہ یا مضمون نہیں چھپا اور نہ ہی کوئی ایسا حوالہ وہاں موجود ہے۔**

جب یہ بات بتائی گئی تو اٹارنی جنرل صاحب حواس باختہ ہو کر کہنے لگے ''کوئی ایسا خطبہ نہیں چھپا جس میں یہ لکھا ہو۔؟'' حضور نے فرمایا ''کوئی نہیں''۔ اس پر اٹارنی جنرل صاحب نے کہا ''تاریخ میں کوئی فرق ہو گیا ہو۔ بعض دفعہ پرنٹنگ میں غلطی ہو جاتی ہے۔'' بہر حال حضور چونکہ تمام حوالوں کے متعلق وعدہ فرما چکے تھے کہ آگے پیچھے بھی دیکھ لیں گے۔ (سرکلر کاروائی ۱۰ اگست صفحہ ۱۶-۱۵)۔ چنانچہ 20 اگست 1974ء (سرکلر صفحہ 13) کو حضور نے قومی اسمبلی کو مطلع فرمایا کہ 25 جولائی 1949 کے ''الفضل'' میں 21 جنوری 1949ء کا فرمودہ خطبہ مِلا ہے جس میں اس طرح کے الفاظ ہیں۔ مگر وہاں اصل میں کیا لکھا ہے اور کون سا مذہب دوسرے مذاہب کو کھا جانے والا مذہب ہے اور دشمن سے کیا مراد ہے؟۔ آیئے قارئین آپ کو اصل حوالہ پڑھاتے ہیں۔

حضور فرماتے ہیں:

> ''اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب بھی دنیا میں کوئی آواز بلند کی جاتی ہے۔ دنیا کے لوگ اُس کی ضرور مخالفت کرتے ہیں۔ بغیر مخالفت کے خدائی تحریکیں دنیا میں کبھی جاری نہیں ہوئیں۔ خدائی تحریک جب بھی دنیا میں جاری کی جاتی ہے اُس کے متعلق بلا وجہ بلا سبب لوگوں میں بغض اور کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اتنا بغض اور کینہ کہ اُسے دیکھ کر حیرت آ جاتی ہے۔ ایک مسلمان کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو محبت ہے اُس کو الگ کر کے، اُسے آپ سے جو عقیدت ہے اسے بھلا کر اگر صرف آپ کی ذات بابرکات کو ہی دیکھا جائے تو آپ کی ذات انتہائی بے شر انتہائی بے نفس اور دنیا کے لیے انتہائی ایثار اور قربانی کرنے والی معلوم ہوتی ہے آپ اپنی ساری زندگی میں کسی ایک شخص کا بھی حق مارتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ آپ کسی سے گالی گلوچ کرتے ہوئے نظر نہیں آتے۔

آپ کسی جگہ دنگہ اور فساد میں مشغول نظر نہیں آتے لیکن قریباً پونے چودہ سو سال کا عرصہ ہو چکا دشمن آپ کی مخالفت کرنے اور آپ کے متعلق بغض اور کینہ رکھنے سے باز نہیں آتا۔ جو شخص بھی اُٹھتا ہے اور وہ مذہب پر کچھ لکھنا چاہتا ہے وہ فوراً آپ کی ذات پر حملہ کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ آخر اس کا کیا سبب ہے۔ ہر چیز کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے۔ اس کا بھی یا تو کوئی جسمانی سبب ہوگا یا روحانی سبب ہوگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کا کوئی جسمانی سبب تو نظر نہیں آتا۔ جن قوموں کے ساتھ آپ نے یا آپ کے خلفاء نے لڑائیاں کی تھیں، وہ قومیں تو اب ختم ہو چکی ہیں اور اُن کی اُولادیں مسلمان ہو چکی ہیں۔ مثلاً عرب ہیں۔ عربوں کے ساتھ آپ نے لڑائیاں کیں۔ اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ آپ کی مخالفت کا سبب لڑائیاں ہی تھیں تو پھر تو عرب مسلمان ہو چکے ہیں۔ اُن کی یاد کو تازہ رکھنے والی دنیا میں کوئی چیز موجود نہیں۔"

(''الفضل'' 24 جولائی 1949ء صفحہ 3 کالم نمبر 1 تا کالم نمبر 2)

''پس یہ کہنا کہ لوگوں کی آپ سے دشمنی اُن لڑائیوں کی وجہ سے جو آپ نے کیں محض جھوٹ ہے۔ آپ سے پہلے اور بھی کئی نبی ایسے گزرے ہیں جنہوں نے لڑائیاں کیں ہیں مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام نے لڑائیاں کی ہیں، حضرت کرشن علیہ السلام نے لڑائیاں کی ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لڑائیاں کی ہیں، مگر باوجود اس کے کہ اُنہوں نے لڑائیاں کیں، اُن کے متعلق مخالفین میں اتنا بغض اور کینہ پیدا نہیں ہوا جتنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہوا ہے۔ پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی جو مادی وجہ بیان کی جاتی ہے وہ باطل ہوگئی۔ اور یہی ایک مادی وجہ ہے جو بیان کی جاتی ہے۔ پس جب مخالفت کی کوئی مادی وجہ موجود نہیں تو صاف ظاہر ہے کہ اس کی کوئی روحانی وجہ ہے اور وہ صرف یہی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین کے دل محسوس کرتے ہیں کہ اسلام ایک صداقت ہے اگر اُسے روکا نہ گیا تو یہ صداقت پھیل جائے گی اور اُنہیں مغلوب کرلے گی۔ یہی ایک چیز ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے سخت دشمنی ہے۔ اس مخالفت کے باقی جتنے بھی وجوہ بیان کیے جاتے ہیں وہ آپ سے زیادہ شان کے ساتھ دوسرے نبیوں میں موجود ہیں۔ اس لیے یہ بات یقینی ہے کہ اس دُشمنی کی وجہ لڑائی اور جھگڑا نہیں بلکہ ایک روحانی چیز ہے۔ جس کی وجہ سے یہ دشمنی پیدا ہوگئی ہے

اور وہ یہی ہے کہ اسلام ایک حقیقت رکھنے والا مذہب ہے، **اسلام غالب آجانے والا مذہب ہے۔ اسلام دوسرے مذاہب کو کھا جانے والا مذہب ہے۔** اسے دیکھ کر مخالفین کے کان فوراً کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ مقابلہ کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔''

(''الفضل'' 24 جولائی 1949ء صفحہ 4 کالم نمبر 3)

''**یہ لوگ چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکار ہیں**۔ اس لئے وہ آپؐ کے مخالف ہو گئے ہیں اور یہی ایک وجہ ہے جس کی وجہ سے لوگ آپؐ کے دشمن ہیں۔ اور اگر یہی ایک وجہ ہے تو یہ بات ہمارے لئے غم کا موجب نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ خوشی کا موجب ہونی چاہیئے۔ لوگ گھبراتے ہیں کہ اُن کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے۔ لوگ جھنجھلا اُٹھتے ہیں کہ اُن سے عداوت کیوں کی جاتی ہے۔ لوگ چڑتے ہیں کہ انہیں دکھ کیوں دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر گالیاں دینے اور دکھ دینے کی وجہ یہی ہے کہ وہ ہمارا شکار ہیں۔ تو پھر ہمیں گھبرانا نہیں چاہیئے اور نہ کسی قسم کا فکر کرنا چاہیئے بلکہ ہمیں خوش ہونا چاہیئے کہ دشمن یہ محسوس کرتا ہے کہ اگر ہم میں کوئی نئی حرکت پیدا ہوئی تو ہم اُس کے مذہب کو کھا جائیں گے۔ اگر ہم نے اپنے اندر کوئی نئی تبدیلی پیدا کی تو ہم اُن کے عقائد کو باطل کر دیں گے۔ اگر ہمارے دشمن کے اندر یہ احساس پایا جاتا ہے تو پھر اُس کا لڑنا جھگڑنا اور ہمیں گالیاں دینا ہمارے حوصلوں کو بڑھانے والا ہے۔ کیونکہ وہ محسوس کر رہا ہے کہ ہم میں ایسی طاقت ہے جس کی وجہ سے ہم اُس کو اپنے اندر شامل کر لیں گے۔ ہم میں اتنی طاقت ہے کہ ہم اُسے دینی طور پر مغلوب کر لیں گے۔ پس اس مخالفت سے گھبرانا نہیں چاہیئے کیونکہ یہ دشمن کی شہادت اور اقرار ہے کہ تم غالب آجاؤ گے۔

(''الفضل'' 24 جولائی 1949ء صفحہ 4 کالم نمبر 4)

اس تحریر سے واضح ہے کہ یہاں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا ذکر ہو رہا ہے۔ اور یہ ایک واضح اور بیّن صداقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی اور اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور مستقبل میں انشاءاللہ ساری دنیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی گود میں آگرنے والی ہے۔

سرکلر کارروائی 9 اگست 1974ء صفحہ 44

’’الفضل‘‘ 3 جولائی 1952ء کا بغیر صفحہ کے یہ فقرہ پیش کیا گیا

’’ ہم فتح یاب ہوں گے ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہوگے اور اس وقت تمہارا حشر وہی ہوگا جو فتح مکہ پر ابو جہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔‘‘

یہ حوالہ پیش کرتے ہوئے اٹارنی جنرل صاحب نے طمطراق سے کہا ’’وہ خاص حوالہ ہے۔ اس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔‘‘ فقرہ پڑھنے کے بعد پوچھا ’’فتح مکہ کا کیا مطلب ہے۔ مجرموں سے کیا مراد ہے۔ اشارہ کن لوگوں کی طرف ہے کہ تمہارا حشر وہی ہوگا جو مکہ کے دن ابو جہل اور اسکی پارٹی کا ہوا۔‘‘

اسی روز پھر اگلے سیشن میں (صفحہ 108) پر اس حوالہ کو حضرت خلیفہ ثانی کی طرف منسوب کر دیا۔ اسی دن حضرت خلیفہ ثالثؒ نے یہ فرما کر اراکین اسمبلی کو حیرت زدہ فرما دیا کہ **اس دن کی اخبار میں اس قسم کی کوئی عبارت نہیں ہے۔**

آیئے اٹارنی جنرل صاحب اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے درمیان مکالمہ سرکلر مؤرخہ 9 اگست 1974ء صفحہ 108-109 سے پڑھتے ہیں۔

’’اٹارنی جنرل:۔ آپ کی توجہ کے لیے میں نے ایک حوالہ بھی اس کے ساتھ پڑھ کر سنایا تھا یہ ہے آپ کے خلیفہ ثانی کا کہ ہم فتح یاب ہوں گے اور ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہوگے اور اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابو جہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔

مرزا ناصر احمد:۔ اس کا جواب میرے پاس تیار ہے کہ **یہ ہے ہی نہیں۔**

اٹارنی جنرل:۔ آپ نے کہا کہ یہ ہے ہی نہیں۔

مرزا ناصر احمد:۔ **ہاں ہاں یہ بنایا گیا ہے۔** جو حوالہ۔ جس اخبار کا دیا ہے اس میں یہ ہے ہی نہیں۔

اٹارنی جنرل:۔ یہ جو میں نے آپ کو پڑھ کر سنایا۔

مرزا ناصر احمد:۔ ہاں جی۔ یہ ’’الفضل‘‘ تین جولائی 1952ء کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔

مرزا ناصر احمد:۔ یہ ’’الفضل‘‘ 3 جولائی 1952ء کا حوالہ دیا ہے؟

اٹارنی جنرل:۔ جی ہاں۔

مرزا ناصر احمد:۔ ’’الفضل‘‘ جو 3 جولائی 1952ء کا ہے اس میں اس نوعیت کا کوئی حوالہ موجود نہیں۔‘‘

10 اگست کو حضور نے دوبارہ فرمایا کہ اس تاریخ کے ’’الفضل‘‘ میں کوئی لفظ اس قسم کے نہیں ملے تاہم آگے پیچھے کی

تاریخوں میں بھی دیکھ لیں گے۔

ابھی معاملہ ختم نہیں ہوا۔ اٹارنی جنرل صاحب جو شاید 9 اگست کے قصے کو بھول چکے تھے کیونکہ انہیں تو اس بات سے سروکار ہی نہیں تھا کہ حوالہ غلط یا صحیح، انہوں نے تو اعتراض ہی کرنا تھا کہ ان کی ڈیوٹی تھی۔!

20 اگست کی کاروائی شروع ہوتے ہی انہوں نے حضور سے جوابات دینے کی ہدایت دی۔ اس روز کا معاملہ کچھ زیادہ ہی دلچسپ ہے۔ آئیے یہ بھی 20 اگست 1974ء کے سرکلر سے پڑھتے ہیں۔

''مرزا ناصر احمد: ایک یہ سوال تھا کہ ''الفضل'' 3 جولائی 1952ء میں یہ ہے کہ ہم فتح یاب ہوں گے اور تم ابوجہل کی طرح پیش ہو گے۔ اس کا جواب یہ ہے **اس پرچہ میں معناً یا لفظاً ایسا کوئی فقرہ نہیں ملا ہے۔**

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب آپ نے غور سے دیکھا ہے کسی اور پرچہ میں؟

مرزا ناصر احمد: ہاں میں نے اُس دن یہ کہا تھا کہ پانچ دس دن کے آگے یا پیچھے کے بھی ہم دیکھ لیں گے

اٹارنی جنرل: بعض دفعہ سال کی غلطی ہو جاتی ہے۔ اس تاریخ کا یا قریب سال کا

مرزا ناصر احمد: سارا ''الفضل'' کا فائل اس سوال کے لیے تلاش کرنا انسان کیلئے ممکن نہیں

اٹارنی جنرل: بعض دفعہ ہو جاتا ہے کہ جہاں 1952، 1951 ہو سکتا ہے۔ بعض دفعہ یہ 13 کی جگہ 23 ہو جاتا ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ آپ تمام پرچے دیکھیں گے۔ تو آپ کو یہ نہیں ملا۔

مرزا ناصر احمد: نہیں ملا۔'' (سرکلر کاروائی 20 اگست 1974 صفحہ 2و3)

سرکلر کارروائی 9 اگست 1974ء صفحہ 44

16 جنوری 1952ء کے ''الفضل'' سے بغیر صفحہ پھر حوالہ دیا گیا۔

''فرمایا ہے کہ ''1952ء گزرنے دیجئے جب تک کہ احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کرے کہ اب احمدیت کو مٹایا نہیں جاسکتا۔ وہ مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آ گرے۔''

اس حوالے کو پڑھتے ہوئے اٹارنی جنرل صاحب نے کہا ممکن ہے کہ اس میں کوئی غلطی ہو۔ یہ عبارت کسی خلیفہ وقت یا جماعت کی معروف اہلِ علم ہستی کی طرف سے تحریر میں نہیں آئی بلکہ یہ ایک اعلان کا حصہ ہے جو مہتمم تبلیغ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے ''۵۲ء اور فریضہ تبلیغ'' کے نام سے شائع ہوا تھا۔ یہ اعلان اپنی وضاحت خود کر رہا ہے۔ لکھا ہے ''اگر ہم ہمت کریں اور تنظیم کے ساتھ محنت سے کام کریں تو ۵۲ء میں ہم ایک انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ ہر خادم کو اس

عزم اس سال میں تبلیغ کرنی چاہیے کہ اس سال میں احمدیت کی ترقی نمایاں طور پر دشمن بھی محسوس کرنے لگے۔ آپ اگر اپنے کاموں پر فریضہ تبلیغ کو مقدم کریں گے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ کے ذریعہ بھولے ہوئے مسلمان ہدایت نہ پا جائیں۔ اپنے ارادوں کو بلند کیجئے۔ ہمت مضبوط کیجئے خدا کے فرشتے آپ کے کاموں میں آپ کی مدد کرنے کے لیے بے تاب کھڑے ہیں۔ صرف اور صرف دیر آپ کی طرف سے ہو رہی ہے۔'' 1952ء کو گزرنے نہ دیجئے جب تک کہ احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کرے کہ اب احمدیت مٹائی نہیں جا سکتا اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آ گرے۔''

سرکلر کارروائی 9 اگست 1974ء صفحہ 45

''الفضل'' 15 جولائی 1952 (بغیر صفحہ) کا یہ حوالہ پڑھا گیا

''ہاں اب آخری وقت آ پہنچا ہے۔ اب تمام علماء کے حقوق کے خون کا بدلہ لیں گے جن کو شروع سے لے کر آج تک یہ خونی ملاّ ہے۔ پھر عطا اللہ شاہ بخاری۔ مولانا مودودی مولانا احتشام الحق۔ یہ بریکٹ میں ہے۔ اور مفتی شفیع قتل کراتے آئے۔ ان سب کے خون کا بدلہ لیا جائے گا۔''

یہ سوال بھی تحقیقاتی عدالت 1953ء میں حضرت مصلح موعود سے ہو چکا تھا اور حضور اس بارہ میں واضح طور پر فرما چکے تھے کہ یہ ایڈیٹر کا ایڈیٹوریل نوٹ ہے اور باوجود اس کے کہ سارا مضمون پڑھنے سے اصل بات کا پتہ چلتا ہے لیکن چوں کہ اس کے عنوان ''خونی مُلا کے آخری دن'' سے مغالطہ ہو سکتا ہے لہٰذا اسکی تردید بھی انہی دنوں 7 اگست 1952ء کے ''الفضل'' میں کر دی گئی تھی۔ اب یہ ناممکن ہے کہ معترضین کو اصل حوالہ تو یاد رہے مگر تردید نظر سے نہ گزری ہو۔۔۔ بہرحال اس ایڈیٹوریل نوٹ کے اقتباس پیش ہیں تا قارئین سمجھ سکیں کہ حقیقت کیا ہے؟

''خونی ملا کے آخری دن''

> ''خدا بھلا کرے احمدیت کا کہ اس کی وجہ سے دنیا اسلام میں کچھ رونق تو ہو گئی ہے سیاسی ملا صدیوں سے بیکار چلے آتے تھے۔ مدت سے اُنہیں کوئی ایسی اسلامی حکومت نہیں ملی تھی کہ علماء حق پر کفر و ارتداد کا فتویٰ لگا کر اسلامی حکومت سے ان علماء حق کو سنگسار کروا سکتے اور خود اسلامی حکومت کے پرخچے اُڑا دیتے۔
>
> یہ شغل اُن کا شروع میں صدیوں سے چلا آیا تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ اب

ملاؤں کا یہ فتنہ حد سے بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور ارباب حکومت اُن کے اڈے پر چڑھتے ہی چلے جاتے ہیں اور خود اسلام کے مٹنے کا خطرہ پیدا ہو گیا تو اُس نے مسلمانوں سے حکومتیں چھیننا شروع کر دیں اور اُن کے ملکوں پر غیر مسلموں کو مسلط کرتا چلا گیا۔ اور جو کچھ حکومتیں بظاہر بچ گئی ہیں۔ اُن کو بھی ایسا بے دست و پا کر دیا کہ یہودیوں جیسی بزدل قوم بھی مسلمان کہلانے والی سات حکومتوں کو شکست دے کر عین عرب دُنیا کے مرکز میں اپنی صہیونی حکومت قائم کر کے دندنا رہی ہے۔ اور صرف باقی اسلامی دنیا کیلئے ہی نہیں بلکہ یثرب بطحا کی پاک سرزمین کے لیے بھی ایک زندہ خطرناک دھمکی بنی ہوئی ہے۔''

(''الفضل'' 15 جولائی صفحہ 3 کالم نمبر 1)

پھر لکھا ہے

''پاکستان مملکت خداداد ہے جو صدیوں کے بعد از سر نو مسلمانوں کو عطا کی گئی ہے اس لیے یہ زندہ و پائندہ رہنے والی ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے قادر مطلق ہونے کا ایک دوسری قسم کا نشان دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے اور وہ عظیم الشان نشان یہ ہے کے جس طرح پہلے خونی ملا اسلامی حکومتوں کو اپنے کفر و ارتداد کے فتوؤں سے خود ان حکومتوں کے والیوں کے ہاتھ سے تباہ کرتے آئے ہیں اسی طرح اب اللہ تعالیٰ اس جدید طرز کی سب سے بڑی حکومت کے ذریعہ ہمیشہ ہمیش کیلئے خونی ملاؤں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کا دین۔ وہ دین جس کو حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم لائے۔ قرآن پاک کے امن عالم کے اوّلین اُصول **لا اکراہ فی الدین** کی پر امن فضا میں خونی ملا کی سب سے بڑی سد سکندری کو اپنے راستے سے گرا کر شاہراہ ترقی پر گامزن ہو اور دنیا ایک بار پھر یہ نظارہ دیکھ لے **یدخلون فی دین الله افواجا** تاریخ اسلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے سب سے بڑے دشمن جو کرہ ارض پر اب تک پیدا ہوئے ہیں وہ فتویٰ باز خونی سیاسی ملا ہوئے ہیں۔ مخبر صادق ختم مآب سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ان کا نقشہ اسطرح کھینچا ہے **علماء هم شر من تحت اديم السماء** یعنی یہ مولوی اس تمام مخلوق سے جو آسمان کے نیچے آباد ہیں بدترین مخلوق ہیں۔ اسلامی حکومتوں کو یہی تباہ کرتے چلے آئے ہیں یعنی اب اللہ تعالیٰ پاکستان کے ذریعہ ان کو تباہ

کرنا چاہتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو ڈھیل دے دی ہے کہ لگاؤ ایڑی چوٹی کا زور۔ دے لو دل کھول کر کفر وارتداد کے فتوے۔ تمہارا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ ہاں آخری وقت آن پہنچا ہے۔ اِن تمام علماءِ حق کے خون کا بدلہ لینے کا جن کو شروع سے لے کر آج تک یہ خونی ملا قتل کرواتے آئے ہیں ،ان سب کے خون کا بدلہ لیا جائے گا۔

(۱) عطاءاللہ شاہ بخاری سے

(۲) ملا بدایونی سے

(۳) ملا احتشام الحق سے

(۴) ملا محمد شفیع سے

(۵) ملا مودودی (پانچ سوار) سے

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ملاؤں کی نکیل مودودیوں اور احراریوں جیسے شریر گروہ کے ہاتھ میں دے دی ہے جو پاکستان کے دشمن نمبرا تھے، ہیں اور اپنے کیفر کردار تک پہونچتے رہیں گے''۔

(''الفضل'' 15 جولائی 1952 صفحہ 4 کالم 1-2)

اور یہ بدلہ کس طرح لیا جائے گا۔ اگلے پیرے میں ہے۔

''یہی وجہ ہے کہ ان ملاؤں نے قائداعظم کے اُصولوں کی خلاف ورزی شروع کر دی ہے وہ عظیم الشان اُصول جن کی بناء پر پاکستان حاصل کیا گیا ہے جن میں سے سب سے پہلا اور سب سے عظیم اُصول یہ ہے کہ وہ تمام لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور جن کو اغیار (جن میں مودودی اور احراری بھی شامل ہیں) مسلمان سمجھ کر ان سے یکساں سلوک کرتے ہیں، ایک محاذ پر جمع ہو جائیں۔ قائداعظم نے اسی اُصول سے انگریز، ہندو، مودودیوں اور احراریوں کو شکست فاش دی اور اسی اُصول سے پاکستان دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت بنا اور بنا رہے گا اور اس اُصول سے تمام دنیا کے مسلمان ایک محاذ پر اکٹھے ہو کر تمام دنیا کے کفرستانوں کے خلاف فتح یاب ہوں گے۔ تمام اسلامی دنیا کی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ اُنہوں نے اس اُصول کے اعجاز کو دیکھ لیا ہے۔ اس اُصول کو اپنانے کیلئے تمام اسلامی دنیا تیار ہو رہی ہے۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے جس

کو قائداعظم نے پاکستان کا وزیر خارجہ بنایا تھا، تمام دُنیا میں یہ اُصول پھیلا دیا ہے۔ یہ اسلامی اُصول دراصل خونی ملا کی موت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مودودیوں اور احراریوں جیسی شریر قوم کی قیادت میں احمدیت اور چوہدری ظفراللہ خاں کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا ہے۔ کیونکہ جب یہ اُصول تمام اسلامی دنیا میں پھیل جائے گا اور اچھی طرح جڑ پکڑ جائے گا تو خونی ملا آپ اپنی موت مر جائے گا۔ اسی طرح جس طرح مصر کا سرکاری ملا مفتی الشیخ حسنین مخلوف اپنی موت آپ ہی مر گیا ہے اسی طرح پاکستان کا ہر خونی ملا بھی اپنی موت مرنے کیلئے کھڑا ہو گیا ہے۔ مفتی مصر بھی پاکستان کے ذریعہ ہی مرا ہے اور یہ تمام ملا بھی پاکستان کے ذریعہ ہی مریں گے کیونکہ اتحاد کا اُصول پاکستان کا بنیادی اُصول ہے اور یہی اُصول ملا کی موت کا پیغام ہے۔ خدا بھلا کرے احمدیت کا اس کی وجہ سے دُنیائے اسلام میں کچھ رونق تو ہو گئی ہے۔''

(''الفضل'' 15 جولائی 1952 صفحہ 4 کالم 2-3)

اور جو وضاحت اس پر ناظر امور عامہ و خارجہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی طرف سے 7 اگست 1952 پر چھپی، وہ یہ تھی۔

''ایک غلط فہمی کا ازالہ

جماعت احمدیہ ہمیشہ سے پر امن طریق پر قائم ہے

از مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ

بعض اخبارات ''الفضل'' مورخہ 15 جولائی 1952 کے مقالہ افتتاحیہ زیر عنوان ''خونی ملا کے آخری دن'' کے بعض فقرات سے غلط مفہوم نکال کر لوگوں میں یہ پراپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ گویا مقالہ نویس نے اِن علماء کو جن کے نام مقالہ میں درج ہیں، قتل کی دھمکی دی ہے حالانکہ سارے مضمون کے پڑھنے سے یہ بات صاف طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ مقالہ نویس نے علماء کو قتل کی دھمکی ہر گز نہیں دی بلکہ بعض موجودہ علماء کے فتنوں اور اشتعال انگیزیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اُن کے متعلق یہ لکھا ہے کہ جس طرح افغانستان میں اللہ تعالیٰ نے احمدیت کے خلاف کرنے والے شاہی خاندان کو اپنے دست غیبی سے تباہ کر دیا اور جن علماء نے اس ظلم کی حمایت کی تھی یا جن علماء کے فتویٰ پر ظلم کیا گیا تھا اُنہیں بھی اللہ تعالیٰ اپنے تصرف خاص سے عبرت ناک سزا کا مورد بنایا۔ اسی طرح بعض

موجودہ علماء جو اُس وقت جماعت احمدیہ کے خلاف ظلم و اشتعال انگیزی کا طریق اختیار کر رہے ہیں اور مسلمانوں کی ایک پر امن جماعت کے متعلق مرتد اور واجب القتل ہونے کا اعلان کر رہے ہیں اُن کو بھی اللہ تعالیٰ سزا کے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ اس مضمون میں حقیقتاً ایک فقرہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں اشارہ پایا جاتا ہو کہ جماعت احمدیہ اُن علماء سے از خود انتقام لے گی یا اُن کے خلاف کسی قسم کی تشدد کی کاروائی کرے گی بلکہ صریح طور پر یہ لکھا ہے کہ ”اب اللہ تعالیٰ پاکستان کے ذریعہ اُن کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔“

اور صاف ذکر کیا کہ ”اب اللہ تعالیٰ اس جدید طرز کی سب سے بڑی حکومت کے ذریعہ ہمیشہ ہمیش کیلئے خونی ملاؤں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہتا ہے۔“

لیکن تاہم موجودہ ماحول کے پیش نظر جب کہ ہر سیدھی بات کو بھی اُلٹا رنگ دے دیا جاتا ہے، میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ ہماری جماعت خدا کے فضل سے ہر حال میں پُر امن اور پابند قانون ہے اور ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ اشتعال کی موجودگی میں بھی حتیٰ الوسع ایسا انداز تحریر اختیار نہ کیا جائے جن سے کسی قسم کی غلط فہمی کا امکان پیدا ہو جائے۔“

(از الفضل 7 اگست 1952 صفحہ)

سرکلر کارروائی 9 اگست 1974ء صفحہ 77-78

”آئینہ کمالات اسلام“ کے حوالہ سے ذریۃ البغایا کے معنی خود ہی کنجریوں کی اولاد کر دیا گیا حالانکہ ”آئینہ کمالات اسلام“ میں **اُردو ترجمہ والے الفاظ ہیں ہی نہیں**۔ ہاں ذریۃ البغایا ہے اور یہ عربی کا محاورہ ہے جو سرکش لوگوں کے لیئے بولا جاتا ہے۔ (اس پر تفصیلی بحث علیحدہ کی جا رہی ہے)

سرکلر کارروائی 9 اگست 1974ء صفحہ 104

حوالوں کا ذکر کرتے ہوئے اٹارنی جنرل صاحب خود بھی کچھ بوکھلا گئے اور 9 اگست کو اس چیز کا ذکر کرتے ہوئے کہ حوالے نہیں ملتے، اپنی بے کسی کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

”معاملہ لمبا ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ٹائم آگے ہوتے چلا جا رہا ہے اور جو بھی اب سوالات کے جواب آ رہے ہیں، ایک ایسا Zig Zag Puzzle ہو گیا کیونکہ ایک چیز آتی ہے پھر حوالے نہیں ملتے تو دوسرے مضمون کی طرف چلے جاتے ہیں“

سرکلر کارروائی 9 اگست 1974ء صفحہ 109

قاضی ظہور الدین اکمل صاحب کے یہ اشعار کہ

محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

پیش کیے جاتے ہیں کہ اس طرح نعوذ باللہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر سمجھا جا رہا ہے۔ لیکن اسی نظم کا اگلا شعر

غلام احمد مختار ہو کر
یہ رُتبہ تو نے پایا ہے جہاں میں

واضح کر رہا ہے کہ اکمل صاحب حضرت مرزا صاحب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ثابت کر رہے ہیں۔ یہ اعتراض قیام پاکستان سے قبل بھی کیا جاتا رہا اور قاضی صاحب اس کی وضاحتیں کرتے رہے لیکن اس کے باوجود اعتراض کرنے والوں نے جب حد کر دی تو خود قاضی اکمل صاحب نے مندرجہ ذیل تردیدی وضاحت ''الفضل'' 13 اگست 1944ء صفحہ نمبر 1 پر شائع کی۔

''برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

مندرجہ بالا شعر دربار مصطفوی میں میری عقیدت کا شعر ہے اور خدا جو علیم بذات الصدور ہے شاہد ہے کہ میرے واہمہ نے بھی کبھی اس جاہ وجلال کے نبی حضرت ختمیت مآب کے مقابل میں کسی شخصیت کو تجویز نہیں کیا۔ باوجود اس کے ایک شعر ہے جو اکثر معاند معترضین کی طرف سے گاہے گاہے پیش کر دیا جاتا ہے اور مجھے اس بارے میں عرض حال کا موقع نہیں ملتا جس کی وجہ سے یگانوں بیگانوں میں کچھ نہ کچھ گفتگو ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ بات میرے خیال تک میں نہ آئی کہ میں یہ شعر (آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں) کہہ کر حضرت

افضل الرسول کے مقابل میں کسی کو لا رہا ہوں بلکہ میں نے تو یہ کہا کہ محمد مصطفیٰ کا نزول ہوا یعنی بعثت ثانیہ اور یہ تمام احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ نہ تو تناسخ صحیح ہے نہ دوسرے جسم میں روح کا حلول بلکہ نزول سے مراد اُس کی روحانیت کا نزول ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ **للآخرۃ خیر لک من الاُولیٰ** ہر آنے والے دن میں تیری شان پہلے سے زیادہ نمایاں اور افزوں ہو گی۔ بوجہ درود شریف اور اعمال حسنہ اُمت محمدیہ جن کا ثواب جیسا کہ عمل کرنے والے کے نام لکھا جاتا ہے ویسا ہی محرک و معلم کے نام بھی۔ اس لیے کچھ شک نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ہر وقت بڑھ رہی ہے اور بڑھتی رہے گی اور خدا کے وسیع خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں پس میں نے صرف یہی کہا کہ سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات فیوض کا نزول پھر ہو رہا ہے اور آپ کے اترنے سے یہی مراد ہوسکتی ہے اور آپ کی شان پہلے سے بھی بڑھ کر ظاہر ہو رہی ہے۔ اس شعر میں کسی دوسرے وجود کا مطلق ذکر نہیں بلکہ اسی نظم میں آخری شعر یہ ہے

غلام احمد مختار ہوکر
یہ رُتبہ تو نے پایا ہے جہاں میں

یعنی حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو رُتبہ مسیح موعودؑ ہونے کا پایا ہے وہ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ کی غلامی کا طفیل اور اُن کی اتباع کا نتیجہ ہے۔۔۔۔۔۔۔ میں نے یہ دیکھ کر کہ انجان لوگوں کو غلط فہمی میں نہ ڈالا جا سکے **1906ء کے بعد یہ شعر کسی اخبار یا رسالہ میں نہیں چھپوایا بلکہ نظم سے نکال دیا** تا کسی کو حرف گیری کا موقع نہ مل سکے۔ ایک شعر میں تمام پہلوں کو مدنظر نہیں رکھا جا سکتا۔ تمام نظم کو بیک نظر دیکھنے سے حقیقت ظاہر ہوسکتی ہے۔ باوجود اس کے اس کا اعادہ 38 سال سے میری طرف سے نہیں ہوا کیونکہ جو معنی نکالے جاتے ہیں وہ ہرگز میرے عقیدہ کے مطابق نہیں۔ نہ پہلے نہ پھر کبھی نہ اب اس لیے میں اپنے مبائع بھائیوں سے عرض کرتا ہوں کہ کم از کم وہ تو میری قسم پر اعتبار کریں اور حالات واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے میری نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہ رکھیں بلکہ معترضین کو جواب دیں۔''

(''الفضل'' 13 اگست 1944ء صفحہ 1)

پھر اسمبلی میں قصہ بیان کیا گیا کہ اسے حضرت مسیح موعودؑ کی موجودگی میں پڑھا گیا، حضور نے جزاک اللہ کہا

اور پھر نظم ایک فریم کی صورت میں پیش کی گئی وغیرہ وغیرہ جب کہ بدر 25 اکتوبر 1906ء میں جہاں نظم شائع شدہ ہے، اس قسم کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قاضی ظہور الدین اکمل صاحب جماعت احمدیہ کے نہ تو خلیفہ ہیں اور نہ ہی کوئی اتھارٹی۔۔۔۔!! وہ ایک شاعر تھے اور شعراء کی تخلیاتی پروازیں کسی کے لیئے سند نہیں ہوا کرتیں۔

سرکلر کارروائی 10 اگست 1974ء صفحہ 16

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کسی بھی حوالہ کو پیش کرتے وقت اصل تحریر سامنے ہونی چاہیئے اور اسکا مکمل حوالہ ہو یعنی کتاب یا اخبار کا نام، ایڈیشن، صفحہ نمبر، طابع، ناشر وغیرہ۔ تبھی جا کر اُسے صحیح سمجھا جا سکتا ہے۔ اٹارنی جنرل صاحب اور اُن کی ٹیم پہلے دن سے ہی غلط حوالے، غلط تحریریں، غلط صفحات پیش کرتے چلے جا رہے تھے اور یہ وطیرہ انہوں نے آج 10 اگست کو بھی جاری رکھا۔ اور حد یہ ہے کہ ایک روز نامہ اخبار جو سال بھر چھپتا ہے، اس کا حوالہ دیا جاتا ہے اور جب یہ بتایا جاتا ہے کہ اس اخبار میں ایسی کوئی تحریر نہیں تو بجائے اس کے کہ اپنی غلطی تسلیم کی جائے، جماعت کے وفد سے یہ فرمائش کی جاتی ہے کہ آگے پیچھے کی تاریخوں میں حتیٰ کہ دو چار سال کے بھی سارے اخبار دیکھ لئے جائیں۔ یعنی مزعومہ الزام خود ہم تلاش کریں اور پھر اُنہیں اٹارنی جنرل کے سامنے پیش کریں۔ چہ دلاور است دزدے کہ چراغ بکف دارد۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ حقیقت واضح کرنے کی خاطر یہ وعدہ بھی کر لیتے ہیں۔ اور پھر وعدہ پورا کرتے ہوئے فائلز کو کھنگالتے ہیں اور واضح کرتے ہیں ایسی کوئی تحریر نہیں ملی۔ اس طرح اٹارنی جنرل صاحب اور ان کی ٹیم ایک طرف تو ایک انتہائی اہم معاملہ میں سنجیدگی نہیں دکھا رہی تھی اور دوسری طرف جماعتی وفد کا وقت بے معنی اور لاحاصل حوالوں میں الجھا کر ضائع کر رہی تھی۔ اس کی ایک مثال 10 اگست کو بھی دیکھنے میں آئی جب ”الفضل“ 3 جولائی 1952 کے مزعومہ حوالہ ”**ہم فتح یاب ہوں گے اور تم ابوجہل کی طرح پیش ہو گے۔**“ کے نہ ملنے پر سامنے آئی۔

اٹارنی جنرل صاحب نے اصرار کیا کہ آپ تسلی کر لیں۔

20 اگست کو جب دوبارہ سیشن شروع ہوا تو اٹارنی جنرل صاحب نے تحدی سے کہا کہ ”مرزا صاحب کچھ جوابات آپ نے دیئے ہیں۔“

اس موقع پر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث اور اٹارنی جنرل صاحب کے درمیان جو مکالمہ ہوا وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

”مرزا ناصر احمد: ایک یہ سوال تھا کہ ”الفضل“ 3 جولائی 1952ء میں یہ ہے کہ ہم فتح یاب ہوں گے اور تم ابوجہل کی
طرح پیش ہوگے۔ اس کا جواب یہ ہے **اس پرچہ میں معناً یا لفظاً ایسا کوئی فقرہ نہیں ملا ہے۔**

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب آپ نے غور سے دیکھا ہے کسی اور پرچہ میں؟

مرزا ناصر احمد: ہاں میں نے اُس دن یہ کہا تھا کہ پانچ دس دن کے آگے یا پیچھے کے بھی ہم دیکھ لیں گے

اٹارنی جنرل: بعض دفعہ سال کی غلطی ہو جاتی ہے۔ اس تاریخ کا یا قریب سال کا

مرزا ناصر احمد: سارا ”الفضل“ کا فائل اس سوال کے لیے تلاش کرنا انسان کیلئے ممکن نہیں

اٹارنی جنرل: بعض دفعہ ہو جاتا ہے کہ جہاں 1952، 1951 ہو سکتا ہے۔ بعض دفعہ یہ 13 کی جگہ 23 ہو جاتا ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ آپ تمام پرچے دیکھیں گے۔ تو آپ کو یہ نہیں ملا۔

مرزا ناصر احمد: نہیں ملا۔“ (کاروائی 20/8 صفحہ 2-3)

غور کیجئے حوالہ دیتے وقت بھی اٹارنی جنرل صاحب فرماتے ہیں کہ تاریخ چھوڑ سال بھی آگے پیچھے ہو سکتے ہیں! کیا یہ طریق ہے کسی گواہ کو Examine کرنے کا؟؟

پھر 10 اگست کو ہی ”نزول مسیح“ اور ”تذکرہ“ کا حوالہ دیتے ہوئے یہ تسلیم کیا کہ ”بعض دفعہ ۲۲۷ کا ۲۴۷ ہوتا ہے۔“ (سرکلر کاروائی 10 اگست 1974ء صفحہ 18)

سرکلر کارروائی 10 اگست 1974ء صفحہ 43

رسالہ ”درود شریف“ کے حوالہ سے یہ بات کہی گئی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ایک صاحب حافظ محمد صاحب **درود شریف میں آلِ احمد بھی** پڑھتے رہے اور حضرت مسیح موعود نے اُن کو منع نہیں کیا۔ اس طرح یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ احمدیوں کا درود مروجہ درود سے الگ ہے۔

اس ضمن میں پہلی بات یہ ہے کہ رسالہ درود شریف حضرت مسیح موعود یا کسی خلیفہ کی کتاب نہیں ہے کہ اُسے دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا۔

(۲) اسی ”روایت“ میں یہ ذکر بھی آتا ہے کہ حافظ محمد صاحب کو تین دوسرے بزرگوں نے منع بھی کیا کہ ”یہ درود اس طرح نہیں پڑھنا چاہیئے بلکہ جس طرح حدیث میں آتا ہے اور نماز میں تشہد کے بعد پڑھا جاتا ہے، اس طرح پڑھنا چاہیئے۔“ اگر اس بات کو مان بھی لیا جائے کہ حافظ محمد صاحب ایسا پڑھتے تھے تو وہ اُن کا ذاتی فعل ہو سکتا ہے،

دوسرے ایسا نہیں پڑھتے تھے۔

(۳) حافظ محمد صاحب ایک نامعلوم شخصیت ہیں جن کو تاریخ احمدیت نے ریکارڈ نہیں کیا۔ سلسلہ احمدیہ کے کسی مطبوعہ لٹریچر میں ان کا ذکر نہیں ملتا۔

(۴) اگر رسالہ درود شریف کو جو قریباً ڈیڑھ صد صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں قرآن کریم، احادیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے ارشادات درج ہیں جن کو دیکھ کر معمولی عقل رکھنے والے شخص کو بھی پتہ لگ سکتا ہے کہ احمدی کون سا درود شریف پڑھتے ہیں۔ اور درود شریف کا صحیح عرفان اگر کسی کو ہے تو صرف احمدی ہیں۔

(۵) لیکن اصل اور اہم بات یہ ہے کہ **رسالہ درود شریف کے کسی ایڈیشن میں بھی ایسی کوئی عبارت ہے ہی نہیں۔**

(۶) اٹارنی جنرل صاحب نے یہ سب کچھ سننے کے بعد بھی اصرار کیا کہ وہ کتاب اگر آپ کو دکھا دی جائے تو حضور نے مختصراً جواب دیا ''میرا خیال ہے، وہ مشکل سے ملے گی۔۔ ہے نہیں۔ اس پر چیئرمین کو کہنا پڑا کہ جب Denial آ گیا تو اس کی ضرورت نہیں۔

(۷) حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے نہایت تحدی اور پُر شوکت الفاظ میں فرمایا۔

''جی میں یہ Deny کرتا ہوں کہ ہمارے پاس جتنے ایڈیشن ہیں، ان میں اس درود کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ نمبر 1 میں یہ Deny کرتا ہوں۔ نمبر 2 یہ کہ میں احمدیت کی گود میں پلا ہوں اور میں نے ساری عمر میں کبھی ایک دفعہ اس درود کے الفاظ نہیں سُنے۔ یہ میں deny کر رہا ہوں۔'' (رجسٹر کارروائی 20 اگست 1974ء صفحہ 121)

سرکلر کارروائی 10 اگست 1974ء صفحہ 46

''الفضل'' جلد 5 شمارہ 69-70 کا حوالہ پیش کرتے ہوئے اخبار کی تاریخ پوچھنے پر اٹارنی جنرل صاحب نے اعتراف کیا کہ

''تاریخ تو میرے پاس لکھی ہوئی نہیں ہے''

سرکلر کارروائی 10 اگست 1974ء صفحہ 51-54

"Ahmad

The Messenger of the Latter Days part .1"

انہوں نے مندرجہ ذیل عبارت پڑھی

"Ahmadis to form a seperate community from the outside mussalaman."

اور اس سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ احمدی مسلمانوں سے علیحدہ مذہب رکھتے ہیں اور اسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف منسوب کر دیا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ جو فوٹو سٹیٹ پڑھ رہے تھے وہ اس کتاب کی تھی نہیں بلکہ اور جگہ سے پڑھ رہے تھے کیونکہ انہوں نے حوالہ اس طرح پڑھا۔

Some basic facts regarding religious beliefs and views of kadianis as revealed by Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad, son and second successor of Mirza Ghulam Ahmad Kadani in his of the late days. Ahmad the Messenger

جبکہ کتاب کا اصل نام

"Ahmad the messanger of the lattter day "

ہے۔ دراصل جو ترجمہ ہے، حضرت مصلح موعود کی کتاب کا جو "سیرت مسیح موعودؑ" کے نام سے چھپی ہوئی ہے، یہ ترجمہ مکرم خان بہادر ابوالہاشم خان بنگالی صاحب نے کیا تھا اور اس عنوان سے صرف یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دیگر مسلمانوں سے ممتاز کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اور اپنے فرقہ کو مسلمان ہی کہا گیا۔

اس عنوان کے تحت یہ عبارت ہے۔

> "The year 1901 was the year of the Census. The Promised Messiah issued a notice to his followers asking them to get themselves recorded in the census papers under the name of Ahmadi Musslaman.This was therefore, the year when for the first time he differentiated his followers from the other Mussalmans by the name of Ahmadi. "

(AHMAD The MESSENGER of the LATTER DAYS PART 1.PAGE 58 Printed by Addison Press Mount Road Madras. 1924)

حقیقت یہ ہے کہ **اصل کتاب ''سیرت مسیح موعود'' میں اس قسم کا کوئی عنوان ہی موجود نہیں۔** مکرم ابوالہاشم صاحب نے عنوان خود لگائے تھے۔ حضرت مصلح موعود کی کتاب سے اُردو تحریر اس طرح ہے۔

> "1901ء میں مَردم شماری ہونے والی تھی اس لیے 1901ء کے اواخر میں آپ نے اپنی جماعت کے نام ایک اعلان شائع کیا کہ ہماری جماعت کے لوگ کاغذاتِ مَردم شماری میں اپنے آپ کو احمدی لکھوائیں گویا اِس سال آپ نے اپنی جماعت کو احمدی کے نام سے مخصوص کر کے دوسرے مسلمانوں سے ممتاز کر دیا۔''

سرکلر کارروائی 20 اگست 1974ء صفحہ 32-33

اٹارنی جنرل صاحب نے ''سیرت الابدال'' صفحہ 193 کے حوالہ سے اعتراض کیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہ بتا کر اراکین اسمبلی اور اٹارنی جنرل کو ششدر کر دیا کہ اس کتاب کے کل صفحات ہی سولہ ہیں۔ ان سولہ صفحات میں سے وہ کونسا 193 صفحہ تلاش کیا گیا ہے۔ جس پہ اعتراض کیا گیا ہے۔

اٹارنی جنرل صاحب نے چالاکی دکھاتے ہوئے کہا کہ وہ کسی دوسرے volume کا ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ کسی Volume میں بھی نہیں۔ کئی کتابیں جو اکٹھی چھپی ہیں ''روحانی خزائن'' کے نام سے، اُس کی بیسویں جلد میں یہ کتاب صفحہ 129 سے شروع ہوتی ہے اور صفحہ 144 پر ختم ہو جاتی ہے۔ رہے **وہ سولہ صفحے، تو ان سولہ صفحات میں مزعومہ حوالہ ہے ہی نہیں۔** اٹارنی جنرل صاحب نے ایک مرتبہ پھر حیرانی سے پوچھا ''بالکل نہیں ہے'' جواباً بتایا گیا ''نہیں ہے'' ۔۔۔۔۔۔ اٹارنی جنرل صاحب نے کہا کہ ''ٹھیک ہے۔ دیکھ لیں گے'' مگر وہ ''دیکھنا'' اراکین اسمبلی کو نصیب نہ ہوسکا۔

سرکلر کارروائی 20 اگست 1974ء صفحہ 61-62

ایک مرتبہ پھر اٹارنی جنرل صاحب نے ''خطبہ الہامیہ'' سے مبہم حوالہ پیش کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس کا ریفرنس پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ''خطبہ الہامیہ'' کا صفحہ 178 ہے یا 201 ہے پتہ نہیں کس پیج پر ہے کہ **''مرزا صاحب نے کہا ہے کہ**

''آنحضرت کے وقت چاند کی حالت پہلی شب کے چاند کی طرح تھی مگر مرزا صاحب کے وقت چودھویں رات کا

بدر، بدر کامل ہو گیا۔”

حضور نے ایوان کو بتایا کہ “خطبہ الہامیہ” کے متعلق کہا گیا تھا وہ میں نے دو تین صفحے آگے پیچھے دیکھے ہیں۔ کہیں **ایسا فقرہ نہیں ہے۔**

یہ سننے پر اٹارنی جنرل صاحب چہک کر بولے کہ “ہمیں مل گیا ہے۔ مولانا ظفر انصاری صاحب سنا دیں آپ۔”

اب مولانا نے سنانا شروع کیا۔ “مرزا بشیر الدین نے ذکر کیا ہے۔ “الفضل” قادیان جلد تین نمبر 76۔ یکم جنوری 1916ء میں” تو حضور نے فوراً فرمایا۔ “یہ تو خطبہ الہامیہ کی بات ہو رہی تھی۔”

سوچنے کی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری کتب اسمبلی میں موجود تھی اور چند سیکنڈ لگنے تھے حوالہ نکالنے میں مگر اس کی بجائے ایک Indirect حوالہ پیش کیا گیا۔ اب مولانا نے جو حوالہ پیش کیا۔ وہ یہ تھا۔

(۱) “آپ نے ہلال و بدر کی مثال سے یہ دقیق مسئلہ کمال خوبی کے ساتھ ہر کس و ناکس کے اچھی طرح ذہن نشین کر دیا کہ چودھویں کا چاند مسیح موعود ہی تو ہے جو چاند رات کے وقت تھا یعنی رسول کریم ﷺ۔ پس اسکا پہلی حالت سے بڑھ چڑھ کر شاندار ہونا محل اعتراض کیونکر ہو سکتا ہے۔” (سرکلر صفحہ 70)

اب اگلی سنئے کہ **یکم جنوری 1916ء کے “الفضل” میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا کوئی بیان، کوئی خطبہ یا کوئی تحریر نہیں ہے** جس سے مندرجہ بالا مطلب نکلتا ہو۔ اب قارئین غور کر سکتے ہیں کہ ایک عبارت حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کی گئی۔ “خطبہ الہامیہ” کا حوالہ دیا گیا۔ وہاں موجود نہیں۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حوالہ سے بات کی گئی۔ وہاں حضور کے الفاظ میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔

دراصل یہ الفاظ “الفضل” کے رپورٹر کے ہیں جو اس نے حضرت مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کی ایک پنجابی تقریر کا اردو میں خلاصہ نکالتے ہوئے تحریر کئے ہیں اور اس میں بھی سرے سے “خطبہ الہامیہ” کا ذکر ہی نہیں ہے۔

(“الفضل” یکم جنوری 1916ء صفحہ 4)

سرکلر کارروائی 20 اگست 1974ء صفحہ 72

پھر مولانا ظفر انصاری صاحب نے ایک اور حوالہ اسطرح پڑھا

(۲) “اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا۔ انجام کار آخر زمانے میں بدر ہو جائے خدا تعالیٰ کے حکم

سے۔ پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شُمار کی رُو سے بدر کی طرح مشابہ ہے۔ یعنی چودھویں صدی۔ پس انہیں معنوں کی طرف اشارہ ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس قول میں (عربی) پس اس امر میں باریک نظر سے غور کرو اور غافلوں میں سے نہ ہو۔” (سرکلر صفحہ 72)

اُسی وقت حضور نے فرمایا کہ یہ حوالہ جو سنایا گیا ہے اس میں اسلام کا ذکر ہے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت بانی سلسلہ کا ذکر نہیں۔ اور پھر خطبہ الہامیہ صفحہ 271 سے وہ عبارت پڑھ کر سنائی جس سے مضمون بالکل عیاں ہو جاتا تھا۔

(سرکلر کارروائی 20 اگست 1974ء صفحہ 89-90)

“مکتوبات احمدیہ” صفحہ 24-21 کے حوالے سے یہ عبارت منسوب کی گئی۔

“مسیح علیہ السلام کا چال چلن کیا تھا۔ کھاؤ۔ پیو۔ نہ زاہد۔ نہ عابد۔ نہ حق پرستار، متکبر۔ خدائی کا دعویٰ کرنے والا”

اس قسم کی کوئی عبارت مذکورہ کتب میں موجود نہیں تھی۔

سرکلر کارروائی 20 اگست 1974ء صفحہ 89-90

جب حضور بتا رہے تھے کہ مکتوبات احمدیہ صفحہ 24 پر ایسا کوئی حوالہ نہیں ملا تو اٹارنی جنرل صاحب یوں گویا ہوئے۔

“مرزا صاحب” البدر تو آپ نے 1906ء سے سارا دیکھا اور بڑے وثوق سے کہا کہ کسی جگہ اسکی Interpretation نہیں مِل رہی۔ اس واسطے میں آپ سے گذارش کرونگا جب آپ انکار کر دیتے ہیں تو اس سے اگر بعد میں کوئی چیز مل گئی تو بڑا بُرا Inferance ہوتا ہے”۔ حد ہے ڈھٹائی کی کہ گذشتہ ایک ہفتہ سے آپ غلط حوالے، غلط تاریخیں، غلط کتابیں، غلط صفحات، غلط عبارتیں، حتیٰ کہ غیر موجود حوالے بھی پیش کر رہے ہیں۔ اس پر شرمندگی بھی محسوس نہیں کر رہے بلکہ وہ شخص جو چھان بین کر کے حوالے اس غرض سے پیش کر رہا ہے کہ آپ کے اعتراضوں کے جواب دے، اُس کو یہ صلہ دیا جا رہا تھا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سرکلر کے صفحہ 89 سے صفحہ 95 تک کا مکالمہ درج کر دیا جائے۔

مرزا ناصر احمد: دین کے معاملے میں اسلام کے اندر رہتے ہوئے جو 72، 73 فرقے ہیں انکا جو آپس کا اختلاف ہے اسی طرح کا اختلاف ہمارا دوسروں کے ساتھ ہے اسلام کے اندر رہتے ہوئے۔ ایک سوال مکتوبات احمدیہ صفحہ 24 کا تھا جو کہا گیا تھا کہ **وہاں ایسی کوئی عبارت ہے۔ ہمیں ایسا کوئی حوالہ نہیں ملا۔**

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب ''البدر'' تو آپ نے 1906ء سے سارا دیکھا اور بڑے وثوق سے کہا کہ کسی جگہ اسکی Interpretation نہیں مل رہی۔ اس واسطے میں آپ سے گذارش کرونگا جب آپ انکار کر دیتے ہیں تو اس سے اگر بعد میں کوئی چیز مل گئی تو بڑا بُرا Inference ہوتا ہے۔

مرزا ناصر احمد: میں یہاں ۔۔۔۔۔۔

اٹارنی جنرل: چونکہ ہم یہاں آپ سے کوئی witness جیسی بات نہیں کر رہے۔

You are holding very important position..

مرزا ناصر احمد: تو میں اسکا جواب دوں۔

اٹارنی جنرل: میں اس واسطے کہہ رہا ہوں کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ اس صفحہ پر نہیں مل رہا ہے۔ فلاں جگہ پر نہیں مل رہا ہے۔ اگر آپکے علم میں نہیں ہے تو بالکل ٹھیک ہے۔ میں آپکے الفاظ Accept کر رہا ہوں۔

مرزا ناصر احمد: میں جب یہ کہتا ہوں کہ ایک جگہ میں نے خود کہا تھا کہ اس جگہ نہیں ہے فلاں جگہ ہے۔

اٹارنی جنرل: جو آپ کہیں گے۔۔ (قطع کلامی) ۔۔۔۔۔۔ تو وہ نہیں ہے۔

مرزا ناصر احمد: جو ہمیں ملے گا۔

اٹارنی جنرل: مگر اسکا جو Inference ہوگا مگر تھا کیونکہ یہ Presume کیا جاتا ہے کہ احمدیت کے بارے میں جتنی بھی چیزیں ہیں وہ آپکے علم میں ضرور ہوں گی۔

مرزا ناصر احمد: یہ Inference میرے نزدیک درست نہیں ہے۔ اس لئے میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ لاکھوں صفحوں کی کتب جنکی اشاعت قریباً 90 سال پر پھیلی ہوئی ہے، میں اسکا حافظ ہوں اور ہر حوالہ مجھے یاد ہے۔

اٹارنی جنرل: میں آپکو چھوٹی سے مثال دیتا ہوں۔

مرزا ناصر احمد: میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔

اٹارنی جنرل: ٹھیک ہے۔

مرزا ناصر احمد: لیکن جب میں یہ کہتا ہوں کہ میرے علم میں نہیں ہے تو آپکو یقین رکھنا چاہیئے کہ میرے علم میں نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: مجھے یقین ہے۔ ایک دو دفعہ ایسی باتیں ہوئی ہیں جس سے اسمبلی کے ممبران کو یہ شک ہوتا ہے کہ جو جواب آپکے حق میں ہوتا ہے اسکا حوالہ آپ ضرور لے آتے ہیں، پورا جواب دیتے ہیں اور جو جواب آپکے حق میں نہیں ہوتا اسکو آپ ٹالتے ہیں۔ معاف کیجیئے میں اس واسطے کہہ رہا ہوں کہ میں نے آپ سے ایک سوال پوچھا کہ کیا یہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے یہ بات کہی یا مرزا غلام احمد صاحب نے یہ بات کہی۔ آپ نے کہا نہ میں تردید کرتا ہوں اور نہ تائید کرتا ہوں۔

مرزا ناصر احمد: میں نے کہا جب تک میں نہ دیکھ لوں۔

اٹارنی جنرل: پھر اسکے بعد میں نے کہا مرزا صاحب یہ ہے حوالہ۔ آپ نے کہا ہاں ہاں یہ جواب ہم سے منیر کمیٹی میں بھی پوچھا گیا تھا۔ ہم نے یہی جواب دیا۔

You have prepared answer but still you say

میں تردید بھی نہیں کرتا اور تائید بھی نہیں کرتا۔

Mirza Nasir Ahmad: No.

Attorney General: This is on the record.

Mirza Nasir Ahmad: This is on the record but the inference is not on the record. And this is not True.

Attorney General : No. (Interruption) this is the only inference that could be dwawn from it that you had the answer prepared.

مرزا ناصر احمد: بالکل نہیں۔

Attorney General: پھر You say you cannot verify, still you said you cannot verify; you cannot deny.

مرزا ناصر احمد: میں بات واضح کر دیتا ہوں۔ آپ مانیں یا نہ مانیں۔ یہ آپکی بات ہے۔ بات یہ ہے کہ میں نے کہا کہ میرے علم میں نہیں۔

اٹارنی جنرل: اور آپکے پاس جواب تیار تھا۔

مرزا ناصر احمد: میرے پاس جواب تیار نہیں تھا۔ ان کے پاس جواب تیار تھا۔ انہوں نے کہا یہ ہے اور یہ اسکا جواب ہے۔

اٹارنی جنرل: آپ نے کہا منیر کمیٹی کے سامنے بھی پوچھا گیا تھا۔

مرزا ناصر احمد: منیر کمیٹی کی کتاب یہاں تھی، ان کے پاس تھی۔ انہوں نے مجھے منیر کمیٹی کی کتاب دی اور پھر میں نے اسی وقت ۔۔۔۔

اٹارنی جنرل: ٹھیک ہے مرزا صاحب آپ نے Clarify کر دیا۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ایسی چیزیں جو ہیں تو انکے Inference کی وجہ سے میری ڈیوٹی ہے۔

مرزا ناصر احمد: اور جو یہاں غلط حوالے پیش ہو گئے ہیں۔

اٹارنی جنرل: ہم تو جی آپ سے Clarify کرا رہے ہیں۔

جہاں تک سپیشل کمیٹی کا تعلق ہے ان کے لئے کوئی پابندی نہیں کہ کسی کو بلائیں، کسی سے بات کریں نیشنل اسمبلی قانون ساز ادارہ ہے۔ عدالتوں میں بلائے جاتے ہیں۔ نہ آپ ملزم ہیں نہ اور کوئی ملزم ہے۔

مرزا ناصر احمد: یہ تو آپکی بڑی مہربانی ہے۔

اٹارنی جنرل: مگر میں یہ چاہتا تھا جن حوالوں پر انحصار کریں وہ Clarify کریں۔ اسکی Calrification ہونی چاہیئے۔ اس وجہ سے ہم Clarify کرا رہے ہیں۔ کوئی حوالہ غلط ہو سکتا ہے۔ میں خود دیکھتا ہوں، چیک کرتا ہوں۔ پھر بھی ہم سمجھتے ہیں کہ ممکن ہے غلط ہو۔ پس اتنی گذارش کرونگا اگر آپکے علم میں ہو۔۔۔۔

مرزا ناصر احمد: میں نے بتایا کہ اگر میرے علم میں ہے۔۔۔۔۔۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب علم کے علاوہ آپکے پاس جو Documents ہیں وہ اور کہیں نہیں ہیں۔

مرزا ناصر احمد: بات سنیں نہ۔ آپ شام کو کہتے ہیں کہ ان پانچ چیزوں کو Verify کریں۔

اٹارنی جنرل: ٹھیک ہے بعض دفعہ ٹائم نہیں ہوتا۔ یہ اور بات ہے۔ اس دفعہ تو دس دن بھی آپکو مل گئے اور کئی حوالے آپ نے ڈھونڈ لیئے۔ میں نے پوچھا آپکے علم میں کوئی ایسی چیز ہے آپ کہتے ہیں کہ نہیں ہے۔

مرزا ناصر احمد: میں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ نہیں ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ میرے علم میں نہیں ہے اور جو چیز میرے علم میں نہیں ہے اسکے متعلق میں یہ کیسے کہوں کہ میرے علم میں ہے۔ آپ مجھے مشورہ دے دیں۔

اٹارنی جنرل: ٹھیک ہے۔

مرزا ناصر احمد: میرے علم میں نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: میں اس واسطے پوچھ رہا ہوں کہ پوزیشن Clarify ہو جائے۔

مرزا ناصر احمد: پوزیشن میری یہاں یہ ہے کہ جو میرے علم میں نہیں ہے۔ میں اپنا ذمہ دار ہوں کہ میرے علم میں نہیں ہے اور اسکے لئے میں نے اس دن بات کی اور آپ نے اس وقت یہ اتفاق کیا کہ 5، 10 دن پہلے یا 5، 10 دن بعد کے جو اخبار ہیں وہ بھی دیکھ لیں اور میں نے کہا یہ درست ہے اور میں نے انہیں تاکید کی کہ اسطرح دیکھیں اور ایک حوالہ مل گیا۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب میں پھر عرض کروں۔ میں Interupt نہیں کرنا چاہتا۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ جلدی کام ہو۔ آج صبح آپ نے فرمایا کہ 1906ء سے لیکر 22 تک اور 22 سے لیکر 44 تک کسی جگہ کسی لٹریچر میں سوال ہی نہیں اٹھا۔ تو اس وجہ سے آپ نے کہا کہ پوری سٹڈی کی ہے۔

مرزا ناصر احمد: پوری سٹڈی نہیں کی۔ پورا مشورہ کیا ہے۔ جو چیز میں صاف کہتا ہوں، اسکو بھی آپ محل اعتراض بنا لیں۔۔۔۔

اٹارنی جنرل: آپکی Integrity پر، آپکے Character پر کوئی Inputition نہیں۔ Clarify ضرور ہونا چاہیئے تا کہ آپکو یہ خیال نہ ہو کہ اٹارنی جنرل نے دھوکہ دیکر جواب دلوا دیا۔

مرزا ناصر احمد: بالکل ٹھیک ہے"۔

سرکلر کارروائی 20 اگست 1974ء صفحہ 126

اٹارنی جنرل سے حضرت صاحب نے پوچھا کہ یہ سمجھ نہیں آیا ہمیں کہ یہ کتاب موجود تھی تو فوٹوسٹیٹ کاپی یہاں پیش کی گئی۔ اٹارنی جنرل صاحب نے کمال قولِ سدید سے کام لیتے ہوئے کہا کہ **"نہیں اس وقت ان کے پاس کتاب موجود نہیں تھی۔"**

سرکلر کارروائی 21 اگست 1974ء صفحہ 5-6

اس روز کے آغاز میں ہی حضور نے واضح فرمایا کہ آئندہ میں صرف اُسی تاریخ یا کتاب کا صفحہ نمبر دیکھوں گا جو مجھ سے پوچھا جائے گا۔ اس سے قبل حضور نے یہ رعائیت دی تھی کہ آگے پیچھے بھی ہو تو دیکھ کر جواب دے دوں گا۔ یہاں بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل مکالمہ قارئین کے سامنے رکھ دیا جائے۔ تا کہ اندازہ ہو سکے کہ جناب اٹارنی جنرل صاحب اور اُن کی ٹیم جو سوالات مرتب کر کے پیش کرنے کی ذمہ دار تھی۔ کس ''ذمہ داری'' کے ساتھ یہ کام کر رہے تھے۔ ٹیم اصل حوالہ جات کو دیکھنے کی بھی زحمت نہیں کر رہی تھی بلکہ مخالفانہ کتب کے وہی فرسودہ، گھسے پٹے اور بازاری قسم کے حملے کر رہی تھی۔

''گواہ: یہ بڑے ادب کے ساتھ میں کہنا چاہتا ہوں کہ کل جو مجھ پر الزام لگایا گیا۔

اٹارنی جنرل: نہیں مرزا صاحب۔ میں نے کوئی الزام نہیں لگایا۔

گواہ: نہیں میری بات سن لیں۔ اس لئے سوالوں کے متعلق جو حوالے چاہئیں اسے معزز اراکین جو چاہیں خود تلاش کریں Check کر لیں ہمیں آپ صرف یہ پوچھیں کہ یہ حوالہ ہے۔ اسکا مطلب کیا ہے۔ ہم پر یہ بوجھ نہ ڈالیں کہ آپ کے لیے ہم حوالے تلاش کریں۔

اٹارنی جنرل: وہ ٹھیک ہے آپ سے میں یہ عرض کروں گا کہ آپ کہیں کہ اس حوالے کا آپ کو علم نہیں ہے۔ تو وہ کافی ہے۔

گواہ: صرف وہ حوالہ جو آپ کہیں کہ فلاں کتاب میں ہے اُس تاریخ کی میں بات کروں گا ایک دن پہلے اور ایک دن بعد کی بات بھی نہیں کروں گا۔

اٹارنی جنرل: نہیں وہ ٹھیک ہے مرزا صاحب۔ بات یہ ہے کہ یہ جو اخباروں میں رسالوں میں کتابوں میں Produce کر کے کتاب کی غلطی ہو جاتی ہے۔ ممبر صاحبان کہیں سے اٹھا کر مجھ سے سوال پوچھتے ہیں تو وہ میں آپ سے پوچھتا ہوں بعض دفعہ کسی تاریخ میں ۲۱ کی جگہ ۳۱ ہو جاتا ہے دس دن

کا فرق ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ سال کا فرق ہو جاتا ہے۔ ایسا ہو جاتا ہے۔

گواہ: جو پوچھنے والے ہیں وہ ذرا محنت کرلیا کریں۔

اٹارنی جنرل: نئی جی ان کے پاس حوالے ہیں نہیں۔ مثلاً ''الفضل'' کی ساری فائل آپ کے پاس ہے اور باقی ممبران کے پاس نہیں ہے اور زیادہ حوالہ جات ''الفضل'' کے ہیں تو اس لیے ہمیں یہ مشکل ہو گی۔ باقی یہ ٹھیک ہے۔ اگر آپ کو نہیں ملا تو۔

گواہ: نہیں میں نے تو صرف یہ عرض کی ہے کہ میں نے اپنی طرف سے نہایت دیانتداری کے ساتھ اس بات کو تسلیم کرلیا تھا کہ ہم اس کو تلاش کرینگے لیکن جس کا بدلہ مجھے یہ دیا گیا کہ بڑا نامناسب اعتراض مجھ پر کر دیا گیا۔ تو اس واسطے میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو بوجھ آپ کا ہے وہ آپ اُٹھائیں اور جو ہمارا ہے وہ ہم اٹھانے کی کوشش کریں گے۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب میں نے یہ عرض کیا تھا آپ کو کہ میں آپ کی دیانت پر شک نہیں کرتا ہوں میرے خیال میں آپ نے یہ الفاظ سنے تھے۔ میں نے یہ دو دفعہ کہا تھا کہ میں نے ایک سوال کیا تھا اور آپ نے کہا نہ آپ اس کی تائید کرتے ہیں نہ تردید کرتے ہیں اس کے بعد جب میں نے حوالہ دکھایا تو آپ نے کہا ہاں ہم سے یہ سوال کمیٹی میں بھی پوچھا گیا تھا اور ہم نے یہی جواب دیا تھا تو میں نے عرض کیا کہ جواب آپ کو معلوم تھا تو حوالہ بھی آپ کو معلوم ہونا چاہیئے پھر آپ کیوں Avoid کر رہے تھے۔

گواہ: میں نے یہ کہا کہ میرے ساتھی نے مجھے بتایا

اٹارنی جنرل: ٹھیک ہے وہ Clarify ہو گیا تو وہ تو ٹھیک ہوگئی کہ ریکارڈ میں اس قسم کی بات آ گئی تھی۔ آپ نے Clarify کر دیا کہ سب کو معلوم نہیں تھا۔ آپ کے ساتھی کو معلوم تھا۔''

سرکلر کارروائی 21 اگست 1974ء صفحہ 13

''اکھنڈ بھارت'' کے سلسلہ میں اٹارنی جنرل صاحب نے ''الفضل'' 5 اپریل 1957، 17 مئی 1957، 12 اپریل 1957، 17 جون 1957۔ اور اس کے بعد 24/8 کو انہوں نے خود ہی تصحیح کی یہ تواریخ اسطرح

ہیں۔ 5 اپریل 1947، 12 اپریل 1947 (بلا تاریخ) جون 1947 (بلا تاریخ) مئی، 18 اگست 1947، 28 دسمبر 1947۔

سرکلر کارروائی 21 اگست 1974ء صفحہ 80-81

شاہ عبدالعزیز صاحب کا حوالہ دیا گیا کہ انہوں نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا تھا۔ حضور نے پوچھا کہ اس کا حوالہ کیا ہے۔ اٹارنی جنرل صاحب نے کہا کہ کوئی نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ”ہمیں بتایا جائے کہ شاہ عبدالعزیز نے اس کو دارالحرب قرار دیا تھا یا نہیں دیا تھا تو تب میں پھر جواب دے سکتا ہوں لیکن یہ کہ کیا فلاں شخص نے کہا تھا یا نہیں کہا تھا۔ یہ تو کوئی سوال نہیں۔“ بغیر حوالہ ایک بات مبہم سی پوچھی جا رہی ہے۔ واہ رے واہ!

سرکلر کارروائی 21 اگست 1974ء صفحہ 80-81

غلط حوالوں اور اس پر خفت کی زحمت اُٹھانے سے بچنے کے لیے 21 اگست کو اٹارنی جنرل صاحب نے بغیر حوالہ سوال پوچھنے پر فرمایا ”میں اس واسطے کہہ رہا ہوں کہ میں نے ان کو حوالے بند کر دیئے ہیں“۔

سرکلر کارروائی 22 اگست 1974ء صفحہ 23

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل چار اشعار پڑھ کر

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور جدال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اَب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اَب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

واضح ہو کہ دوسرے مصرع میں اصل لفظ جدال نہیں قتال ہے۔

حضور نے اُسی وقت فرمایا کہ آگے بھی دو شعر ہیں جو اس کی Continuety ہیں

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التواء

اُردو ادب کا یہ قاعدہ ہے کہ نظم میں اشعار ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں۔ اور کسی ایک شعر کا مطلب دوسرے سے جدا کر کے نہیں نکالا جا سکتا۔ ساری نظم کو پڑھ لینے کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ یہاں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق مسیح موعود کے وقت میں جنگوں کا التواء مراد ہے۔

سرکلر کارروائی 21 اگست 1974ء صفحہ 30 و 68 سرکلر کارروائی 22 اگست 1974ء صفحہ 38

یہ اسمبلی اپنے کام میں کس درجہ ذمہ دار اور سنجیدہ تھی؟ اسمبلی میں ایک نہایت اہم مسئلہ درپیش تھا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ تمام ممبران اسمبلی جو ''جج'' بنے بیٹھے تھے اور جنہوں نے ایک مذہبی سیاسی مسئلہ پر اپنی رائے بلکہ ''فیصلہ'' دینا تھا۔ تمام کارروائی میں شریک ہوتے، دلائل کو غور سے سنتے، اور نوٹس لیتے۔ کل 130 ممبران کی اسمبلی تھی، 40 کا کورم مقرر تھا۔ مگر اسے پورے کرنے میں بھی گھنٹے لگ جاتے۔ اور اس کا اظہار ہمیں جا بجا ریکارڈ میں سے ملتا ہے۔ مثلاً 21 اگست کو ایک ممبر صاحب نے کہا کہ میں سب ممبر صاحبان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ براہ کرم وقت ضائع نہ کریں، جو وقت مقرر ہے اُس پر آئیں جس پر چیئرمین صاحب نے کہا کہ

''میں ایک سال سے اس کرسی پر بیٹھ کر یہی تبلیغ کر رہا ہوں کہ خدا کے لیے وقت پر آیا کریں۔ میرے کہنے کا کوئی اثر نہیں ہوا'' اور پھر کہا ''9 بجے کے بعد ایک ایک کر کے کھسکنا شروع کر دیتے ہیں. بستہ ہاتھ میں لیا اور کھسک گئے۔''

(کارروائی 21/08/74۔ صفحہ 30-31)

پھر اُسی روز رات 9 بجے جب 10 منٹ کے لیے وقفہ کیا گیا تو چیئرمین صاحب نے ممبران اسمبلی سے کہا کہ وہ ہال ہی میں تشریف رکھیں چونکہ پھر اُن کے لئے واپس آنا اور کورم قائم رکھنا مشکل ہوگا۔

"Memebers may keep sitting, other wise if you leave the hall, You will hardly be able to come back and form the quorum" (page 68)

اور پھر 22 اگست 1974 کو ایک مرتبہ پھر چیئر مین نے جو Remarks دیئے وہ ملاحظہ ہوں:

”کتابوں کے علاوہ ممبران بھی خیال رکھیں کہ وہ 40 تو پورے کر دیا کریں اس کا خیال رکھیں۔ ساری چیزیں اکٹھی سوچا کریں۔ ذرا سوچیں کہ ہم دو گھنٹے ضائع کر دیتے ہیں۔ کورم پورا کرنے میں۔“

(کاروائی 22 اگست 1974 صفحہ 38)

سرکلر کارروائی 22 اگست 1974ء صفحہ 48

”تریاق القلوب“ ضمیمہ 2 صفحہ 307-310 سے ایک حوالہ پڑھا جو ”**حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست**“ کے ماتحت چند عبارتیں تھیں۔ اور یہ ثابت کرنا چاہا کہ مسلمانوں میں جذبہ جہاد کو کم کرنے اور انگریزی حکومت کو مضبوط کرنے کیلئے کوششیں کرتے رہے۔ اور پھر بغیر کسی کتاب کے حوالہ سے وہ تحریر بھی پڑھی جس میں خود کاشتہ پودا کے الفاظ آتے ہیں اور مخالفین اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس کا جواب تو علیحدہ دیا جا رہا ہے مگر یہاں یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ

(i) اس میں حضور نے اپنے خاندان کا ذکر کیا ہے جو سنی اور اہل حدیث تھا۔ اس تحریر میں کئی دفعہ خاندان کا لفظ آیا ہے۔

(ii) سیاق وسباق سے ہٹ کر چند فقرے اُٹھائے گئے۔

(iii) اور اس ساری التماس کے بعد مطالبہ کیا کرتے ہیں؟ حضور نے اٹارنی جنرل صاحب سے سارا حوالہ پڑھوایا۔ جب اٹارنی جنرل صاحب اس فقرے پر پہنچے

”لہٰذا ہمارا حق ہے کہ خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصی توجہ کی درخواست کریں تا کہ ہر شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لیے دلیری نہ کر سکے۔“ تو حضور نے فرمایا کہ ساری تمہید کا مطلب یہ ہے کہ بلاوجہ کوئی ہماری آبروریزی نہ کر سکے۔ (صفحہ 59)۔ یہ حوالہ ”کتاب البریہ“ سے لیا گیا ہے۔

نیز اس حقیقت کا اظہار فرمایا کہ جماعت نے مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایک دھیلہ کبھی انگریز سے نہیں لیا۔ نہ جماعت نے چار مربعے زمین لی جو بعض دوسرے علماء نے اس وقت لی۔“ (ص 57)، اور پوچھا ”مربعے مانگے، کوئی پیسے لیے۔ کوئی رعایتیں لیں۔ کوئی نوکریاں مانگیں۔“ (ص 59) ”کبھی تو کوئی زمین کا نہ کبھی کوئی نوکریاں لیں، نہ کبھی خطاب لیا، ہر چیز کو ٹھکرا دیا۔ مانگا صرف یہ کہ عزت کی زندگی انھیں گزارنے دیں اور شریف

انسان کی زبان سے نکلا کہ اگر تم یہ بھی کروگے تو ہم تمھارے بڑے مشکور ہوں گے‘‘۔(ص60)۔

نہایت ادب کے ساتھ عرض ہے کہ اٹارنی جنرل صاحب کو سیدنا ونبینا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا (کافر) سردار مکہ مطعم بن عدی اور اسکے بیٹوں کی حفاظت، پناہ اور تلواروں کے سایہ میں مکّہ تشریف لانا، کس طرح بھول گیا۔ واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ’’تاریخ طبری‘‘ جلد اوّل صفحہ 110 از علامہ ابن جریر طبری۔ اُردو ترجمہ ناشر نفیس اکیڈمی۔ سٹریچن روڈ کراچی۔ اشاعت دوم جولائی 1970ء ’’سیرت النبیؐ‘‘ حصہ اوّل از علامہ شبلی نعمانی صفحہ 252-251 ناشر مطبع معارف اعظم گڈھ، طبع چہارم

سرکلر کارروائی 23 اگست 1974ء صفحہ 26

اٹارنی جنرل صاحب کی بصیرت اور حاضر دماغی کا حال یہ تھا کہ کچھ حوالے پیش کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ

’’میرے خیال میں آپ نے ان کے جواب دے دیئے ہیں اور کیونکہ ریکارڈ سے کچھ پتہ نہیں چلتا تو ایک بار پھر میں پڑھ دیتا ہوں اگر آپ نے ان کے جواب دے دیئے ہیں اور آپ کو یاد ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر جواب نہیں دیئے ہیں تو مہربانی کرکے آپ ان کے جواب دے دیں کیوں کہ بعد میں ممبران صاحبان کہتے ہیں کہ ابھی تک ہمارے اس سوال کا جواب نہیں آیا۔‘‘

اور پھر کئی حوالے ایسے دوبارہ پڑھ دیئے جن کا جواب پہلے دیا جا چکا تھا۔ اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ اُنہیں اس بات سے کوئی غرض نہیں تھی کہ جواب آیا ہے کہ نہیں یا کیا جواب آیا ہے؟۔ صرف اعتراض کرنے کی ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے۔

سرکلر کارروائی 23 اگست 1974ء صفحہ 26-27

’’ریویو آف ریلیجنز‘‘ جلد نمبر 16 نمبر 3 سے ایک عبارت پڑھی جس کا کوئی صفحہ نمبر حسب معمول نہیں دیا گیا تھا اور جماعت پر چھوڑا گیا کہ وہ سارے رسالہ کو جس کے ---------- صفحات ہیں، پڑھے، کھنگالے اور ڈھونڈ کر پھر جواب پیش کرے۔

پہلے کہا کہ یہ بشیر احمد قادیانی کا ہے پھر کہا کہ ’’ہونا ایسے چاہیئے تھا۔ یہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کا ہونا چاہیئے تھا۔ اُن کا ہوگا‘‘

پیش کرنے والے صاحب اس تحریر کے لکھنے والے کا نام بھی نہیں جانتے اور ساتھ ہی کہا کہ یہ ہمارے پاس ہے۔

پہلے یہ سوال پڑھا۔

’’کیا مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے نہیں کہا تھا۔ پھر حوالہ شروع ہوتا ہے کہ ظل نبوت نے مسیح موعودؑ مرزا غلام احمد قادیانی کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔‘‘

پھر اگلے ہی منٹ میں یہ حوالہ اسطرح پڑھا۔

’’تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کاغذات حاصل کر لئے اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا‘‘

اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ نعوذ باللہ احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت نبی اکرم ﷺ کے بالمقابل اور متوازی نبی سمجھتے ہیں۔ **درحقیقت یہ تحریر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی نہیں ہے۔**

اب ملاحظہ فرمائیں اصل عبارت!

> ’’مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند ہو گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا پس اَب جو ظلی نبی ہوتا ہے وہ نبوت کی مہر کو توڑنے والا نہیں کیونکہ اُس کی نبوت اپنی ذات میں کچھ چیز نہیں بلکہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ظل ہے نہ کہ مستقل نبوت۔ اور یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بروزی نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے، یہ محض ایک نفس کا دھوکہ ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ ظلی نبوت کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان نبی کریم صلعم کی اتباع میں اس قدر غرق ہو جاوے کہ من تو شدم تو من شدی کے درجہ کو پالے۔ ایسی صورت میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع کمالات کو عکس کے رنگ میں اپنے اندر اترتا پائے گا۔ حتیٰ کے اِن دونوں میں قرب اتنا بڑھے گا کہ نبی کریم صلعم کی نبوت کی چادر بھی اُس پر چڑھائی جائے گی تب جا کر وہ ظلی نبی کہلائے گا۔ پس جب ظل کا یہ تقاضا ہے کہ اپنی اصل کی پوری تصویر ہو اور اُس پر تمام انبیاء کا اتفاق ہو تو وہ نادان جو مسیح موعود کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اُس کے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے کیونکہ اُس نے اس نبوت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تما

م نبوتوں کی سرتاج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر ٹھوکر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت صلعم کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور اس ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے اُن کے لیے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جاویں جو نبی کریم میں رکھے گئے بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت کسی کو کم۔ مگر مسیح موعودؑ کو تو تب نبوت ملی جب اُس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اِس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعودؑ کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔“

(”ریویو آف ریلیجنز“ جلد 14 نمبر 3 صفحہ 113 مارچ و اپریل 1915ء)

یہاں تو یہ ذکر ہو رہا ہے کہ آپ حضرت محمد ﷺ کی اتباع میں اس قدر غرق ہو گئے کہ من تو شدم تو من شدی کے درجہ کو پالیا۔

سرکلر کارروائی 23 اگست 1974ء صفحہ 34

صفحہ 91 سے اٹارنی جنرل صاحب نے ایک ادھوری عبارت پیش کر کے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ حضرت مسیح موعودؑ نعوذ باللہ آنحضرتؐ کے مقابلہ پر اپنے آپ کو کامل ہدایت اور سچے دین والا نبی ظاہر کر رہے ہیں۔

اٹارنی جنرل صاحب نے عبارت اسطرح پڑھی۔:

”یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو کامل ہدایت، سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کرے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اسکو عطا کرے۔ چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ظہور میں نہیں آیا۔ ممکن نہیں خدا کی پیشین گوئی میں کچھ تعطیل ہو۔ اس لئے اس آیت میں ان سے ان متقدمین کا امتحان ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا۔ اس عالمگیر غلبہ کے لئے نہی امر کا پایا جانا ضروری ہے جو پہلے زمانے میں نہیں پائے گئے۔“

قطع نظر اس کے کہ اس میں چند لفظوں کا ہیر پھیر ہے،

اب آیئے ''چشمہ معرفت'' صفحہ 90 تا 92 سے اس عبارت کو پڑھتے ہیں۔:

''وہ خدا جس کو کسی نے بھی نہیں دیکھا اُس پر یقین لانے کیلئے بہت گواہوں اور زبردست شہادتوں کی حاجت ہے جیسا کہ دو آیتیں قرآن شریف کی اس واقع پر گواہ ہے اور وہ یہ ہیں

وان من امة الا خلافيها نذير .

فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد

یعنی کوئی قوم نہیں جس میں ڈرانے والا نبی نہیں بھیجا گیا یہ اس لیے کہ تا ہر ایک قوم میں ایک گواہ ہو کہ خدا موجود ہے اور وہ اپنے نبی دنیا میں بھیجا کرتا ہے اور پھر جب اُن قوموں میں ایک مدت دراز گزرنے کے بعد باہمی تعلقات پیدا ہونے شروع ہوگئے اور ایک ملک کا دوسرے ملک سے تعارف اور شناسائی اور آمدورفت کا کسی قدر دروازہ بھی کھل گیا اور دنیا میں مخلوق پرستی اور ہر ایک قسم کا گناہ بھی انتہا کو پہنچ گیا تب خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا تا بذریعہ اس تعلیم قرآنی کے جو تمام عالم کی تباہی کے لیے مشترک ہے دنیا کی تمام متفرق قوموں کو ایک قوم کی طرح بناوے اور جیسا کہ وہ واحد لاشریک ہے اُن میں بھی ایک وحدت پیدا کرے اور تا وہ سب مل کر ایک وجود کی طرح اپنے خدا کو یاد کریں اور اُس کی واحدانیت کی گواہی دیں اور تا پہلی وحدت قومی جو ابتدائے افرنیش میں ہوئی اور آخری وحدت اقوامی جس کی بنیاد آخری زمانہ میں ڈالی گئی یعنی جس کا خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے وقت میں ارادہ فرمایا۔ یہ دونوں قسم کی وحدتیں خدائے واحد لاشریک کے وجود اور اُس کی واحدانیت پر دوہری شہادت ہو کیونکہ وہ واحد ہے اس لیے اپنے تمام نظام جسمانی اور روحانی میں وحدت کو دوست رکھتا ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لیے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہوگیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں، زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو

قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لیے اسی اُمت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعودؑ کے نام سے موسوم ہے اور اُسی کا نام خاتم الخلفاء ہے پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُس کے آخر میں مسیح موعودؑ ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دُنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہولے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اُسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اُسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے۔

ھوالذی ارسل رسولہ بالھد ی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اُس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالم گیر غلبہ اُس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالم گیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو اس لیے اس آیت کی نسبت اُن سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالم گیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔ کیونکہ اس عالم گیر غلبہ کیلئے تین امر کا پایا جانا ضروری ہے جو کسی پہلے زمانہ میں وہ پائے نہیں گئے۔''

(''چشمہ معرفت'' تصنیف 15 مئی 1908۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 90-91)

اس کے بعد حضور نے اُن تین امور کو بالصراحت بیان فرمایا ہے جو اس عالم گیر غلبہ کیلئے ضروری تھے۔

پھر فرمایا ''نیز اُس زمانہ میں ابھی اسلام کی تکذیب انتہا تک نہیں پہنچی تھی اور ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا کہ خدا کی غیرت تقاضا کرے کہ اسلام کی تائید میں آسمانی نشانوں کی بارش ہو مگر ہمارے زمانے میں وہ وقت آ گیا کیونکہ اس زمانہ میں گندی تحریروں کے ذریعہ سے اس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی توہین کی گئی ہے کہ کبھی کسی زمانہ میں کسی نبی کی توہین نہیں ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو ثابت نہیں ہوتا کہ کسی عیسائی یا یہودی نے اسلام کے رد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں دو یا تین ورق کا رسالہ بھی لکھا ہو مگر اب اس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کی توہین اور اسلام کے رد میں کتابیں لکھی گئیں اور اشتہار شائع کیے گئے اور اخباریں تمام دنیا میں پھیلائی گئی کہ اگر وہ تمام جمع کی جائیں تو وہ ایک بڑے پہاڑ کے برابر طومار ہوتا ہے بلکہ اس سے زیادہ۔ ان اندھوں نے اسلام کو ہر ایک برکت سے بے بہرہ قرار دیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی آسمانی نشان نہیں دکھلایا اور اس بات پر زور دیا ہے کہ دنیا میں اسلام کا نام ونشان نہ رہے اور ایک عاجز انسان کی خدائی ثابت کرنے کیلئے خدا کے پاک دین اور پاک رسول کی وہ توہین کی گئی ہے جو ابتدائے دنیا سے آج تک کسی دین اور کسی رسول کی ایسی توہین نہیں ہوئی اور درحقیقت یہ ایک ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ شیطان اپنے تمام ذریات کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے کہ اسلام کو نابود کر دیا جائے اور کیونکہ بلاشبہ سچائی کا جھوٹ کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے اس لیے یہ زمانہ بھی اس بات کا حق رکھتا ہے کہ اس کی اصلاح کیلئے کوئی خدا کا مامور آوے پس وہ مسیح موعود ہے جو موجود ہے اور زمانہ حق رکھتا تھا کہ اس نازک وقت میں آسمانی نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی دنیا پر حجت پوری ہو سو آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور آسمان جوش میں ہے۔ کہ اس قدر آسمانی نشان ظاہر کرے کہ اسلام کی فتح کا نقارہ ہر ایک ملک میں اور ہر ایک حصہ دنیا میں بج جائے۔ اے قادر خدا! تو جلد وہ دن لا کہ جس فیصلہ کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ظاہر ہو جائے اور دنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے دین اور تیرے رسول کی فتح ہو آمین ثم آمین۔“

(”چشمہ معرفت“ تصنیف 15 مئی 1908۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 94-95)

سرکلر کارروائی 23 اگست 1974ء صفحہ 42-43

اُسی دن پھر یہ سوال کیا گیا کہ مرزا صاحب نے کسی جگہ فرمایا **”میں پہلے سمجھتا تھا کہ میں نبی نہیں ہوں لیکن خدا تعالیٰ کی وحی نے مجھے اس خیال پر نہ رہنے دیا.........“ گویا ”اللہ میاں نے اپنے آپ کو Clear نہیں کیا تھا کہ آپ نبی ہیں۔** اٹارنی جنرل صاحب نے اس کا کوئی حوالہ نہ دیا چونکہ جب حضور نے فرمایا کہ یہ کتاب اگر مجھے دے دیں تو میں اس کا حصہ پڑھ دیتا ہوں تو اٹارنی جنرل صاحب بولے۔ ”میرے پاس اس کا سوال نہیں ہے۔ یہ رپورٹ ہوا ہے“

پھر بھی اٹارنی جنرل صاحب جب سوال کرنے پر مصر رہے۔

حضور نے فرمایا کہ ”جب ہمارے سامنے وہ کتاب ہی نہیں تو اپنی طرف سے فلاسفائز (Philosiphize) کیوں کروں“

پھر اٹارنی جنرل صاحب نے اصرار کیا تو حضور نے کہا کہ مجھے کتاب دیں۔

اس پر اٹارنی جنرل صاحب بولے ''یہ ''الفضل'' سے ہے 3 جنوری 1940ء''۔

حضور نے پوچھا کہ ''اس میں حوالہ ہوگا کس کتاب کا ہے۔'' تو کمال سادگی سے فرمایا کہ میرے پاس ہوتا تو میں پہلے ہی بتا دیتا۔ ''الفضل'' کا ذکر نہ کرتا''

اور قارئین یہ پڑھ کر حیران رہ جائیں گے کہ **یہ حوالہ درحوالہ جس ''الفضل'' کی طرف منسوب کیا گیا یعنی 3 جنوری 1940ء۔ اس میں لفظاً یا معناً اسطرح کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔**

یہاں ضمناً عرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تدریجی دعووں کو تمسخر کی نگاہ سے دیکھنے والوں کی نظر سے ''تحویل قبلہ'' کا معاملہ تو ضرور گزرا ہوگا جو شعبان سن 2 ہجری میں ہوا تھا۔ کیا اللہ تعالیٰ کو clear نہیں تھا کہ اس کا اصل گھر تو خانہ کعبہ ہے، بیت المقدس نہیں۔ پھر سالہا سال تک بیت المقدس کو کیوں قبلہ اُول بنائے رکھا۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ ''تاریخ طبری'' جلد اوّل صفحہ 110 از علامہ ابن جریر طبری۔ اُردو ترجمہ۔ ناشر نفیس اکیڈمی۔ سٹریچن روڈ کراچی۔ اشاعت دوم جولائی 1970ء و ''سیرت النبی'' حصہ اوّل از علامہ شبلی نعمانی صفحہ 178 تا 180 ناشر دارالاشاعت اُردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی۔)

سرکلر کارروائی 23 اگست 1974ء صفحہ 44

''براہین احمدیہ حصہ پنجم'' صفحہ 54 کا یہ حوالہ سنایا گیا:

''اور یہ الہامات اگر میری طرف سے اس موقع پر ظاہر ہوتے جبکہ علماء مخالف ہو گئے تھے وہ لوگ ہزارہا اعتراض کرتے لیکن ایسے موقع پر شائع کیے گئے جبکہ یہ علماء ہمارے موافق تھے یہی سبب باوجود اس قدر جوش کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا چونکہ وہ ایک دفعہ اس کو قبول کر چکے تھے اور سوچنے پر ظاہر ہو گیا کہ میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں میرا نام خدا نے عیسٰی رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیات تھیں وہ میرے حق میں بیان دیں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات میں اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہے تو کبھی قبول نہیں کرتے خدا کی قدرت انہوں نے قبول کر لیا اور اس پیچ میں ہم پھنس گئے۔''

''براہین احمدیہ حصہ پنجم'' صفحہ 54 (طبع اوّل) اور صفحہ 54 (روحانی خزائن جلد 21) پر اس قسم کی کوئی عبارت نہیں ملی۔

سرکلر کارروائی 23 اگست 1974ء صفحہ 47

اب جبکہ کاروائی اپنے اختتام کو پہنچ رہی تھی، جناب اٹارنی جنرل صاحب کو بھی احساس ہوتا جا رہا تھا کہ وہ جا بجا غلط حوالے، کتب کے غلط نام یا اخباروں کی غلط تاریخیں اور صفحات دے رہے ہیں۔ چنانچہ اس کا اعتراف اُنہیں 23 اگست کی کاروائی میں بھی کرنا پڑا۔

وہ اپنی بے بسی کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"اٹارنی جنرل: اس پر اب وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کا page بھی غلط ہے۔ پتا نہیں کیا ہے۔ وہ بھی بعد میں دیکھ لیں گے۔ یہاں نہیں ہے ورنہ میں دے دیتا۔

گواہ: page غلط ہے تو میں کیسے ڈھونڈوں گا

اٹارنی جنرل؛ نہیں وہ بتا دیں گے۔

گواہ: ہاں، ہاں ٹھیک ہے۔

اٹارنی جنرل: بعض دفعہ Page ٹھیک ہوتا ہے کتاب غلط ہوتی ہے۔ پتہ نہیں لگتا۔ اس لئے میرے لیے بڑی مشکل ہوتی ہے کیونکہ آپ کے لیے بھی Difficulty ہے کہ اتنی بڑی کتابوں میں Trace Out کرنا پڑتا ہے بعض ایسے جبکہ علم میں بات ہوتی ہے تو پھر آسانی ہو جاتی ہے۔"

اُسی روز ایک مرتبہ پھر اُنہوں نے اس کا اظہار اسطرح کیا

"یہ حوالہ شاید پھر غلط ہو

I am very sorry Mirza Sahib

کیوں کہ ہمیں جو حوالہ دیا گیا ہے یہ بھی کسی اور کتاب سے ہے۔" (صفحہ 64)

اور اسی دن اختتام پر اُنہیں ایک مرتبہ پھر یہ قول سدید ببانگِ بلند کہنا پڑا کہ (حوالے) **مجھے تو ملتے نہیں**۔ (صفحہ 71)

سرکلر کارروائی 23 اگست 1974ء صفحہ 48

ایک اور سوال یہ کیا گیا **"کیا مرزا صاحب نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں یہ لکھ کر دیا کہ وہ آئندہ اپنے مخالفین کے خلاف ایسے الہامات شائع نہیں کریں گے جس سے ان کے مخالفین کی موت اور تباہی کا ذکر ہو یا ان کی کوئی بدکلامی سمجھی جائے۔"**

اس کا حوالہ پوچھنے پر اٹارنی جنرل صاحب نے فرمایا کہ اُنہوں نے (یعنی کسی ممبر نے) ایسے سوال پوچھا ہے یعنی بغیر کسی ریفرنس کے ایک سوال جڑ دیا گیا۔

اٹارنی جنرل صاحب اور ان کی ٹیم کو ''صلح حدیبیہ'' کے تفصیلی واقعات تو ضرور یاد ہوں گے۔ اس کی شرائط بھی سامنے ہوں گی۔ ابو جندل کے مکہ واپس بھجوانے، شرائط کے آخر میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا مشرکین مکہ کے مطالبہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی بجائے باسمک اللّٰھم لکھوانے اور ''رسول اللہ'' کا لفظ اپنے دستِ مبارک سے کاٹنے اور اس وقت حضرت عمر فاروقؓ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مکالمہ تو خوب مستحضر ہوگا، کیا کوئی اس گستاخی کا تصور بھی کرسکتا ہے کہ نعوذ باللہ حضور کو اپنی نبوت کے بارہ میں کوئی شک تھا؟؟۔ فا نالله و انا اليه راجعون

''تاریخ طبری'' جلد اوّل صفحہ 335 از علامہ ابن جریر طبری۔ اُردو ترجمہ ناشر نفیس اکیڈمی۔ سٹریچن روڈ کراچی۔ اشاعت دوم جولائی 1970ء اور ''سیرت النبی'' حصہ اوّل از علامہ شبلی نعمانی صفحہ 454-457 ناشر مطبع معارف اعظم گڈھ، طبع چہارم سے اس واقعہ کی پوری تفصیل پڑھی جاسکتی ھے۔

سرکلر کارروائی 23 اگست 1974ء صفحہ 68

اٹارنی جنرل صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے نام پڑھنے میں بھی دشواری تھی۔
چنانچہ انہوں نے کتاب کا نام پڑھا ''**عمادۃ البشرہ**''۔ حضور نے تصیح کی کہ نام ہے ''حمامۃ البشریٰ''

سرکلر کارروائی 23 اگست 1974ء صفحہ 70

''فتاویٰ احمدیہ جلد اوّل'' کے بارے میں حضور نے پوچھا کہ کس کی لکھی ہوئی کتاب ہے تو اٹارنی جنرل صاحب نے کہا مجھے پتہ نہیں۔ بہر حال حضور نے واضح فرمایا کہ یہ بانی سلسلہ کی کتاب نہیں ہے۔

سرکلر کارروائی 24 اگست 1974ء صفحہ 1و40

اس امر کی مزید دلیل کہ جو اعتراضات پیش کیئے گئے، اُن کے لیے اصل کتب یا رسائل سے استفادہ ہی نہیں کیا گیا تھا بلکہ مخالفانہ کتب نے قطع و برید کے بعد، سیاق و سباق سے ہٹ کر اور کٹی پھٹی جو تحریرات اپنے مضامین میں شامل کی تھیں، وہیں سے اعتراضات اُٹھا کر پیش کر دیئے گئے اور کسی کی بھی تصدیق کرنے ضروری نہیں سمجھی گئی۔ اصل

کتب یا رسائل مخالف ٹیم کے پاس موجود ہی نہیں تھے چنانچہ کارروائی کے آخری روز 24 اگست کے آغاز میں ہی اٹارنی جنرل صاحب کو یہ درخواست حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے کرنی پڑی۔

”ہاں وہ ایک اور گذارش یہ کرنا تھی کہ وہ کچھ ”الفضل“ کے حوالے میں نے ذکر کئے تھے پرسوں۔ اُن کے ریکارڈ میں ہمیں ضرورت ہوگی۔ اگر آپ کے پاس ان کی اور جتنی کاپی نہیں تو اُن میں سے Extract ہمیں دے دیں وہ اکھنڈ بھارت کے بارے میں اپریل مئی اور جون 1947ء کے ہیں کیونکہ ہمارے پاس جو باقی جگہ سے نوٹ ہوئے ہیں یا فوٹوسٹیٹ ہیں وہ ٹھیک نہیں ہے۔“

اس پر حضور نے فرمایا ٹھیک ہے ورنہ فوٹوسٹیٹ کاپی دے دیں گے۔

اسی دن ”مباحثہ راولپنڈی“ جس سے بالواسطہ اعتراضات کئے گئے تھے، بھی ریکارڈ میں جمع کرانے کے لئے مانگی گئی (صفحہ 40)

قارئین بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ یہاں ”ملزمان“ کو ہی کہا جا رہا ہے کہ تمہارے خلاف جو الزامات ہم لگا رہے ہیں، چونکہ ہمارے پاس اس کا ثبوت نہیں ہے لہٰذا تم وہ ثبوت ہمیں مہیا کرو!!۔ یہ منطق یا تو سکھا شاہی میں دیکھی گئی تھی یا ضیائی مارشل لاء میں۔

جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے چوں کہ دلائل و براہین کے ایک محکم اور مضبوط مینار پر کھڑی ہے اور جانتی ہے کہ مخالفین کے پاس سوائے گالیوں اور پھبتیوں کے کچھ نہیں ہے، سو سال گزرنے کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی تحریرات اور دیگر حوالے دنیا کے سامنے من وعن پیش کرتی چلی جا رہی ہے اور مخالفین ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن حدیثوں کو اور بزرگان امت کے اقوال وارشادات کو اپنے لٹریچر سے غائب کرنے کی گستاخی کر رہے ہیں جن سے احمدیہ علم کلام کو کچھ بھی فائدہ پہنچ سکتا ہو۔ (اس ضمن میں ملاحظہ ہو۔ ”اسلامی لٹریچر میں خوفناک تحریف“۔ از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت)

سرکلر کارروائی 24 اگست 1974ء صفحہ 3

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل دو اشعار پڑھ کر یہ تاثر دیا گیا کہ آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ مَیں معرفت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کم نہیں۔

آنچہ داداست ہر نبی را جام

داد اَن جام را مرا بتمام

انبیاء گرچہ بودے اند بسے

من بعرفاں نہ کمترم زکسے

اس کا جواب اِسی نظم کے دوسرے اشعار پڑھ کر واضح ہو جاتا ہے۔ جن میں سے ایک یہ ہے

لیک آئینہ ام زربّ غنی

از پئے صورتِ مہ مدنی

ترجمہ:۔ لیکن میں رب غنی کی طرف سے بطور آئینہ کے ہوں اُس مدینہ کے چاند کی صورت دُنیا کو دکھانے کے لیے۔ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

سرکلر کارروائی 24 اگست 1974ء صفحہ 26 تا 31

محمدی بیگم کے بارہ میں اپنے الفاظ میں ایک قصہ بنایا گیا۔ انگریزی میں اٹارنی جنرل صاحب کو ایک سٹوری بنا کر دے دی گئی۔ اس میں محمدی بیگم کو بار بار احمدی بیگم کہا گیا۔ سوال کرنے والے کو مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ کا نام بھی معلوم نہیں۔ ایک خلاصہ بنا کر پوچھا گیا کہ اس کو Verify کریں۔ حضور نے پوچھا کہ اس کا کوئی حوالہ ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ دس گیارہ کتابوں سے لیا گیا ہے حضور نے فرمایا کہ ہمیں کتب کا نام دے دیں بغیر صفحے کے۔ بیچ میں سے ہم خود نکال لیں گے۔ اٹارنی جنرل صاحب کے پاس حوالے موجود ہی نہیں تھے (اسلئے انہیں کہنا پڑا کہ مَیں معلوم کر لوں گا)۔

سرکلر کارروائی 24 اگست 1974ء صفحہ 32

اٹارنی جنرل صاحب نے تاریخی میدان میں قدم رکھتے ہوئے ازراہِ تمسخر کہا کہ

”اپنے مرزا صاحب کے بیٹے احمدی نہیں ہوئے۔ یہ تو کوئی بات ہی نہیں ہے۔“

حالانکہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے 1927ء میں بیعت کی اور 1933ء میں وفات پائی۔

سرکلر کارروائی 24 اگست 1974ء صفحہ 56-57

سوال پوچھا گیا۔

’’ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد صرف تین ہزار نکلی ’’تحفہ گولڑویہ‘‘ صفحہ 40 اور اپنے معجزات کی تعداد ’’براہین احمدیہ حصہ پنجم‘‘ صفحہ 54 میں لاکھوں۔‘‘

اس سے اٹارنی جنرل صاحب نے یہ غلط تاثر دینے کی کوشش کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت مرزا صاحب نے تقابل کیا ہے اور وہ نعوذ باللہ افضل ہیں۔

ان تحریرات میں جو دو الگ الگ جگہ سے لی گئی ہیں، تقابل کیا ہی نہیں گیا اور دونوں کے سیاق وسباق مختلف ہیں۔ حضرت خلیفہ ثالثؒ نے واضح فرمایا کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک زندہ نبی ہیں۔ آپ کی روحانی زندگی قیامت تک ممتد ہے اور جو معجزے حضرت مسیح موعودؑ سے ظاہر ہوئے **وہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی معجزات ہیں۔**

’’براہین احمدیہ حصہ پنجم‘‘ صفحہ 54 (طبع اول روحانی خزائن) پر کسی قسم کی **کوئی تحریر نہیں** جہاں حضور نے تقابل کیا ہو۔ تاہم ایک اور تحریر جس میں نشانوں کا ذکر ہے وہ صفحہ 56 پر ملتی ہے۔ اپنے الہامات درج فرمانے کے بعد حضور فرماتے ہیں۔

> ’’ان چند سطروں میں جو پیش گوئیاں ہیں وہ اسقدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے اور نشان بھی ایسے کُھلے کُھلے جو اوّل درجہ پر خارق عادت ہیں۔ سو ہم اوّل صفائی بیان کے لئے ان پیش گوئیوں کے اقسام بیان کرتے ہیں۔ بعد اس کے یہ ثبوت دیں گے کہ یہ پیشگوئیاں پوری ہوگئی ہیں اور درحقیقت یہ خارق عادت نشان ہیں۔‘‘

(’’براہین احمدیہ حصہ پنجم‘‘ صفحہ 56 طبع اوّل۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 72)

اور ’’تحفہ گولڑویہ‘‘ کا مزعومہ حوالہ اپنے سیاق وسباق کے ساتھ یہ ہے:

> ’’پھر یہ پیشگوئیاں کچھ ایک دو پیشگوئیاں نہیں بلکہ اِسی قسم کی سو سے زیادہ پیشگوئیاں ہیں جو کتاب تریاق القلوب میں دَرج ہیں۔ پھر ان سب کا کچھ بھی ذکر نہ کرنا۔ اور بار بار احمد بیگ کے داماد یا آتھم کا ذکر کرتے رہنا کس قدر مخلوق کو دھوکہ دینا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ مثلاً کوئی شریر النفس اُن تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے اور حدیبیہ کی پیشگوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت اندازہ کردہ پر پوری نہیں

ہوئی۔ یا مثلاً حضرت مسیح کی صاف اور صریح پیشگوئیوں کا کبھی کسی کے پاس نام تک نہ لے اور بار بار ہنسی ٹھٹھے کے طور پر لوگوں کو یہ کہے کہ کیوں صاحب کیا وہ وعدہ پورا ہوگیا جو حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ ابھی تم میں سے کئی لوگ زندہ ہونگے جو میں پھر واپس آؤں گا۔ یا مثلاً شرارت کے طور پر داؤد کا تخت دوبارہ قائم کرنے کی پیشگوئی کو بیان کر کے پھر ٹھٹھے سے کہے کہ کیوں صاحب کیا یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح بادشاہ ہوگئے تھے اور داؤد کا تخت ان کو مل گیا تھا۔ شیخ سعدی بخیل کی نسبت سچ فرماتے ہیں۔

چو زشے بہ بیند برآرد خروش　　ندارد بصد نکتۂ نغز گوش

یہ نادان نہیں جانتے کہ پیشگوئی ایک علم ہے اور خدا کی وحی ہے اس میں بعض وقت متشابہات بھی ہوتے ہیں۔ اور بعض وقت ملہم تعبیر کرنے میں خطا کرتا ہے جیسا کہ حدیث ذھب و ھلی اس پر شاہد ہے۔ پھر احمد بیگ کے داماد کا اعتراض کرنا اور احمد بیگ کی وفات کو بھول جانا کیا یہی ایمان داری ہے۔''

(''تحفہ گولڑویہ'' طبع اول صفحہ 40 شائع شدہ یکم ستمبر 1902)

اب قارئین خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ دونوں تحریروں میں تقابل یا افضلیت کہاں ہے؟۔ دونوں کا موقع محل مختلف ہے اور یہ بھی قابل غور ہے کہ ''تحفہ گولڑویہ'' 1902ء میں لکھی گئی اور ''براہین احمدیہ'' حصہ پنجم 1908ء میں۔ اس طرح ان میں چھ سال کا وقفہ ہے۔

سرکلر کارروائی 24 اگست 1974ء صفحہ 58

یہ سوال ہوا کہ کیا یہ درست ہے کہ جس وقت بغداد پر انگریز کا قبضہ ہوا۔ عراق مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکلا اس وقت قادیان کی جماعت نے چراغاں کیا تھا۔؟ بلا تاریخ وحوالہ یہ اعتراض کر دیا گیا۔ بعد میں کہا کہ یہ 11 نومبر 1918ء کی بات ہے۔

تاریخی حقائق یہ ہیں کہ بغداد پر قبضہ 11 مارچ 1917ء کو ہوا تھا۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جنگ عظیم مسلمانوں اور کفار کے درمیان کوئی معرکۂ جہاد نہیں تھا بلکہ بیسیوں دنیاوی حکومتوں کے مابین لڑائی تھی جن میں ہر مذہب کے لوگ حتیٰ کہ دہریہ بھی شامل تھے۔ نومبر 1918ء میں چار سالہ جنگ عظیم اوّل کا اختتام ہوا تھا۔ اس اختتام

پر حکومت کی تحریک پر ہندوستان کے باسیوں نے چراغاں کیا تھا جس میں مسلمان بھی شامل تھے۔ تاہم 11 نومبر 1918ء کے **''الفضل'' میں ایسا کوئی ذکر نہیں کہ چراغاں ہوا تھا۔**

سرکلر کارروائی 24 اگست 1974ء صفحہ 78-79

اب جناب اٹارنی جنرل صاحب نے یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ مجھے چوں کہ عربی نہیں آتی اور چند حوالے عربی میں ہیں اسلئے مولانا ظفر احمد صاحب انصاری جو سوالات تیار کرنے والی ٹیم کے ایک متحرک ممبر تھے، براہِ راست سوال کریں گے۔ باوجود یہ کہ رولز کی خلاف ورزی تھی تب بھی حضور نے جواب دینے کا عندیہ دیا۔ مولانا نے ''تحریف قرآن'' کے بارہ میں سوالات کیئے۔

اور پھر ازالہ اوھام کے ایک قدیم نسخہ میں سے ایک آیت کے بارہ میں کہا کہ وہاں تحریف کی گئی ہے۔ (تحریف کے الزام کی حقیقت پر تفصیلی حصہ علیحدہ شامل کیا جا رہا ہے)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نہایت پُرشوکت آواز میں جواب دیا۔ **''ہم نے قرآن شریف کے لاکھوں تراجم، لاکھوں کی تعداد میں شائع کئے اور تقسیم کئے ہمارے بچے پڑھتے ہیں۔ ہمارا حمائل ہے بغیر ترجمہ کے بچوں کے لئے۔ کسی جگہ یہ نہیں ہوئی غلطی۔''**

بہر حال جب مولانا نے اصرار جاری رکھا تو چیئر مین کو کہنا پڑا کہ گواہ نے حتمی جواب دے دیا ہے کہ کوئی تحریف نہیں ہوئی۔ کیا آپ کے پاس کتاب ہے؟ تو انہوں نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا کہ فوٹوسٹیٹ کاپی ہے۔

سرکلر کارروائی 24 اگست 1974ء صفحہ 87

تحریف معنوی کے سلسلہ میں مولانا ظفر احمد انصاری صاحب نے حضرت مصلح موعود کی طرف منسوب کر کے کہا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا انگریزی ترجمہ قرآن ہے تو مولانا کو توجہ دلائی گئی کہ انہوں نے کوئی ترجمہ نہیں کیا۔ انہوں نے چونک کہ کہا جی۔ بتایا گیا کہ انہوں نے انگلش کا کوئی ترجمہ نہیں کیا بلکہ انگریزی کے جو تراجم ہیں، وہ انہوں نے نہیں کیئے بلکہ کسی اور نے کیئے ہوئے ہیں۔

سرکلر کارروائی 24 اگست 1974ء صفحہ 100

''الفضل''، جلد 11 نمبر 67 مؤرخہ 26 جنوری 1924ء سے ایک نظم پڑھ کر سوال کیا گیا۔ حضور نے پوچھا کہ یہ نظم کس کی ہے۔ مولانا نے کہا کہ اس نظم میں شاعر کا نام نہیں لکھا تھا۔ اب کسی نامعلوم شاعر کے حوالے سے سوال کرنا جس کی اپنی حیثیت بھی معلوم نہیں۔ کن مسلمات کے تحت جائز ہے؟

سرکلر کارروائی 24 اگست 1974ء صفحہ 123-124

مولانا ظفر انصاری صاحب نے ''الفضل'' قادیان جلد نمبر 12 نمبر 4 سے یہ حوالہ پڑھا:

''شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے۔ رسول کریم ﷺ تشریعی نبی ہیں۔ اور اس کے یہ معنی ہیں۔ آپ پہلے قرآن نہیں لائے۔ ورنہ قرآن آپ بھی لائے اگر نہ لاتے تو خدا تعالیٰ نے کیوں کہا کہ اسے قرآن دیکر کھڑا کیا گیا ہے۔ اب یہ آگے ہے۔ پھر یہ یاد رکھنا چاہئے جب کوئی نبی آجائے تو پہلے بنی کا علم بھی اس کے ذریعے ملتا ہے۔ اور یعنی یہی وجہ ہے۔ اب کوئی قرآن نہیں سوائے قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا۔ اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے۔ اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔ اس طرح رسول کریم ﷺ کا وجود اس ذریعہ سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے۔ اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا۔ تو وہ ''یاوی ساشا'' والا قرآن نہیں ہوگا۔ یعنی ہدائت دینے والا قرآن نہیں ہوگا بلکہ یہ ''دیوساشا'' والا قرآن ہوگا۔ یعنی گمراہ کرنے والا ہوگا۔''

یہ عبارت بھی سیاق وسباق سے ہٹ کر پیش کی گئی ہے۔ بہرحال اب اصل عبارت ملاحظہ ہو:

> ''کُفر صرف خدا کی ہستی کا انکار ہے اور ہم جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کا انکار کفر ہے۔ تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ ان کی ذات کا انکار کفر ہے بلکہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی جو باتیں وہ لائے اُن کا انکار کفر ہے ورنہ اگر اس بات کو علیحدہ کر دو تو پھر وہ کیا تھے؟ ایک بڑھئی کے گھر پیدا ہونے والے اور ایک یہودی خاندان کے فرد تھے جنہیں زیادہ سے زیادہ فریسی اور فقیہی کہہ سکتے تھے، اس سے زیادہ کیا تھے اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہیں رسالت کو علیحدہ کر کے دیکھو تو آپ عربوں میں سے ایک عرب تھے اور عرب ہونے کی حیثیت سے لوگ آپ کی غلامی کرنے کیلئے تیار نہ تھے۔ ہماری قوم جو ہزاروں سال سے حکمران چلی آتی تھی کیا وہ بغیر رسالت سے آپ کی غلامی

کے لیے تیار ہوسکتی تھی۔ کسی عرب میں اور کیا بات ہوسکتی تھی جو ہم سے خادمیت اور غلامی کا اقرار کرا سکتی تھی زیادہ سے زیادہ یہ ہوسکتا تھا کہ آپ بڑے خاندان کے ہوتے مگر آپ کا خاندان کیا تھا مکہ کا غریب خاندان تھا لیکن جب خدا تعالیٰ نے آپ کو رسالت دی تو آپ بڑے بنے۔ آپ کا انکار کفر ہوگیا حتیٰ کے آپ نے فرمایا **لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما و سعھما الاتباعی** . کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ بھی زندہ ہوتے تو وہ بھی میری غلامی کرتے۔ یہ رُتبہ اور یہ مرتبہ آپ کو خدا تعالیٰ کے کلام کی وجہ سے ملا پس جن پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے وہ معمولی انسان نہیں ہوتے بلکہ اُن کی ہستیاں دنیا سے جدا ہوتی ہیں اور اُن کیلئے خدا تعالیٰ یہاں تک کہتا ہے کہ اگر کوئی میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو اُس کیلئے ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ اُن کے ذریعہ حاصل کرو اور ایسے انسان شرعی ہوں یا غیر شرعی ایک ہی مقام پر ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو غیر شرعی کہتے ہیں تو اُس کا صرف یہ مطلب ہے کہ وہ کوئی نیا حکم نہیں لایا ورنہ کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا جو شریعت نہ لائے۔ ہاں بعض نئی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی شریعت ہی دوبارہ لاتے ہیں پس شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ پہلے کلام لائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریعی نبی ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ قرآن پہلے لائے اور حضرت مسیح موعودؑ غیر تشریعی نبی ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ قرآن پہلے نہیں لائے ورنہ قرآن آپ بھی لائے۔ اگر نہ لائے تھے تو خدا تعالیٰ نے کیوں کہا کہ اُسے قرآن دے کر کھڑا کیا گیا ہے پس اگر مسائل کا فیصلہ ہم نے کرنا ہے تو پھر خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو کیوں بھیجا۔ کوئی ڈپٹی اسلئے مقرر نہیں کیا جاتا کہ اپنے آپ کو ڈپٹی منوائے۔ کوئی تحصلیدار اسلئے نہیں بنایا جاتا کہ وہ اپنے آپ کو تحصلیدار منوائے۔ ڈپٹی اور تحصیلدار کے معنی ہی یہ ہیں کہ کوئی کام اِن کے سپرد کیا گیا ہے اسی طرح جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں خدا کا نبی ہے تو اُس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ خدا نے اُس کے سپرد کوئی کام بھی کیا ہے اور کام یہی ہوتا ہے کہ یا تو جدید شریعت پر عمل کروائے یا پہلی شریعت کو قائم کرے۔ پس وہ تعلیم جو وہ دیتے ہیں اُس سے ذرہ بھر بھی ادھر ادھر ہونا جائز نہیں ہوتا۔''

(''الفضل'' 15 جولائی 1924 صفحہ 7 کالم 1 تا کالم 3)

پھر فرماتے ہیں:۔

''پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جب کوئی نبی آجائے تو پہلے نبی کا علم بھی اسی کے ذریعہ ملتا

ہے۔ یوں اپنے طور پر نہیں مل سکتا اور ہر بعد میں آنیوالا نبی پہلے نبی کے لئے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے۔ پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ سوائے آنیوالے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے۔ یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا۔ اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئیگا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہ آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا۔ تو اس کے لئے **یھدی من یشاء** والا قرآن نہ ہوگا۔ بلکہ **یضل من یشاء** والا قرآن ہوگا۔ جیسا کہ مولویوں کے لئے ہو رہا ہے۔ لیکن جب حضرت مسیح موعودؑ کے بتائے ہوئے معانی اور گروں کے ذریعہ دیکھے گا تو قرآن کو بالکل نئی کتاب پائیگا جو عقل کو صاف کرنے والی، روحانیت کو تیز کرنیوالی اور خدا تعالیٰ کا جلال دکھانیوالی ہوگی۔ وجہ یہ کہ جو لوگ خدا کے نبی کی دی ہوئی عینک سے دیکھتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں دنیا کے علوم حیض کے چیتھڑوں سے بھی کم حیثیت رکھتے ہیں۔''

(''الفضل'' 15 جولائی 1924 صفحہ 8 کالم 1 تا کالم 2)

مفہوم انہوں نے یہ نکالا کہ قرآن جو ہمارے پاس ہے، وہ مکمل ہے، اسی پر ایمان لانا، اسکی اتباع کرنا کافی ہے یا اسکے علاوہ کوئی قرآنی الٰہی پیغام ہے؟

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے پُر جلال انداز میں ارشاد فرمایا:

> **''یہ قرآن کریم جو میں نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے، اس کو گواہ بنا کر میں اعلان کرتا ہوں، سوائے اس قرآن کے، ہمارے لئے کوئی کتاب نہیں۔''**

سرکلر کارروائی 24 اگست 1974ء صفحہ 124-125

مخالفین زیادہ تر سوالات اصل کتب یا رسائل کی بجائے جناب الیاس برنی صاحب کی کتاب سے کر رہے تھے یہ محض بدگمانی نہیں بلکہ اس کا بھی **حیرت انگیز انکشاف** قومی اسمبلی کی کارروائی سے ہو جاتا ہے۔ جب مولانا ظفر

احمد انصاری صاحب نے 24 اگست کو ’’الفضل‘‘ کا ایک حوالہ پڑھا تو ان کے ہاتھ میں کوئی اور کتاب تھی۔ حضرت خلیفہ ثالثؒ نے پوچھا کہ یہ کہاں کا حوالہ ہے؟۔ مولانا گویا ہوئے

’’یہ خلیفہ میاں محمود قادیانی خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار ’’الفضل‘‘ قادیان جلد 12 نمبر 4‘‘ سے ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ **آپ کے ہاتھ میں تو ’’الفضل‘‘ کا اخبار نہیں ہے،** کسی کتاب کا ہے۔؟ بغیر چیک کئے یہ تجربہ ہو چکا ہے۔‘‘

جو روایت سوالات کرنے والی ٹیم نے پہلے دن سے ڈالی تھی، آج آخری دن تک جاری تھی۔ مولانا کھسیانے ہو کر بولے ’’**مطلب یہ کہ آپ اسے دیکھ لیں کہ نہیں ہے تو نہیں ہے۔**‘‘

بہر حال حضور نے پوچھا کہ ’’یہ کتاب کا نام کیا ہے جہاں سے آپ لے رہے ہیں‘‘ ابھی بھی مولانا لیت ولعل سے کام لے رہے تھے تو حضور نے فرمایا کہ مجھے بتانے میں کیا حرج ہے؟ تب جا کر مولانا شرمندہ ہو کر بولے ’’نہیں نہیں کوئی حرج نہیں۔ **یہ برنی صاحب کی کتاب ہے۔**‘‘

یعنی کمیٹی کا یہ کام تھا کہ بغیر محنت کے، بغیر تحقیق کئے ہوئے اِدھر اُدھر سے پرانے، بار بار دہرائے جانے والے سوالات کرتے جائیں اور دیکھیں ہی نہیں کہ یہ حوالہ ہے بھی یا نہیں۔

سرکلر کارروائی 24 اگست 1974ء صفحہ 133

24 اگست ہی کو مولانا ظفر احمد انصاری صاحب نے ایک کتاب ’’مکاشفاتِ مرزا‘‘ کا حوالہ دیا لیکن ساتھ ہی اقرار کیا کہ **کتاب اُن کے پاس نہیں ہے**۔ آپ اسکو Admit کریں۔ حضور نے پوچھا یہ لکھا کس نے ہے؟ نام منظور الٰہی بتانے پر حضور نے پوچھا کہ کیا وہ احمدی ہیں۔ انصاری صاحب نے کہا کہ یہ میں نہیں جانتا۔

اب یہ عجیب منطق ہے کہ ایک کتاب کا حوالہ دیا جا رہا ہے جو آپ کے پاس موجود ہی نہیں، لکھنے والے نہ تو جماعت کے بانی ہیں۔ نہ کوئی خلیفہ اور نہ ہی کوئی معروف احمدی۔ کسی کی کتاب سے اُس کا حوالہ دیکر سوال پوچھا جا رہا ہے اور اس پر یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ اسے Admit کریں

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے.

سرکلر کارروائی 24 اگست 1974ء صفحہ 134

مولانا ظفر انصاری صاحب نے سوال کیا کہ درثمین کے دو شعر ہیں۔ جب پوچھا گیا کہ ’’درثمین‘‘ تو اردو، عربی، فارسی میں ہے تو کہا اردو کے دو شعر ہیں۔

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
عرب نازاں ہے گر ارض حرم ہے
تو ارض قادیان فخر عجم ہے

حضور نے پوچھا یہ مسیح موعود کے شعر ہیں؟ اب مولانا جو ’’قادیانیت پر محقق و متخصص تھے‘‘ فوراً جواب دیا۔ ’’یہ تو میں نے نہیں عرض کیا۔۔۔ یہ ’’درثمین‘‘ کے ہیں۔‘‘ اب مولانا کو یہ بھی علم نہیں ’’درثمین‘‘ حضرت مسیح موعود کے اُردو کلام کے مجموعہ کا نام ہے۔‘‘ اور پھر حضرت خلیفہ ثالثؒ نے ایوان کو بتایا کہ

’’درثمین‘‘ میں یہ دوسرا شعر ہے ہی نہیں‘‘

’’درثمین‘‘ سے مذکورہ اشعار ہدیہ قارئین کیے جاتے ہیں

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
ظہور عون و نصرت دمبدم ہے
حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے
سنو اب وقت توحید اتم ہے
ستم اب مائل ملک عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

حرف آخر

قارئین آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس طریق پر اور کس تواتر سے غلط حوالہ جات پیش کیے گئے۔ نتیجہ آپ خود نکالیے۔ اس موقع پر مجھے سیدنا و امامنا و مرشدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ صداقت آمیز اشعار یاد آ گئے وہ آپ کی نذر کرکے اجازت چاہتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں۔

اک اتفاق کر کے وہ باتیں بناتے ہیں
سو جھوٹ اور فریب کی تہمت لگاتے ہیں
پھر بھی وہ نامراد مقاصد میں رہتے ہیں
جاتا ہے بے اثر وہ جو سو بار کہتے ہیں

پھر مخالفین احمدیت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور کیا سچ فرماتے ہیں:۔

کیا بگاڑا اپنے مکروں سے ہمارا آج تک
اژدہا بن بن کے آئے ہو گئے پھر سُو سمار
اے فقیہو عالمو مجھ کو سمجھ آتا نہیں
یہ نشان صدق پاکر پھر یہ کیں اور یہ نقار
بحث کرنا تم سے کیا حاصل اگر تم میں نہیں
روح اِنصاف و خدا ترسی کہ ہے دیں کا مدار
جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار